1031

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،26۔ جون2006

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

سرکاری کارروائی

عام بحث

ضمنی میزانیہ بابت سال06-2005پر بحث

1033

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا پچیسواں اجلاس

سوموار،26۔جون2006

(یوم الاثنین،29۔جمادی الاول1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 37 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۭ وَمَا رَبُّكَ

بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٢﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ اِنْ يَّشَاْ

يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۗءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ

مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿١٣٣﴾ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ

بِمُعْجِزِيْنَ ﴿١٣٤﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ

تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿١٣٥﴾

سُوْرَۃُ الْاَنْعَام آیات132 تا135

اور ہر ایک کے لئے ان کے کاموں سے درجے ہیں اور تیرا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں o اور اے محبوب تمہارا رب بے پرواہ ہے رحمت والا اے لوگو وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور جسے چاہے تمہاری جگہ لا دے جیسے تمہیں اوروں کی اولاد سے پیدا کیا o بے شک جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ضرور آنے والی ہے اور تم تھکا نہیں سکتے o تم فرماؤ اے میری قوم تم اپنی جگہ پر کام کئے جاؤ میں اپنا کام کرتا ہوں تو اب جاننا چاہتے ہو کس کا رہتا ہے آخرت کا گھر بے شک ظالم فلاح نہیں پاتے o

وما علینا الا البلاغ o

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: ذرا ٹھہریں۔اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں پہلی تحریک استحقاق سید احسان اللہ وقاص صاحب کی طرف سے ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! یہ تحریک میں پیش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2003 اور 2004 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

چودھری اصغر علی گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل (4)230 اور قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 131 کے مطابق کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کی سالانہ رپورٹ اسمبلی میں پیش کی جانی ضروری ہے تاکہ اسمبلی میں اس پر بحث کر کے رپورٹ ہذا کی روشنی میں قوانین مرتب کر سکیں۔اسلامی نظریاتی کونسل کی سال 2003 اور 2004 کی رپورٹ اسمبلی میں پیش نہ کر کے نہ صرف میرا بلکہ ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! اسے in order قرار دے کر مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیا جائے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! چونکہ ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے میری استدعا ہے کہ اسے کل تک کے لئے pending کر لیں۔انشاء اللہ کل اس کا جواب دوں گا۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! یہ تحریک پہلے سے ہے تو میں گزارش کروں گا کہ اسے in order کر کے مجلس استحقاقات کو بھجوا دیں تو بہتر ہے تاکہ ذرا محکمے alert ہو جائیں۔ اس میں کیا حرج ہے؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! کل تک اسے pending کر لیں۔ انشاء اللہ کل اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک استحقاق کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اس پر فیصلہ دے دیا جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اس سے پہلے جو دو رپورٹیں پیش ہوئی ہیں۔ ان کے متعلق میری گزارش ہے کہ آئین کے آرٹیکل 230(4) کے تحت اسلامک کونسل آف آئیڈیالوجی کی رپورٹ کی روشنی میں صوبوں نے اس بارے قوانین میں جو بھی کام کیا ہو اس پر عملدرآمد کے حوالے سے اور اس رپورٹ پر discussion بھی اس ہاؤس میں ہونی چاہئے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ رپورٹ پیش نہیں کرتے اور اگر بدقسمتی سے کوئی رپورٹ پیش ہو جاتی ہے تو اس پر بحث نہیں ہوتی جو کہ آئین کے صریحاً خلاف ہے۔ لہذا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اس کا بھی نوٹس لیں۔ اگر آپ یہ تحریک استحقاق کمیٹی کو بھیجیں تو وہاں پر ہم ان سے یہ بھی پوچھیں گے کہ جو رپورٹیں پیش ہوئی ہیں ان پر آپ نے بحث نہیں کرائی۔ اگر ایک آئینی چیز بھی یہ پیش کرنے کو تیار نہیں ہیں تو باقی رپورٹوں کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ایسی بھی صورتحال نہیں ہے۔ میں فاضل دوست کا بڑا ممنون ہوں کہ یہ ان چیزوں کے بارے میں اچھی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہاں پر رپورٹیں پیش ہوتی رہی ہیں۔ یہ جس کے بارے میں بحث کرنا چاہیں آپ اس کے لئے دن مقرر کر دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! رپورٹ پیش ہونے کے بعد آئینی requirement ہے کہ اس پر اسمبلی میں بحث کی جائے لہذا دن تو انہیں مقرر کرنا چاہئے۔ کیا اس پر بھی ہم تحریک استحقاق دیں، کیا اب ہر بات پر تحریک استحقاق پیش کریں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! انھوں نے اس بات پر agree کر لیا ہے کہ بحث ہونی چاہئے اور انھیں کوئی اعتراض نہیں ہے let the reply come

وزیر خوراک: جناب سپیکر! آپ بحث کے لئے جو بھی دن مقرر کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ let the report come tomorrow then we will decide

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ انھیں بحث کے لئے دن مقرر کرنا چاہئے اور انھیں بتانا چاہئے کہ اس رپورٹ کی روشنی میں قوانین کو اسلامی بنانے کے لئے کیا کچھ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جب discussion ہو گی تو اس میں یہ سب چیزیں آ جائیں گی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! اگر انھیں اعتراض نہیں ہے تو آپ اس پر بحث کے لئے دن مقرر کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کل یہ رپورٹ آ جائے گی تو پھر کر لیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں سابق رپورٹوں کی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو بھی ہے جب کل رپورٹ آئے گی تو پھر اس پر discussion کر لیں گے۔ Till tomorrow it is kept pending. اگلی تحریک استحقاق ملک اقبال چنڑ صاحب کی طرف سے ہے۔ محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ! چونکہ میں یہاں نہیں تھا اس لئے پہلے تو میں آپ کی طبع پرسی کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ نے آپ پر رحمت کی اور آپ خیریت سے تشریف لائیں اور میری استدعا ہے کہ آپ اپنے جذبات کا اظہار فرمائیں!

محترمہ صغیرہ اسلام: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی ان تمام بہنوں کی مشکور ہوں بالخصوص ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ، ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ، قدسیہ لودھی صاحبہ، صبا صادق صاحبہ اور اپنے ان تمام بھائیوں اور بہنوں کی بھی جنھوں نے اس وقت انتہائی اچھے طریقے سے میرا ساتھ دیا اور میں ڈاکٹر فرزانہ کی اس لئے ممنون ہوں کہ وہ تمام وقت وہاں میرے ساتھ رہیں اور مجھے یہ احساس دلایا کہ واقعی رشتے خون سے نہیں بلکہ رشتے عقیدت، پیار اور خلوص سے ہوتے ہیں۔ میں ایک دفعہ پھر اپنی ان تمام بہنوں کی جنھوں نے مجھے ٹیلی فون کئے اور جو میرے پاس بھی آئیں میں ان سب کی

تہہ دل سے ممنون ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک محمد اقبال چنڑ!

ملک محمد اقبال چنڑ: اس تحریک استحقاق کو جمعہ تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔اس تحریک کو جمعہ تک کے لئے موخر کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک استحقاق جناب مدثر قیوم ناہرا کی طرف سے ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ جہاں ہم اسمبلی کے اندر صوبائی اور مرکزی حکومتوں پر ان کی غلط کاریوں کی وجہ سے تنقید کرتے ہیں وہیں پر ہم ہر اچھی بات کی تعریف بھی کرتے ہیں۔آج میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ پاکستان کی سپریم کورٹ نے اس ملک کے اندر قوم کے لئے جو بہترین فیصلہ کیا ہے اس سے تمام غلط کاریوں کا انکشاف کیا ہے اور پاکستان کو ایک بہت بڑے نقصان سے بھی بچایا ہے۔اس پر میں پاکستان کی سپریم کورٹ کو اپنی اور اپنے بھائیوں کی طرف سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی جب بھی بات کرتے ہیں تو اچھے الفاظوں کا انتخاب کرتے ہیں لیکن آج جو انہوں نے غلط کاری کا لفظ استعمال کیا ہے یہ مستعمل نہیں ہے کیونکہ ایک دفعہ ان کے سامنے ہی ہمارے ایک ساتھی نے ان کو سر پر خضاب لگانے پر کہہ دیا تھا تو انہوں نے غصہ کیا تھا۔حالانکہ خضاب لگایا ہوا تھا۔سیاہ کاری واقعی کالا کرنے کو کہتے ہیں لیکن وہ مستعمل نہیں تھا اس لئے لفظوں کا صحیح استعمال کیا جائے تو اس سے کسی کی دل آزاری نہیں ہوتی۔

رانا تجمل حسین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایسی کوئی بات نہیں۔تشریف رکھیں۔رانا صاحب میں آپ کو floor دوں گا، ایک منٹ کے لئے آپ بھی تشریف رکھیں۔جناب مدثر قیوم ناہرا!

ایس ایچ او تھانہ نوشہرہ ورکاں کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویہ

جناب مدثر قیوم ناہرا: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے اپنے علاقہ کے ایک قتل کیس کے ملزمان کی گرفتاری کے سلسلہ میں ایس ایچ او نوشہرہ ورکاں کو ٹیلی فون کیا تو محرر تھانہ نوشہرہ ورکاں نے ٹیلی فون attend کیا۔ میں نے کہا کہ ایس ایچ او صاحب سے بات کروائیں تو اس نے ٹیلی فون ہولڈ کروا کر کہا کہ میں ابھی بات کرواتا ہوں۔ دو منٹ بعد محرر نے کہا کہ ایس ایچ او صاحب مصروف ہیں اور ٹیلی فون attend نہیں کر سکتے۔ حالانکہ ایس ایچ او صاحب ٹیلی فون پر موجود تھے لیکن انہوں نے میرا ٹیلی فون attend نہیں کیا۔ اس کے بعد موبائل فون پر میں نے ایس ایچ او صاحب سے بات کی اور کہا کہ آپ نے میرا ٹیلی فون attend نہیں کیا یہ تو سراسر زیادتی ہے کیونکہ آپ ٹیلی فون پر موجود تھے۔ ایس ایچ او نے کہا کہ میں ایک تفتیش میں مصروف تھا اس لئے میں نے ٹیلی فون نہیں سنا۔ میں نے کہا کہ اس طرح مناسب نہیں تو اس پر انہوں نے کہا کہ پھر آپ میرا ٹرانسفر کروا دیں مجھے تو اسی طرح کرنا ہے۔ دوسرے دن صبح میں نے تھانے فون کیا اور کہا ایس ایچ او صاحب سے میری بات کروائیں تو محرر نے کہا ایس ایچ او صاحب تھانہ میں موجود نہ ہیں اپنی رہائش پر ہیں آپ موبائل پر بات کر لیں۔ میں نے اپنے موبائل سے ایس ایچ او کے موبائل پر کافی دیر تک ring کرتا رہا لیکن انہوں نے میرا ٹیلی فون attend نہ کیا۔ جس کی وجہ سے میں خود تھانے میں گیا تو میرے جانے پر ایس ایچ او صاحب بھی وہاں آ گئے۔ میں نے ایس ایچ او صاحب سے کہا آپ نے کل بھی میرا فون نہ سنا اور آج بھی میرا موبائل فون attend نہیں کیا۔ اس طرح سے یہ بات مناسب نہیں ہے تو انہوں نے رات کی طرح پھر یہی کہا آپ میرا تبادلہ کروا دیں مجھے تو اسی طرح ہی کرنا ہے۔ اس کے بعد نوشہرہ ورکاں میں یونین کونسل کا الیکشن ہو رہا تھا صبح ساڑھے آٹھ بجے ایس ایچ او نوشہرہ ورکاں نے میری گاڑی اور ڈرائیور کو پکڑ کر تھانے میں بند کر دیا۔ مجھے جب پتا چلا کہ میری گاڑی کو ایس ایچ او نے پکڑ لیا ہے تو میں اور چودھری امانت علی ورک ایم پی اے تھانہ میں گئے تو وہاں پر موجود ایڈیشنل ایس پی گوجرانوالہ شیخ محمد صدیق اور ڈی ایس پی انوسٹی گیشن نوشہرہ ورکاں غلام مصطفیٰ اور ایس ایچ او نوشہرہ ورکاں بھی موجود تھے۔ میں نے ایڈیشنل ایس پی صاحب سے کہا کہ میری گاڑی ایس ایچ او نے پکڑ لی ہے اس کی کیا وجہ ہے پاس بیٹھے ایس ایچ او نے کہا کہ اس کو پرائیویٹ ڈرائیور چلا

رہا ہے لہذا گاڑی ناجائز استعمال ہو رہی ہے تو میں نے ایڈیشنل ایس پی صاحب سے کہا کہ جناب ہمیں گورنمنٹ کی طرف سے پرائیویٹ ڈرائیور رکھنے کی اجازت ہے لہذا آپ گاڑی کو چھوڑ دیں۔ ایس ایچ او نے کہا میں گاڑی ابھی چھوڑ دیتا ہوں۔ اس کے بعد ایس ایچ او نے میرے عزیز محمد زمان اور محمد نوید وغیرہ سے ان کی لائسنسی رائفلیں پکڑ لیں اور ان کو تھانہ میں لے گئے۔ تو میں نے ایس ایچ او سے ٹیلی فون پر بات کی کہ ان کے پاس لائسنس موجود ہے لہذا آپ مہربانی فرما کر انہیں چھوڑ دیں۔ انہوں نے کہا میں تھانے سے باہر ہوں تھانے پہنچ کر لائسنس دیکھ کر انہیں چھوڑ دوں گا۔ تھانے میں جا کر ایس ایچ او نے کہا کہ ان کی ایف آئی آر کاٹ دو کیونکہ ان کے سفارشی ایم پی اے صاحب ہیں اور ان لوگوں کو تھانہ کی حوالات میں بند کر دیا۔ اس کے بعد شام کو میں اور چودھری امانت علی ورک ایم پی اے تھانہ نوشہرہ ورکاں گئے وہاں پر موجود ایس ایچ او صاحب سے کہا کہ آپ نے میری گاڑی کو ابھی تک نہیں چھوڑا لہذا آپ گاڑی چھوڑ دیں تو انہوں نے کہا کہ آپ جائیں میں بعد میں گاڑی چھوڑ دوں گا۔ تو ہم تھانہ سے واپس آ گئے تقریباً دو گھنٹے بعد یعنی رات ساڑھے نو بجے گاڑی اور ڈرائیور کو چھوڑ دیا۔ ایس ایچ او صاحب کی اس کارروائی سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں اپنے بھائی کا دل سے احترام کرتا ہوں۔ جو حقائق انہوں نے بیان فرمائے ہیں میں قطعی طور پر اس سے انکار کرتا ہوں اور نہ ہی ان کی تردید کرتا ہوں۔ میرے پاس محکمے کی طرف سے اس کا جواب بھی آگیا ہے۔ میری صرف یہ استدعا ہے بلکہ آپ کے توسط سے اپنے بھائی سے request ہے کہ اگر آج کے دن کے لئے اس کو ملتوی کر کے کل پر رکھ لیا جائے تو جو یہ حکم دیں گے میں اس کی تعمیل کر دوں گا۔ میری استدعا ہے کہ کل تک کے لئے اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کیا فرماتے ہیں؟

جناب مدثر قیوم ناہرا: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق

محترمہ کنول نسیم صاحبہ کی ہے۔

محترمہ کنول نسیم صاحبہ: جناب والا! یہ تحریک استحقاق پیش کی جا چکی ہے۔ وزیر موصوف نے اس کا جواب دینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے یہ move ہو چکی ہے اور آج تک کے لئے pending تھی۔ وزیر زکوٰۃ و عشر!

ضلعی زکوٰۃ آفیسر لاہور کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

(---جاری)

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب والا! یہ جو محکمے کی طرف سے جواب موصول ہوا ہے وہ میں عرض کر دیتا ہوں پھر آپ جس طرح مناسب سمجھیں۔ وہ یہ گزارش کرتا ہے کہ ہمارے دفتر میں کوئی ٹیلی فون اٹنڈنٹ ہے اور نہ ہی کوئی آپریٹر ہے ہم خود ہی ٹیلی فون attend کرتے ہیں۔ میرے پاس تو ان کی جب بھی کال آئی ہے میں نے attend کی ہے۔ میں نے کوئی ایسی غلطی نہیں کی اور اس کے باوجود اگر کوئی غلطی کی ہے تو میں اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ یہ میری آپ کے سامنے گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آپ کیا فرماتی ہیں؟

محترمہ کنول نسیم: جناب سپیکر! میں آپ کے knowledge میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ جس دن سے میں نے یہ تحریک استحقاق اسمبلی میں پیش کی ہے۔ اسی روز سے اس شخص نے میرا پیچھا کیا ہوا ہے کوئی شخص ایسا نہیں چھوڑا جو جاننے والا ہو اور اس نے مجھے فون پر فون کروائے ہیں کہ یہ تحریک استحقاق واپس لے لیں۔ میں نے کہا آپ اس تحریک کو کمیٹی میں تو جانے دیں میں نے اس بندے کو گولی تھوڑی مار دینی ہے۔ ایک عوامی مسئلے کی خاطر میں گئی ہوں اور اگر وزیر موصوف اس بات پر غور کریں کہ میں نے اپنی تحریک میں بھی یہ بات لکھی ہے کہ جناب! میں نے اسے ٹیلی فون کیا ہے اور میں اس عورت کو بھی پیش کر سکتی ہوں جس کا فارم اس نے fill کیا اور اس نے کہا کہ پندرہ دن بعد آ کر لے جائیں۔ پندرہ دن کے بعد جب وہ گئی تو اس نے کہا کہ sorry ہم تو نہیں دے سکتے۔ آپ اس طرح کریں کہ آپ کسی سے پانچ ہزار روپے ادھار لے لیں پھر ہم آپ کو دے دیں گے۔ یہ کون سا طریق کار ہے اگر وہ قسم کھا لے کہ کیا ایسا نہیں ہوا تو پھر آپ جیسے کہیں گے کر لوں

گی۔ یہ ایک serious مسئلہ ہے ایک عوامی مسئلہ ہے ایک عورت ہونے کے ناتے جو ایک درزن ہے وہ لوگوں کے کپڑے سیتی ہے اس کی بیٹی کی شادی کے لئے اگر میں پانچ ہزار روپے کسی زکوٰۃ کمیٹی سے مانگتی ہوں تو پھر آپ مجھے بتائیں زکوٰۃ کمیٹی کا کیا کام ہے اور یہ زکوٰۃ کی رقم کہاں جاتی ہے؟ بعد میں یہ معذرت کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر زکوٰۃ!

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب والا! جہاں تک فنڈز کا تعلق ہے وہ اس کے دائرہ اختیار میں نہ ہے اس کے اختیارات ڈسٹرکٹ زکوٰۃ کمیٹی کو حاصل ہیں۔ جہاں تک ٹیلی فون attend نہ کرنا اور اس کا جواب نہ دینا وہ ان کا مسئلہ ہے لیکن جہاں تک پیسے کا تعلق ہے وہ ڈسٹرکٹ زکوٰۃ کمیٹی کے اختیار میں ہے۔

محترمہ کنول نسیم: جناب سپیکر! اس نے اس عورت سے form fill کرایا، 15 دن بعد بلایا۔ اگر ان کے پاس فنڈز نہیں تھے تو مجھے بتا دیتے کہ ہم پیسے نہیں دے سکتے تو یہ کون سا طریق کار ہے؟ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس شخص نے مجھے 4 دن سے ذہنی پریشانی دی ہوئی ہے۔ میں نے اس کو بار بار فون کیا تو انہوں نے کہا کہ ایم پی ایز کے بڑے فون آتے ہیں آپ کیا بات کرتی ہیں ہماری مرضی ہے ہم جس کو دیں اور جس کو چاہیں نہ دیں۔ میری درخواست ہے کہ میری تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سمیع اللہ صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق پنجاب کے اندر عشر و زکوٰۃ اور بیت المال کے نظام کی عکاسی کر رہی ہے۔ غریب کہاں کہاں دھکے کھاتے ہیں اور وہ بتا رہی ہیں کہ بے چاری درزن جب زکوٰۃ کے لئے دفاتر میں جاتی ہے اور ہماری ایک معزز رکن اس کی سفارش کے لئے جاتی ہیں تو ان کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ غریب جس کی کوئی سفارش نہیں ہے اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان کا زکوٰۃ و عشر اور بیت المال کے دفاتر میں کیا حال ہوتا ہوگا؟ تو میری گزارش ہے کہ چونکہ یہ عوامی معاملہ اس ہاؤس میں آگیا ہے تو وزیر موصوف اس کو oppose نہ کریں اور یہ کمیٹی میں جانے دیں تاکہ پنجاب کے کروڑوں غریب عوام جو دفتروں میں دھکے کھاتے ہیں شاید اس تحریک کے حوالے سے ان کی کچھ دادرسی ہو سکے۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میری فاضل ممبر محترمہ بہن نے بہت صحیح توجہ دلائی ہے۔ یہیں پر میرے ایک سوال کے جواب میں وزیر زکوٰۃ وعشر نے یہ تسلیم کیا تھا کہ اس محکمے میں کروڑوں روپے کے گھپلے ہوتے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریٹرز زکوٰۃ نے زکوٰۃ کمیٹیوں کے اپنے چیئرمین رکھے ہوئے ہیں یہ ان کے ذریعے سے شادیوں کے لئے جعلی فنڈز recommend کرواکر خورد برد کرتے ہیں۔ عام افراد کو بالکل کچھ نہیں ملتا اور میں یہ گزارش کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو منظور کر کے استحقاق کمیٹی میں بھیجیں اور استحقاق کمیٹی مہربانی کر کے اس کو بھی probe کرے کہ پچھلے عرصے کے دوران شادیوں کے فنڈز کس کی recommendations کی بنیاد پر کن کو دیئے گئے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ پورے لاہور کی کوئی دو چار یا دس کمیٹیاں شادیوں کے لئے recommendations دیتی رہتی ہیں اور یہ صرف ان کو شادی کی گرانٹس دیتے رہتے ہیں۔

وزیر زکوٰۃ وعشر: جناب سپیکر! شاہ صاحب کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے میں نے اپنے جواب میں یہ عرض کیا تھا کہ آڈٹ نے جو پیسے point out کئے تھے اس میں سے ہم نے 70 لاکھ روپے recover کئے تھے تو یہ غلط بات سمجھے ہیں ہم تو اس کی recovery کر رہے ہیں۔ جہاں تک اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے ڈسٹرکٹ زکوٰۃ کمیٹی پیسے کی مجاز ہے، نہ کہ ڈی زیڈ او۔ میں نے اسمبلی کو اس کا جواب پڑھ کر سنایا ہے اگر درست نہ سمجھیں تو بے شک بھیج دیں لیکن جہاں تک پیسوں کا تعلق ہے وہ کام ڈسٹرکٹ زکوٰۃ کمیٹی کرتی ہے اور ڈی زیڈ او کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

محترمہ شاہینہ اسد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ شاہینہ اسد: جناب سپیکر! یہاں پر بات پیسوں کی نہیں ہو رہی بلکہ یہاں پر استحقاق کی بات ہو رہی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے صرف ہماری ایک بہن کا استحقاق مجروح نہیں ہوا بلکہ اس سے ہماری پوری اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ جب کوئی آفیسر ہمارے ساتھ اس طرح misbehave کرتا ہے یا ہمارے ساتھ کسی قسم کی بدتمیزی کرتا ہے تو یہ Privilege Motion

کو Privilege Committee کے سپرد ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ میں نے دونوں طرف سے باتیں سن لی ہیں۔ یہ مسئلہ معزز خاتون ممبر کنول نسیم کا ہے اور اس خاتون کی طرف سے یہ پہلی تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ Privilege Committee میں جانی چاہئے۔ اگلی تحریک سردار امان اللہ خان دریشک صاحب کی ہے لیکن ان کی درخواست آ گئی ہے کہ اس تحریک کو کل تک pending کیا جائے۔ That ends the Privilege Motions.

رانا تجمل حسین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا تجمل حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اہالیان لاہور کے ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ ہمارے مشرقی لاہور سے ring road جو بار بار نقشہ تبدیل کرنے کے بعد اب گنجان ترین آبادی سے گزاری جا رہی ہے جس کی وجہ سے لاکھوں افراد بے گھر ہوتے جا رہے ہیں اور وہاں عجیب خوف و ہراس پھیلایا گیا ہے کسی کو کچھ خبر نہیں، صبح نقشہ کچھ اور ہوتا ہے اور شام کو نقشہ بدل دیا جاتا ہے تو براہ مہربانی اس پر specially توجہ دے کر اہالیان لاہور کا یہ مسئلہ حل کیا جائے اور لوگوں کو مکمل تحفظ دے کر ان کا خوف دور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی supplementary budget پیش ہو رہا ہے آپ اس میں اپنی تقریر کے دوران یہ point کریں اس میں take up کر لیا جائے گا۔

سرکاری کارروائی

عام بحث

ضمنی میزانیہ بابت سال 2005-06 پر بحث

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی ضمنی بجٹ برائے سال 2005-06 پر بحث شروع ہونی ہے جن صاحبان نے تقاریر کرنی ہیں وہ اپنے نام میرے پاس بھیجیں تاکہ اس کے مطابق انہیں تقریر کا موقع دیا جائے
I give the floor to Rana Sana Ullah for opening the speech.

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزشتہ سال 2005-06 کا حجم 224-ارب روپے تھا اور یہ اس سے پچھلے بجٹ سے تقریباً 24 فیصد زیادہ تھا اور اس میں 71-ارب روپے ترقیاتی بجٹ تھا جو

سال میں خرچ ہوا ہے لیکن صوبے میں ترقی کسی جگہ پر نظر نہیں آ رہی اور غیر ترقیاتی بجٹ میں انہوں نے مزید45۔ارب روپے کا اضافہ کیا اور مزید اتنے پیسے خرچ کئے ہیں۔اب یہ224۔ارب اور45۔ارب، یہ کوئی269۔ارب روپیہ بنتا ہے جو پچھلے سال میں صوبے میں خرچ ہوا اور جس سے صوبے کے تمام سیکٹرز، جن میں ایگریکلچر، ایجوکیشن، لاء اینڈ آرڈر، جنرل ایڈمنسٹریشن شامل ہیں ان میں ابتری آئی ہے اور اب انہوں نے اس سال کہا ہے کہ ہم اس سال بہت بڑی رقم 269۔ارب روپے کے مقابلے میں274۔ارب روپے کی بہت بڑی رقم خرچ کر رہے ہیں اور ان کا یہ خیال ہے کہ اس سے ضرور تبدیلی آ جائے گی کیونکہ یہ تقریباً5/6۔ارب روپے زیادہ ہے جو میں آگے جا کر یہ ثابت کروں گا کہ انہوں نے جنرل ایڈمنسٹریشن کا جو خرچہ بڑھایا ہے اسی کا فرق تقریباً7۔ارب روپے ہے یعنی جنرل ایڈمنسٹریشن پر انہوں نے پچھلے سال6۔ارب روپے اور اس سال یہ13۔ارب روپے خرچ کرنے جا رہے ہیں تو انہوں نے جو اضافہ کیا ہے وہ یہیں پر پورا ہو جاتا ہے تو جناب! اب اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ انہوں نے جو224اور45۔ارب روپیہ خرچ کیا ہے اس میں انہوں نے کیا انداز اپنایا ہے تاکہ اس سے یہ معلوم کیا جا سکے اور اس صوبے کے عوام کو پتا چل سکے کہ ہمارے حکمران کیا کر رہے ہیں، ان کے معاملات کس قسم کے ہیں، کس قسم کے ان کے شب و روز ہیں اور یہ سرکاری پیسے پر کس طرح سے ہاتھ صاف کرتے ہیں اور کیا وجہ ہے کہ صوبہ اتنی رقم خرچ ہونے کے باوجود بھی ترقی نہیں کر رہا تو اس میں سب سے پہلے میںMiscellaneous Departmentہے۔انھوں نے یہ ایک ایسا کھاتا رکھا ہوا ہے کہ اس میں یہ ہر چیز ہی ڈال دیتے ہیں، یہ اس میں ڈیپارٹمنٹ بھی ڈال دیتے ہیں، گاڑیاں خریدنی ہیں وہ بھی ڈال دیتے ہیں یعنی جو خرچہ کسی ڈیپارٹمنٹ کے کھاتے میں ڈالنا ان کو مشکل نظر آ رہا ہو تو یہ اس کو Miscellaneousمیں لے آتے ہیں۔اس میں انھوں نے28کروڑ59لاکھ19ہزار روپے اضافی خرچہ کیا ہے۔یہ کس طرح سے کیا ہے؟ میں اس کو بڑے مختصر انداز میں واضح کروں گا۔

جناب سپیکر!Supplementary Budget Statementکی کتاب کا صفحہ نمبر127ہے۔میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ کتاب کا صفحہ کھول لیں اور اگر ہو سکے کہ میں کسی جگہ پر غلطfigure quoteکروں تو وہ مجھے روکیں۔اس میں صفحہ الٹتے ہی جس رقم پر نظر جاتی ہے وہ27لاکھ روپے ایک ہے اور36لاکھ روپے ایک ہے۔میں اس پر پہلے بجٹ تقریر میں بات کر چکا ہوں۔میں اب اس پر زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا کہ27لاکھ روپے کے انھوں

نے دو falcons خریدے اور تحفے میں دیئے پھر دوبارہ دو falcons خریدے اور تحفے میں دیئے۔ وزیر قانون صاحب نے میری تقریر کے بعد وضاحت کی کہ دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات رکھنے ہوتے ہیں اس وجہ سے ایسے کام کرنے پڑتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر صرف اتنا عرض کروں گا کہ میں پنجاب حکومت کے سربراہ کی یا پنجاب حکومت کی ذات کی بات نہیں کر رہا، ہو سکتا ہے کہ راجہ صاحب بھی اب اس قابل ہو گئے ہوں کہ اس قسم کے تحفے دے سکیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب تو واقعی اس قابل ہیں، پہلے بھی تھے۔ ان کی کافی ملیں تھیں۔ اب رحیم یار خان ان کا ہو گیا ہے پہلے گجرات تھا۔ ان کے لئے 27 لاکھ اور 36 لاکھ روپے کا تحفہ دینا میں سمجھتا ہوں کہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے لیکن میں اس وزیر اعلیٰ کی بات کر رہا ہوں۔ وہ جس صوبے کا سربراہ ہے، جس گھر کا وہ سربراہ ہے۔ اُس گھر میں لوگوں کو پینے کا صاف پانی نہیں مل رہا، اُس گھر میں لوگ بغیر دوائی کے بیماری سے مر جاتے ہیں، اس گھر میں لوگوں کو بھوک کا خوف خودکشی کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس گھر کے سربراہ کو تعلقات بڑھانے کے لئے کوئی منت کا طریق کار اختیار کرنا چاہئے، کوئی اور سفارتی طریق کار اختیار کرنا چاہئے۔ اسے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ 27/27 اور 36/36 لاکھ روپے کے تحفے غیر ملکیوں کو دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے لئے 27 لاکھ روپے کی کیا اہمیت ہے، ان کے لئے 36 لاکھ روپے کی کیا اہمیت ہے؟ جنھیں انھوں نے چار falcons لے کر دیئے ہیں، ان کے پاس تو اس طرح کے سینکڑوں پرندے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو اس قسم کے معاملات میں الجھنا نہیں چاہئے تھا۔ ان کے ساتھ تعلقات اس بنیاد پر بنانا تو پنجابی کی مثال کی طرح ہے کہ ذات کی چھپکلی اور شتیروں سے جپھے۔ ان کو اس طرح کے falcons دینے سے یہ ان سے تعلقات نہیں بنا سکتے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے معزز دوست لیڈر آف دی ہاؤس کے متعلق بہت غلط باتیں کر رہے ہیں۔ یہ چھپکلیوں کی مثالیں دینا بند کریں کیونکہ یہی معاملہ پہلے بھی اٹھایا گیا اور آپ کو پتا ہے کہ کیا ہوا تھا؟ آپ 25/26 لاکھ روپے کی باتیں کر چکے ہیں، اب یہ بند کریں۔

What do you want to tell the people? We have the best relations with the Saudi friends. What they do for us, you can't even imagine?

آپ کو سالہا سال مفت تیل دیا جاتا ہے۔ آپ کی ہر جگہ مدد کی جاتی ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ بات کریں کہ اگر ہم نے کوئی غلط بات کی ہے تو آپ ضرور بتائیں۔ اگر آپ کی حکومت ہوگی تو یہ مجبوریاں آپ کی بھی ہوں گی۔

رانا ثناء اللہ خان: کیانی صاحب نے خواہ مخواہ اس بات کو برا محسوس کر لیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیانی صاحب کی تجاویز بڑی constructive ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس سے کسی کی ذات مراد نہیں ہوتی۔ یہ تو ضرب المثل ہوتی ہے۔ اگر مثال کے طور پر میں یہاں پر کھڑا ہو کر اپنی حیثیت سے بہت بڑے آدمی کے ساتھ تعلقات بنانے کی کوشش کروں گا تو پنجابی میں کہتے ہیں کہ ذات کی کوڑھ کرلی اور شتیروں کے ساتھ جپھے یہ ضرب المثل ہے۔ یہ کسی کی ذات کے حوالے سے نہیں ہے۔

جناب سپیکر! آگے آ جائیں، اسی صفحے پر ہے کہ funds for purchase of 2 single cabin pick-ups کے لئے 25 لاکھ روپے ہیں۔ اگلے صفحے پر آ جائیں، وزیر خزانہ صاحب بھی دیکھ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہ صرف دیکھ رہے ہیں بلکہ غور بھی فرما رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ دیکھیں 10 لاکھ، 30 لاکھ، 20 لاکھ اور پھر 20 لاکھ یہ تقریباً ایک کروڑ روپے کا انجکشن دو ڈراموں کے سلسلے میں انھوں نے اس ملک کے غریب عوام کو لگایا ہے۔ ایک تو funds for purchase of staff car کے لئے 7 لاکھ 72 ہزار روپے ہیں۔ اس کے بعد ہے کہ funds for Lahore Fort Sound and Light Show Anarkali ہے۔ انھوں نے کوئی انار کلی show کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ ٹی وی کے کسی چینل پر ایک آدھ بار چلا ہے۔ اس کا یہ پانچ لاکھ روپیہ ہے۔ اس کے بعد انھوں نے کوئی symposium کیا ہے جس کا دس لاکھ روپیہ ہے۔ اس کے بعد یہ کہتے ہیں کہ outstanding payment تھی جو کہ انھوں نے نور جہاں ڈرامہ چلایا تھا۔ اس کا 15 لاکھ 62 ہزار روپیہ ہے۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ funds for all Pakistan Music Conference جو انھوں نے لاہور میں کرائی ہے۔ اس کے لئے 20 لاکھ روپیہ ہے۔ اس کے بعد funds for producting a sound and light live drama بڑھتے قدم کے لئے 20 لاکھ روپیہ ہے۔

جناب سپیکر! یہ چیزیں ہمارے سننے میں آتی رہی ہیں۔ ہم تو یہ سمجھتے رہے کہ یہ سارے معاملات این جی اوز کروا رہی ہیں یا لوگ مل کر یہ ڈرامے کرا رہے ہیں اور ٹکٹ بیچتے ہیں جس سے آمدنی ہوتی ہوگی لیکن یہاں پر آکر پتا چلا ہے کہ یہ وہ پیسے ہیں جو غریبوں کی فلاح و بہبود کے لئے رکھے گئے تھے۔ یہ سارا کھیل تماشا وہاں سے ہو رہا ہے۔ اس کے بعد funds for purchase of two sets of modern equipments یعنی جو سارنگی اور طبلے وغیرہ 45 لاکھ روپے میں انھوں نے خریدے ہیں۔ ان سے کوئی پوچھے کہ ایک طرف قوم بھوک سے مر رہی ہے اور آپ ڈراموں پر کروڑوں روپے لگا رہے ہیں اور سارنگیاں اور طبلے خرید رہے ہیں۔ یہ کوئی modern lighting کا طریق کار اپنا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ وہ رقوم پڑھ رہا ہوں جو دس لاکھ روپے سے اوپر ہیں ورنہ پانچ لاکھ روپے، تین لاکھ روپے ہے، اڑھائی لاکھ روپے، "سات لاکھ روپے" وغیرہ سے صفحے بھرے پڑے ہیں۔ اسی طرح سے یہ سارا پیسا ضائع ہوا ہے۔ اس کے بعد funds for the payment of publicity campaign advertisements of Punjab Govt کے لئے دس کروڑ روپیہ ہے۔ آپ دیکھیں کہ ان کو خدا کا خوف نہیں ہے۔ کیانی صاحب یہ صفحہ نمبر 133 ہے، آپ نکال لیں۔ انھوں نے صرف دس کروڑ روپے کی advertisement ہی کروائی ہے۔ اب کیا کروائی ہے؟ یہ معلوم نہیں کیونکہ یہاں پر اس کی تفصیل نہیں ہے۔ اگر غلط ہوں تو کیانی صاحب آپ مجھے روک دیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: وہ جواب دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے تو پھر ساری باتوں کا جواب انھیں دینے دیں۔ اس کے بعد آگے ہے funds for the payment of arrears of Daily Jurrat,Tijarat Lahore /Gujranwala کے لئے 15 لاکھ روپے ہیں۔ اب 15 لاکھ روپیہ ان کو کس زمرے میں دیا گیا ہے بہر حال اس کی کوئی تفصیل ہوتی تو میں اس پر کچھ کہہ سکتا تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اس advertisement مہم کا حصہ ہے کہ 15 لاکھ روپیہ ان کو دیا ہے۔ اس کے بعد اگلے صفحے پر تین لاکھ روپے ہے، ساڑھے تین لاکھ روپے ہے، پانچ لاکھ روپے ہے اور آگے بڑی رقم 20 لاکھ روپے کی ہے۔ Funds for purchase of one Toyota یہ ڈی جی پی آر کو 20 لاکھ روپے کی لے کر دی ہے۔ آگے پھر ہے کہ Funds for payment of advertisement

campaignاس میں 64 لاکھ روپے ہیں اور یہ single entry ہے funds for payment of advertisement campaignاس کے نیچے کچھ نہیں لکھا کہ یہ 64 لاکھ روپے کہاں پر خرچ ہوئے ہیں؟ اگلے صفحے پر 5 لاکھ، 6 لاکھ، 9 لاکھ یہ ایک اور رقم ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے کوئی documentary filmتیار کروائی ہے funds for preparation of documentary films on new initiatives of the Govt.پچاس لاکھ روپے اس پر لگا دیئے ہیں۔ یعنی ایک طرف جو رقم انہوں نے ایگریکلچر کی ڈویلپمنٹ کے لئے رکھی ہے اس کو انہوں نے 138 ملین کا کٹ لگایا ہے اور دوسری طرف ان کے پاس اتنے پیسے وافر ہیں کہ 10 کروڑ روپے کی campaignچل رہی ہے، پھر 64 لاکھ روپے کی چل رہی ہے، پھر 50 لاکھ روپے کسی کو دے دیئے ہیں کہ آپ documentary filmبنائیں۔ اس نے 50 لاکھ روپے میں کیا فلم بنائی ہو گی یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور اخبار ہے اس کو 6 لاکھ روپے دے دیئے ہیں۔ پھر آگے ایک رقم 50 لاکھ روپے کی ہے جسے کہتے ہیں کہ وہ نیوز پیپرز کے outstanding dues تھے اب وہ کون سے تھے اس میں کوئی درج نہیں ہے؟ یہاں پر صرف funds for payment of outstanding dues for newspapersکی ایک single entry ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ کروڑوں روپے کی رقم اس miscellaneous headکے تحت زیادہ خرچ کی گئی ہے۔ اب جب میں نے ان کا یہ طریق کار دیکھا کہ یہ کس طریقے سے خرچ کر رہے ہیں یعنی اس کو مال مفت اور دل بے رحم طریقے سے خرچ کر رہے ہیں تو مجھے یہ خیال آیا کہ میں دیکھ لوں کہ پچھلے سال انہوں نے اس کھاتے میں کیا رکھا تھا اور پچھلے سال یہ کیا کرتے رہے ہیں؟ کیونکہ یہ پیسے shortہو گئے ہیں اور کروڑوں روپے پھر چاہئیں۔ Estimate of charged expenditure and demands for grantاور یہ Vol-IIہے، کیانی صاحب! اگر آپ کے پاس کتاب ہے تو آپ بھی صفحہ نکال لیں، اگر نہیں ہے تو منگوا لیں کیونکہ اس پر آپ نے ابھی بہت اعتراض کرنا ہے۔ یہ صفحہ 1617 ہے اس میں یہ miscellaneousہے۔ اس میں انہوں نے بہت کچھ ڈالا ہوا ہے جو ان کا دل کرتا ہے وہ کسی ڈیپارٹمنٹ میں یہ ڈال دیتے ہیں۔ اس میں ایک Grant in aid Headہے اس کے لئے انہوں نے 43 کروڑ 23 لاکھ 57 ہزار روپے کی رقم رکھی تھی۔ جو میں نے پہلے حوالہ دیا ہے یہ اس سے ملتا جلتا کام ہے۔ انہوں نے 43 کروڑ 23 لاکھ 57 ہزار روپے رکھا تھا یہ صفحہ نمبر 1626 ہے لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ انہوں نے خرچ کتنا کیا، یہ میں بعد میں بتاؤں گا لیکن پہلے میں

تفصیل بتا دیتا ہوں کہ انہوں نے خرچ کیسے کیا ہے؟ یہ جو لاکھ، دو لاکھ، تین لاکھ، سات لاکھ کی رقمیں ہیں یہ تو بے شمار ہیں لیکن آپ بڑی رقموں پر ذرا غور کریں کہ Grant-in-aid to Rawalpindi Gymkhana Club ہے، کیا اس کلب میں کسان جاتے ہیں، وہاں پر غریب مزدور جاتا ہے، وہاں پر کون لوگ جاتے ہیں؟ جم خانہ کلب میں وہ لوگ جاتے ہیں جو پہلے ہی well off ہیں جن کے پاس ہر قسم کی سہولت موجود ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ وہاں پر اپنے اخراجات کے لئے زیادہ سے زیادہ pay کر سکتے ہیں ان کو انہوں نے دس کروڑ روپیہ دیا ہے یعنی یہ کتنے ظلم کی بات ہے کہ جم خانہ کلب کو آپ نے دس کروڑ روپے کس بات کا دے دیا، وہاں ایگریکلچر پر کوئی ریسرچ ہو رہی ہے؟ اس کے بعد Grant in aid to Mr. Muhammad Usman Shaukat for payment of his tution fee یہ چار لاکھ روپے بنتے ہیں اب یہ بات سمجھ سے باہر ہے کہ لوگوں کو ٹیوشن فیس بھی دی جاتی ہے یعنی چار لاکھ روپیہ محمد عثمان صاحب کی ٹیوشن فیس کے لئے دے دیئے ہیں۔ پھر آگے اگلے صفحے پر دیکھیں تو Grant in aid to Mr. Umar Sharif for construction of Art Achievement Academy یعنی انہوں نے کوئی Achievement Academy بنائی ہے ایک کروڑ پچاس لاکھ روپے اس کو دے دیئے ہیں۔ یہ میرا خیال ہے کہ وہی عمر شریف ہیں جو ڈراموں میں کام کرتے ہیں، وہ تو well off آدمی ہے اور اس کا بڑا کام ہے۔ پھر اس کے بعد Financial Assistance to Ms. Roomana, TV/ Film Artist اس کو پچاس ہزار روپے دے دیئے۔ پھر Grant in aid to Mr.Ajmal Sattar, Editor Forum daily “Express” Lahore کو ڈیڑھ لاکھ روپے دے دیئے۔ پھر آگے Financial Assistance to Syed Anwar Ghalib free Lance Journalist کو 13 لاکھ روپے دیئے ہیں۔ اسی طرح سے لاہور میں کوئی فوٹو گرافر وزٹ تھا Funds for sponsorship of Indian photographer's visit and art exhibitions in Lahore اس کو 7 لاکھ 77 ہزار روپے دیئے ہیں۔ اسی طرح آگے ایک آدمی کو علاج کے لئے دو لاکھ روپے دیئے ہیں۔ اسی طرح آگے ڈسٹرکٹ گجرات سے کوئی آدمی ہیں انہیں بھی پیسے دیئے ہیں۔ یہ بہت دلچسپ ہے کہ Financial Assistance to Allama Chaudhary کو تین لاکھ روپے دیئے ہیں۔ اسی طرح سے آگے ایک رقم 44 لاکھ روپے کی ہے یہ انجمن تاجران لاہور کو دی ہے۔ اب انجمن تاجران کو میں نہیں سمجھتا کہ کہیں

ضرورت ہے، انجمن تاجران کے پاس تو اپنے بڑے فنڈز ہوتے ہیں بلکہ ہم تو سنتے ہیں وہ خود حکمرانوں کو بڑے پیسے دیتے ہیں۔اسی طرح Grant-in-Aid to F.C. College, Lahore کو پانچ کروڑ روپے اس کو دے دیئے ہیں، اب میں نہیں سمجھتا کہ F.C. کالج کوئی اتنا کمزور ادارہ ہے کہ اس کو پانچ کروڑ روپے کی ضرورت تھی۔اس طرح سے پچاس لاکھ اور ہے، آگے Grant in aid to Mr. Muhammad Anwar کو دس لاکھ روپے دیئے ہیں۔اسی طرح کوئی فائزہ بی بی ہے اس کو پانچ لاکھ روپے دیئے ہیں۔یہ ایک کروڑ پندرہ لاکھ روپے، دس لاکھ روپے وغیرہ کی رقمیں ہیں۔پھر اس کے بعد آپ دیکھیں کہ Lahore Grant-in-Aid to CMH, کو تین کروڑ روپے دیئے ہیں۔اب سی ایم ایچ لاہور کو پیسوں کی ضرورت کہاں پر پڑی ہے۔

جناب سپیکر!اسی طرح اگر آپ آگے دیکھتے جائیں تو میں آپ کو بتاؤں کہ اس میں انہوں نے کتنی رقم خرچ کی ہے، اس حوالے سے میں تمام معزز ممبران کی توجہ چاہوں گا کہ آخر انہوں نے اس پر "ہاں اور ناں" کرنی ہے کہ انہوں نے اس کے لئے 43 کروڑ 23 لاکھ 27 ہزار روپے رکھے تھے اور خرچ ایک ارب 71 کروڑ 26 لاکھ 73 ہزار روپے مختص کئے ہیں۔جس طرح میں نے یہ پڑھا ہے اگر میں سارا پڑھوں تو آپ کو پتا چلے گا کہ یہ کہیں دو لاکھ، تین لاکھ اور چار لاکھ روپے ہیں۔ کسی شاعر نے کہا تھا کہ:

یہ اعزاز ہے حسن آوارگی کا
جہاں بھی گئے داستاں چھوڑ آئے

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ یہ بجٹ پڑھے تو یہ کہے کہ یہ اعزاز ہے حکمرانوں کی آوارگی کا جہاں بھی گئے پانچ، دس لاکھ سرکاری فنڈ سے چھوڑ آئے یعنی جہاں بھی گئے، جو بھی ملا ہے کسی کو پانچ لاکھ، کسی کو دس لاکھ روپے دے رہے ہیں۔یہ کتابیں گورنمنٹ نے چھپوائی ہے، میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کر رہا۔میں نے ایک فگر بھی ادھر ادھر نہیں کیا۔اب ایک ارب 73 کروڑ 26 لاکھ 73 ہزار روپے ہیں اور اس کھاتے میں انہوں نے پچھلے سال 77۔ارب 67 کروڑ 60 لاکھ 12 ہزار روپے رکھا تھا۔اس سال انہوں نے جو ڈیمانڈ منظور کروائی ہے اور اس کے اوپر "ہاں "اور "ناں" ہو چکی ہے اور ہاں بھی ایسے کرتے ہیں یہ علیم شاہ صاحب میرے پاس بیٹھے ہیں ایک تو ہوتا ہے "ناں" اور ایک ہوتا ہے "ہاں"، لیکن یہ علیم شاہ صاحب بھی ہاں کو [******]

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ بات حلفاً کہہ رہا ہوں۔ علیم شاہ صاحب اس بات کا انکار کریں۔ یہ میرے بھائی ہیں میں نے دیکھا کہ پرسوں یہ [**] کررہے تھے میں نے کہا کہ ہاں کیوں نہیں کرتے۔

سید عبدالعلیم شاہ: جناب سپیکر! رانا صاحب بادشاہ آدمی ہیں جو مرضی کہیں مگر میری جنس تبدیل نہ کریں۔ میں بھینسا ضرور ہوں اور [*******]

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ [********] میں وہ الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے پرسوں miscellaneous کی مد میں "ہاں" کیا ہے اس کی رقم آپ سن لیں۔ یہ رقم 28- ارب 42 کروڑ 83 لاکھ 27 ہزار روپے ہے۔ یہ ڈیمانڈ نمبر 21031 ہے اور اس پر "آں" ہو چکی ہے اور یہ منظور ہو چکی ہے۔ اس قسم کے کھاتے کا اربوں روپیہ ہے اور آگے خرچ کہاں پر کر رہے ہیں یہ میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ آپ سارا پڑھ کر دیکھ لیں۔ محمد حسین ولد احمد حسین گجرات کے ہیں اور اس میں، میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ وڑائچ بہت ہیں۔ وڑائچ تو زمیندار قوم ہے اس میں کئی وڑائچ جن کو 5 لاکھ روپے، دس لاکھ روپے تین لاکھ روپے، دو لاکھ روپے یعنی کہ جہاں بھی گئے ہیں وہاں پر جناب! دو، چار اور پانچ لاکھ روپے سے کم نہیں دیا۔

محترمہ پروین سکندر گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! رانا صاحب وڑائچ کا ذکر کر رہے ہیں یہ ان کو زیادہ محسوس ہو رہے ہیں تو جب بٹ آئے تھے تو بٹ سے بٹ، بٹ سے بٹ ہوتے جاتے تھے اس وقت کیا مسئلہ تھا؟ (قطع کلامیاں)

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر اس لمبی لسٹ میں کوئی بٹ ہوتا تو میں اس کا نام ضرور لیتا۔ اب پولیس کو دیکھ لیتے ہیں۔ انہوں نے پچھلے بجٹ میں پولیس پر 17۔ارب 17 کروڑ 43 لاکھ 75 ہزار روپے رکھے تھے اور ان میں سے 13۔ارب 79 کروڑ 50 لاکھ 21 ہزار روپے تنخواہیں تھیں۔ non-salary 3۔ارب 37 کروڑ 93 لاکھ 54 ہزار تھے۔ انہوں نے اس ضمنی بجٹ میں 3۔ارب 28 کروڑ 58 لاکھ 21 ہزار روپیہ خرچ کیا ہے اس طرح سے انہوں نے گزشتہ سال جو کہ 30۔جون کو ختم ہو رہا ہے اس سال 20۔ارب 44 کروڑ ایک لاکھ 96 ہزار روپے پولیس پر خرچ کیا ہے اور اگلے سال کے لئے انہوں نے 20۔ارب 27 کروڑ 49 لاکھ 84 ہزار روپے رکھا ہے۔ آپ یہ دیکھ لیں 27 اور 44 یعنی کہ اگلے سال کے لئے انہوں نے اس سے کم رکھا ہے۔ اب اس 20۔ارب 27 کروڑ روپے میں سے ان کا 16۔ارب 63 کروڑ 61 لاکھ 42 ہزار روپے صرف تنخواہوں میں چلا جائے گا۔ یہ پچھلے سال سے تقریباً 3۔ارب زیادہ ہے۔ وہی انہوں نے اس دفعہ 17 سے 20۔ارب روپے کیا ہے یعنی یہ جو اس دن وزیر خزانہ صاحب کو جو لکھی ہوئی تقریر ملی تھی اس میں کہا گیا تھا کہ ہم نے اس دفعہ جان لیا ہے کہ امن وامان کا معاملہ بہت اہم ہے اور یہ تو اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے والی بات ہے اس لئے ہم اس بجٹ کو بہت زیادہ بڑھا رہے ہیں اور بڑھا کر ہم امن وامان کے مسئلے کو حل کر رہے ہیں اور ہم 17۔ارب سے 20۔ارب روپے کر رہے ہیں۔ اس 20۔ارب روپے کی حقیقت تو یہ ہے کہ اس 20۔ارب روپے میں صرف 3۔ارب روپے کا اضافہ ہے اور 3۔ارب روپے ان کی تنخواہیں بڑھنی ہیں۔ اب اس میں انہوں نے جو 3۔ارب 28 کروڑ 58 لاکھ 21 ہزار روپے کا ضمنی خرچہ کیا ہے اس کو ذرا میں معزز ممبران، کیانی صاحب اور وزیر خزانہ سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ اس کو دیکھ لیں۔ ضمنی بجٹ کے صفحہ 57 پر ہے اس میں اس قسم کی رقوم بہت زیادہ ہیں لیکن میں صرف ایک کا حوالہ اس لئے دے رہا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ہے جن لوگوں نے professionally کوئی کام کیا ہے اس کو انہوں نے اگر کوئی رقم دی ہے تو ٹھیک ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کا کوئی جواز نہیں بنتا کہ سی ایم سیکرٹریٹ میں ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سکیورٹی ہیں اس کو انہوں نے دو لاکھ صرف اس مد میں دے دیا کہ اس کی بیٹی کی شادی تھی۔ ایک طرف تو کنول نسیم صاحبہ فرما رہی تھیں کہ ایک غریب آدمی کو یا بیوہ عورت کو اس کی بچی کی شادی کے لئے پانچ ہزار روپیہ نہیں مل سکا باوجود اس کے کہ ایک ممبر اسمبلی اس کے لئے کوشاں تھی لیکن دو لاکھ روپیہ سی ایم صاحب نے آرام سے دے دیا۔ اسی میں سیریل نمبر 27 اور صفحہ نمبر

59 ہےFunds for purchase of additional Horsesانہوں نے 45 گھوڑے 90 لاکھ روپے میں خریدے ہیں۔ یہ ضمنی کے زمرے میں نہیں آتا۔ ضمنی کی ایکdefinition ہے کہ اگر کوئی ایسا کام کہ جس کے لئے آپ نے رقم مختص کی تھی اور اس رقم میں کوئی shortfallہو گیا ہے یا کوئی ایمرجنسی حالات پیدا ہو گئے ہیں تو اس میں اضافہ کیا جا سکتا ہے، یہ گھوڑے خریدنے اور لوگوں کو شادی پر پیسے دینے کے لئے رقم نہیں ہے اس کے آگے صفحہ 60 دیکھیں کہ کتنا بڑا مذاق ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ funds for transport vehicles hired during Local Bodies Election 2005یہ 42 بلین یعنی 4 کروڑ 22 لاکھ روپے جو انہوں نے پولیس کو دیا ہے کہ جو آپ نے لوکل باڈیز الیکشن پر ٹرانسپورٹ پکڑی تھی یہ اس کا کرایہ ہے۔ میں حلفاً یہ کہنے کے لئے تیار ہوں کہ اس میں سے ایک ٹیڈی پیسا بھی کسی کو نہیں دیا گیا ہو گا۔ پولیس والے تو جو گاڑی پکڑ لیتے ہیں وہ تو چھوڑنے کے لئے پیسے لیتے ہیں۔ آج تک پولیس میں یہ رواج ہی نہیں ہے کہ وہ جو گاڑی پکڑے اس کے پیسے دے دیں جبکہ اس مد میں 42 ملین یعنی 4 کروڑ 22 لاکھ دیا گیا ہے۔ کیانی صاحب ہی حلفاً کہہ دیں کہ پولیس والے جو گاڑی پکڑتے ہیں اس کو پیسے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! آگے ہےpurchase of 25 walk through gatesیہ جو walk through gatesہیں یہ انہوں نے 23 ملین کے خریدے ہیں۔ 2 کروڑ 37 لاکھ کے یہ 25 walk through gatesخریدے ہیں۔ یہ کن کے لئے خریدے ہیں V.V.I.Psکے لئے کہ ان کے پاس جو لوگ آتے ہیں وہ ان میں سے گزر کر آئیں۔ ان میں سے کسی کسان نے، کسی مزدور نے، کسی غریب آدمی نے تو نہیں گزرنا اور انہوں نے اس پر دو کروڑ روپے خرچ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ صفحہ 61 پر کوئی فنگر پرنٹس ادارہ قائم کرنے کے ضمن میں 841 ملین روپے خرچ کئے ہیں۔ اگر آپ اس بات کا اندازہ کریں کہ اس سال انہوں نے 831 ملین روپے ایگریکلچر ریسرچ کے لئے رکھے ہیں یعنی جس کا پورے صوبے سےconcernہے اور اس 841 ملین کو لینے کے لئے انہوں نے اتنا بھی انتظار نہیں کیا کہ ضمنی بجٹ ہے اور ہم اس کے لئے سال کے بعد پیسے رکھیں اور پھر خرچ کریں۔

جناب سپیکر! اسی طرح سے فنگر پرنٹس کے لئے مزید ایک کروڑ روپے رکھا ہے جس میں یہ کہتے ہیں کہ ہم نے پوسٹیںcreateکرنی ہیں۔ یہ 3۔ارب روپے کی رقم ہے آپ اسے پوری پڑھ

کر دیکھ لیں اور یہ بیسیوں آئٹمز ہیں جن میں کوئی 17لاکھ کی ہے، کوئی 10لاکھ کی ہے کوئی 5لاکھ کی ہے اور آپ کسی ایک آئٹمز کے اوپر اپنے آپ کو convince نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! ایڈورٹائزمنٹ پر ایک کروڑ پچاس لاکھ روپے خرچ کئے ہیں۔ اسی طرح صفحہ 65 پر purchase of night vision goggles یہ 22 ملین یعنی دو کروڑ 25لاکھ روپے میں رات کے اندھیرے میں دیکھنے والی عینکیں لے کر دیں گے۔ انہیں تو دن میں نظر نہیں آتا۔ دن میں ان کے پاس ملزم بیٹھے ہوں تو وہ انہیں پکڑتے نہیں۔ اب اگر تو پولیس اس وجہ سے ملزم نہیں پکڑتی کہ اسے نظر نہیں آتا تو ان کی نظر کا علاج کروائیں اور اتنے کروڑ روپے خرچ کریں۔ یعنی دن کے وقت ان کے ارد گرد پھرتے ہیں تو انہیں وہ پکڑتے نہیں اور یہ رات کی عینکیں لے کر دی ہیں کہ رات کے اندھیرے میں ملزم تلاش کریں گے اور اس مقصد کے لئے دو کروڑ 25لاکھ روپے خرچ کیا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد دوبارہ آ جاتا ہے کہ funds for purchase of 25 walk through gates یہ ہے ایک کروڑ روپیہ۔

جناب سپیکر! میں فنانس منسٹر اور لاء منسٹر اور کیانی صاحب سے بھی یہ کہوں گا کہ آپ یہ رقم نوٹ کریں اور ذرا غور سے دیکھیں کہ funds for purchase of 25 walk through gates یعنی 25 walk through gates ایک کروڑ روپے میں خریدے ہیں اور دو تین صفحے پیچھے چلے جائیں تو وہاں پر انہوں نے walk through gates 2 کروڑ 37لاکھ روپے میں خریدے ہیں۔ جناب! وہ بھی 25 walk through gates ہیں اور یہ بھی 25 walk through gates ہیں اور اب ان کی کوالٹی میں بھی کوئی فرق نہیں آ سکتا۔ اگر یہ کہیں کہ کوالٹی میں فرق ہے تو بھئی پھر اگر آپ نے دو کروڑ 37لاکھ میں اچھی کوالٹی کے خریدے تو یہ ایک کروڑ میں آپ نے گھٹیا کوالٹی کے کیوں خریدے، سائز بھی کم نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں سے ایک ہی آدمی نے گزرنا ہے اور دو آدمی تو اکٹھے اس میں سے گزر نہیں سکتے۔

جناب سپیکر! دونوں figures کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں بیٹھنے والے میرے بھائی اور بہنوں کو کم از کم اتنا تو اپنے دماغ اور اپنی سوچ سے کام لینا چاہئے کہ یہ صفحہ 60 اور سیریل نمبر 36 purchase of 25 walk through gates دو کروڑ 37لاکھ روپے اور یہ صفحہ 65 اور سیریل نمبر 71 funds for purchase of 25 walk

through gates one million میں سمجھتا ہوں کہ اس کا کیا جواز بنتا ہے یعنی یہ سارا کچھ صرف وہی کہ جس طرح حکمرانوں کی حکمرانی کی[***]کا یہ حال ہے کہ وہ جہاں بھی جاتے ہیں کہیں پانچ، کہیں سات اور کہیں دس لاکھ روپے دے آئے اور یہ پولیس کے بیوروکریٹس۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لفظ[***]کو expunge کیا جاتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس کے متبادل اگر کوئی لفظ آپ کے ذہن میں ہے تو اس کو substitute کر دیں۔ اب پولیس آفیسرز نے بھی سوچا کہ ٹھیک ہے جہاں وہ 274۔ارب کو انہوں نے ہاتھ لگایا ہوا ہے تو یہ اڑھائی تین ارب روپے ہمارے حصے میں آئے تو ہم بھی اس کو اس طرح سے خرچ کر ڈالیں۔ یعنی اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔ کیانی صاحب! اس کو دیکھیں اور اس کی وضاحت فرمائیں؟ (اس مرحلہ پر کیانی صاحب مسکراتے ہوئے کہ فنانس منسٹر یا لاء منسٹر ہی کو مخاطب کریں) کون کرے گا، (کیانی صاحب مسکراتے ہوئے میں کیوں کروں) فنانس منسٹر صاحب کریں کہ یہ 25 walk through gates ایک دفعہ قوم کو دو کروڑ 37 لاکھ روپے میں خرید کے دیتے ہیں اور ایک دفعہ ایک کروڑ روپے میں خرید کر دیتے ہیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب کو یہ سوچنا چاہئے کہ اس میں بڑا خرچہ ایڈورٹائزمنٹ کا ہے اور یہ ایگریکلچر پر فارمر کو گائیڈ کرنے کے لئے اور پولیو پر کہ پولیو کے قطرے بچوں کو پلائے جائیں۔ وہ نہ کئے جاتے اور حکومت نہ کرتی۔ دوسرے نمبر پر رانا صاحب گیٹ کی بار بار بات کر رہے ہیں تو اگر origin change کر دیا ہے یعنی جاپانی کی جگہ چائنا یا ہنگری کی چیز لی جائے تو naturally rate 50 percent سے بھی نیچے چلا جائے گا اس میں نئی بات کیا ہے؟ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے شاہ پرستی کی کوشش کی ہے تو مجھے یہ بتادیں کہ ایک دفعہ جاپانی اور دوسری دفعہ چائنا کی خریدنے کی کیا ضرورت تھی؟ دونوں دفعہ ہی جاپانی خرید لیتے

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

یا دونوں دفعہ ہی چائنا کے خرید لیتے۔ایک دفعہ دو کروڑ37لاکھ روپے میں خرید رہے ہیں اور ایک دفعہ ایک کروڑ روپے میں۔بات یہ ہے کہ جس جگہ پر کمیشن سیٹ ہو گیا۔اس دفعہ ادھر کمیشن سیٹ ہو گیا تو وہاں سے خرید لئے اور اس دفعہ ادھر کمیشن سیٹ ہو گیا تو وہاں سے خرید لئے۔ورنہ اگر چائنا اور جاپانی کوالٹی میں اتنا فرق ہے تو دونوں دفعہ ہی اچھی کوالٹی کے خرید لیتے؟

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جب کوئی فرم participate کرے گی تو اس کو ٹینڈر دیا جائے گا ناں؟ جب کوئی فرم آئے گی تو اس کو۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: اگر آپ نے اپنی ذات کے لئے خریدنا ہو تو آپ اس فرم کے گھر بھی چلے جائیں اور یہ سرکاری پیسا ہے ناں؟ یہ غریبوں کا پیسا ہے۔یہ تو آپ کے لئے مال مفت ہے اور آپ کا دل بے رحم ہے۔ سپیشل برانچ میں نئی پوسٹیں create کرنے اور گاڑیاں خریدنے پر 27کروڑ روپے خرچہ کیا ہے۔انہوں نے آگے کہا ہے کہ P.O.L میں ایکسٹرا اخراجات 30کروڑ74لاکھ کئے ہیں اور یہ بھی سارا خرچہ تقسیم ہونے والا ہے۔یہ بھی سارا کمیشن مافیا اور کھاؤ پلاؤ والا مسئلہ ہے۔جب یہ حال ہے کہ 3۔ارب روپے سے زائد رقم انہوں نے خرچ کی ہے تو ان میں سے کوئی مجھے یہ بتا دے کہ یعنی ایک طرف یہ کہتے ہیں کہ غریبوں کو پولیو کے قطرے پلانے کے لئے ہم نے ایڈورٹائزمنٹ کی۔او بھائی! ایڈورٹائزمنٹ آپ نے اپنی مشہوری کے لئے کی ہے۔پورے پورے صفحے کے اشتہار آپ نے اپنی مشہوری کے لئے دیئے ہیں۔غریب آدمی کو تو روٹی نہیں ملتی؟ آپ پولیو کے قطروں کی بات کرتے ہیں۔کون سی مشہوری آپ اس کو دکھانا چاہتے ہیں؟ پہلے آپ اس کو روٹی تو دیں۔اس کو صاف پینے کا پانی تو دیں۔اس کے بعد پھر آپ مشہوری بھی دیں۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ باتیں اپنے لئے کر رہے ہیں اور میں نے صرف یہ چیدہ چیدہ پڑھا ہے تو اس میں سے کوئی ایک آئٹم مجھے نکال دیں کہ جس سے ان کو لاء اینڈ آرڈر پر فائدہ پہنچا ہو۔لاء اینڈ آرڈر میں اس رقم کا ایک فیصد بھی خرچ نہیں ہوا اور سارے پیسوں سے گاڑیاں خرید لیں، عینکیں خرید لیں، گھوڑے خرید لئے اور کہیں سے کمیشن ملا تو walk through 25 gates دو کروڑ37لاکھ میں خرید لئے اور دوسری جگہ کسی دوسری جگہ سے کمیشن زیادہ ملا تو 15/10 کی بجائے20فیصد ملا تو وہاں سے ایک کروڑ میں خرید لئے۔یہ ساری رقم اس طرح سے،

فنانس منسٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ حکومت کا سر فخر سے بلند ہو گیا ہے تو یہ اس طرح سے انہوں نے سر فخر سے بلند کیا ہے کہ یہ کرتوت جیسے چودھری اصغر علی گجر صاحب کہہ رہے ہیں کہ "یہ غلط کاریاں ہیں" جناب! یہ واقعی غلط کاریاں ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کافی دیر سے میں سن رہا تھا کہ رانا ثناء اللہ صاحب facts & figures کے حوالے سے بات کر رہے تھے تو میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ میں انہیں interrupt کروں لیکن یقین جانئے میں نے آج سے کچھ دن پہلے کہا تھا کہ جب حکومت، جس طرح ابھی مشتاق کیانی صاحب نے بھی کہا کہ حکومت جب ہوتی ہے تو اس وقت اخراجات انہی مدوں میں کئے جاتے ہیں جن کا ابھی ذکر رانا ثناء اللہ صاحب فرما رہے تھے۔ اب انہوں نے گھوڑوں کا ذکر فرمایا وہ سہالہ پولیس ٹریننگ کالج کے لئے خریدے گئے تھے لیکن اس کو یہ آگے چھوڑ گئے اور بیان نہیں کیا۔ یہ اپنے مطلب کی چیزیں وہاں سے نکال کر کچھ بیواؤں کے حوالے سے انہوں نے بات کی میں اتفاق سے یہاں بیٹھا ہوا تھا میرے ذہن میں آیا کہ کیا سابق حکومتیں یہ پریکٹس نہیں کرتی رہی ہیں، کیا سابق حکومتیں اس قسم کے miscellaneous heads نہیں دیتی رہی ہیں اس لئے میں نے 1998 کا بجٹ منگوالیا تھا اور میں فنانس منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ رانا ثناء اللہ صاحب کے خطاب کے بعد کیونکہ میں انہیں مزید interrupt نہیں کرنا چاہتا اس کے بعد فنانس منسٹر صاحب ایک ایک صفحہ پڑھیں جس طرح محترمہ گل صاحبہ نے کہا تھا exactly وہی صورتحال ہے جو اس وقت تھی وہی آج ہے یہی پانچ سال کے بعد بھی ہو گی یہ معاملات اسی طرح ہی چلتے ہیں اور میں صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں اور رانا صاحب! آپ بھی اس کو ملاحظہ فرما سکتے ہیں اس کا کوئی صفحہ نکال کر آپ کو دکھا سکتے ہیں کہ یہ بالکل وہی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: راجہ بشارت صاحب! آپ کی اس صاف گوئی پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو آپ نے کہا ہے کہ آج بھی یہی ہو رہا ہے جو پہلے ہو رہا تھا۔ تو یہ آپ ساڑھے تین سال سے کیا کر رہے تھے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہ ہیڈز وہی ہیں جو ہمیشہ سے چلے آ رہے ہیں اور تمام حکومتیں اس طرح اخراجات کرتی رہی ہیں لیکن جس طرح آپ اپنی مرضی کا پیچ میں سے نکال لیتے ہیں جس میں کہیں بیوہ کا ذکر ہے کہ بیوہ کو اتنا دیا گیا اگر آپ یہ پڑھیں ایک ایک پڑھیں آپ نے وہ پڑھ لیا ایک صحافی کا تیرہ ہزار روپے ہے آپ نے تیرہ لاکھ روپے بتا دیا میں interrupt نہیں کرنا چاہتا تھا میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ فارغ ہو جائیں اپنی بات مکمل کر لیں لیکن اس کو بھی ملاحظہ فرما لیں کہ 1998 میں کیا یہی سارے ہیڈز نہیں تھے، اسی طرح miscellaneous خرچ نہیں کیا گیا، اسی طرح تحفے نہیں دیئے گئے، اسی طرح پولیس کے لئے سامان نہیں خریدا گیا؟ اگر نہیں خریدا گیا تو ہم مجرم ہیں۔ یہ آپ ملاحظہ فرمالیں میں آپ کو دوں گا میں نے دونوں ہیڈز کے پیپرز منگوا لئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے جو facts & figures دیئے ہیں میرا خیال ہے کہ وہ راجہ صاحب پر اتنے شاک گزرے ہیں کہ انہیں یہ خیال ہی نہیں رہا کہ میں ساڑھے تین سال سے یہ کہہ رہا ہوں اس حکومت اور پچھلی حکومتوں میں بڑا فرق ہے ہم اور ہیں وہ پچھلے ایسے تھے آج وہ کہہ رہے ہیں کہ ایسا ہی ہو رہا تھا پیچھے۔ بھئی! یہی تو ہم کہتے ہیں اگر آپ اس بات پر قائم رہیں کہ جناب! جو پہلے ہوتا تھا وہی ہم کر رہے ہیں تو یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ پہلے کروڑوں میں ہوتا تھا اب اربوں میں کر رہے ہیں۔ آپ جو یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے ایک فگر غلط پڑھی ہے میں کہتا ہوں کہ ایک ارب 71 کروڑ روپے کی جو فگر ہے۔ یہ سارا اسی میں ہے۔ آپ مجھے آج سے دو، تین، پانچ اور دس سال، پہلے یہ رقم مجھے اربوں میں نکال دیں۔ یعنی جو لاکھوں میں تھا وہ اب کروڑوں میں ہو گیا جو کروڑوں میں تھا وہ اب اربوں میں ہو گیا۔ یہی تو ہم کہہ رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: اب devolution ہو گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: بھئی! devolution ایک لاکھ کی ایک ارب سے نہیں ہوئی آپ کاریں بیچتے ہیں آپ کو نہیں پتا کہ devolution کتنی ہوئی ہے آپ اس کی ذرا ratio نکالیں۔ بات یہ ہے کہ ہم یہی کہہ رہے ہیں اب راجہ صاحب اٹھ کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ "یہ ایسی حکومت ہے، یہ ایسی حکومت ہے، یہ کرپشن سے جیبیں نہیں بھرتی" ہمیں بھی پتا ہے کہ یہ حکومت [***] فرق یہ ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Expunged from the record.

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں بھرنے کے حوالے سے بات نہیں کرنا چاہتا لیکن آج ہمارے حکمران جو کوئی بھی ہے ملک سے باہر بیٹھ کر سیاست کر رہا ہے، میں ان سے صرف ایک سوال کرتا ہوں کہ مجھے بتا دیں کہ کون سے سرمائے سے کس declared سرمایہ جو تھا کون سا انکم ٹیکس کو جو سرمایہ ظاہر کیا گیا تھا اس سے سٹیل مل جدہ میں لگائی؟ کون سے declared سرمائے سے لگائی؟ یہ وہی بوریاں تھیں جو بھر کر باہر پہلے حکومت میں لے گئے تھے بعد میں سٹیل ملیں لگتی رہیں۔ میں کسی پر تنقید نہیں کرنا چاہتا لیکن آپ خود حالات ایسے پیدا کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ سب اس حمام میں ننگے ہیں۔ صرف فرق یہ ہے۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: میں یہی چاہتا تھا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: سب ننگے ہیں، سب ننگے ہیں لیکن یقین کیجئے کہ ہمارے موجودہ حکمران باہر بوریاں بھر کر نہیں گئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میں نے ضمنی بجٹ پر جو بات کرنی تھی وہ پوری ہو گئی جب وہ کہہ رہے ہیں کہ سارے ننگے ہیں اور ہم بھی ننگے ہیں، یہ کہہ رہے ہیں وہ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ کا تو ثابت ہو چکا ہے کہ جو اس وقت سعودی عرب میں آپ کا موجود ہے جن پارٹیوں کے بات دور نکل جائے گی یہ کہاں کی بات کرتے ہیں کل آپ کی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ ہو گی آپ انگلینڈ جا رہے ہوں گے آپ کون سے غریبوں کی بات کرتے ہیں۔ بات غریبوں کی کرتے ہیں میٹنگیں آپ انگلینڈ میں بیٹھ کر کرتے ہیں خدا کے لئے یہ بھی تو سوچو آپ اسی ملک کے نمائندے ہیں جہاں پینے کے لئے صاف پانی نہیں ملتا لیکن جائیں میٹنگ انگلینڈ میں کریں۔ پانی یہاں نہیں ملتا میٹنگ انگلینڈ میں ہوتی ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نوانی صاحب!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! مجھے یہ گزارش کرنی ہے جس طرح رانا صاحب نے پولیس کے اخراجات کے بارے میں فرمایا۔ جو بھی حکومت جس کے دل میں عام آدمی کا احساس ہو گا اسے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر کرنی ہو گی یقیناً اس میں فورس کی تعداد بڑھانی ہو گی جیسے پٹرولنگ پوسٹیں بڑھائیں تاکہ ہائی ویز کو cover کیا جائے اور اس صوبے کے لاء اینڈ آرڈر کو بہتر کرنے کے

لئے جب بھی اقدامات کئے جائیں گے اس کے اخراجات definitely بڑھ جائیں گے ۔ لاء اینڈ آرڈر کو بہتر بنانے کے لئے اس حکومت نے دن رات کوشش کی اس میں اس نے بجٹ بھی بڑھایا اور یہ بھی اللہ کا شکر ہے کہ اس وقت لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کنٹرول میں ہے اور آپ یہ بات مانیں یا نہ مانیں میں 1997 میں اپوزیشن میں تھا یہاں دن رات target killing ہو رہی تھی کوئی آدمی باہر نکل نہیں سکتا تھا جو صوبے کی لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال تھی وہ سب پر عیاں تھی لیکن اس وقت صوبہ پنجاب کا لاء اینڈ آرڈر بہتر ہے جس کے لئے ہم نے اخراجات کئے ہمیں یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ ہم نے ان اخراجات کو valid قرار دیا عوام کی رائے سے اور عوام کو تحفظ دے کر۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ یہاں جیبیں بھرنے یا تجوریاں بھرنے کی بات ہوئی، اس پر کوئی discussion کی ضرورت ہی نہیں ہے یہ واحد گورنمنٹ ہے کوئی آدمی آج انگلی اٹھا کر ایک سکینڈل کی بھی بات نہیں کر سکتا۔ یہاں ہزاروں سکینڈل ہر آدمی کی زبان پر رہے ہیں یہ بات اگر کی جائے کہ تجوریاں یا جیب تو اس میں اس وقت عام آدمی کی رائے ہے کہ اس حکومت میں کرپشن نام کی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم تو نچلی سطح پر کرپشن ختم کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں ہم نچلی سطح پر جو تھوڑی بہت کرپشن ہے جس کو ہر آدمی مانتا ہے میں بھی مانتا ہوں on the floor of the House مانتا ہوں لیکن جہاں سے کرپشن جنم لیتی تھی وہاں اس حکومت نے کرپشن کو ختم کیا ہے یہ اصل بات ہے جو زیر بحث آنی چاہئے۔ شکریہ

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ دعویٰ ہم پچھلے چھ سال سے سنتے آ رہے ہیں کہ ہم نے کرپشن اوپر کی سطح پر ختم کر دی ہے۔ ابھی حال ہی میں جس طرح یہاں پر ایک دوست نے نشاندہی کی کہ سپریم کورٹ کا جو فیصلہ ہے سٹیل مل پر وہ عدلیہ کی تحسین کے لئے فیصلہ نہیں ہے کہ ہم یہاں کہیں کہ عدلیہ نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے اگر آپ اس کے facts & figures پر جائیں چار ہزار چار سو ایکڑ پر مشتمل سٹیل مل کو 23۔ارب اور تقریباً 60 کروڑ روپے میں بیچی گئی۔ اگر آپ اس کا اندازہ لگائیں تو سپریم کورٹ نے اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ دی ہے اس میں دو چیزوں کی نشاندہی کی ہے ابھی تفصیلی فیصلہ آنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مل کے اندر 10۔ارب روپے کا میٹریل کی شکل میں سکریپ ہے اور دوسرا یہ کہا کہ سٹیل مل کا جو بنک اکاؤنٹ ہے وہ تقریباً 8۔ارب روپے کا موجود ہے جو اس

سمیت اس کو حوالے کرنا تھا۔ یہ انہوں نے تقریباً 21۔ارب روپے کی بولی پر کیا۔ 18۔ارب روپے یہ بنتے ہیں جو سٹیل مل کے اوپر تھے اب اس ملک کا سب سے بڑا صنعتی ادارہ اور ایشیا کی سب سے بڑی سٹیل مل کا اگر یہ 18۔ارب روپیہ نکال دیا جائے تو یہ پولیس کے اوپر پنجاب حکومت نے ضمنی بجٹ میں جو 3۔ارب روپیہ اضافی خرچ کیا ہے، اس قیمت پر اس سٹیل مل کو 3.5۔ارب روپے میں بیچا گیا۔ اس ملک کے سب سے بڑے صنعتی ادارے کو ایک شاپنگ پلازہ کی قیمت میں بیچا گیا۔ اس میں تین افراد کا جو کنسورشیم تھا اس میں، میں نوانی صاحب کی خدمت میں خصوصاً گزارش کروں گا کہ اس میں تین پارٹیاں تھیں، ان تین پارٹیوں کو جو دیا گیا، ان میں ایک پارٹی وہ ہے کہ جس کو اس دن اس میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ جس ملک میں سٹیل مل 3۔ارب روپے میں سیل کی جائے تو یقینی بات ہے کہ وہ تین پارٹیاں جو اتنی طاقتور اور اتنی بااثر تھیں تو میرا یہ خیال ہے کہ وہ اپنی طاقت یقیناً اس ملک کے کسی فرد سے حاصل کرتی ہوں گی۔ سٹیل مل کا issue ہی یہ ہے کہ یہ کرپشن نچلے level پر تو چلو ہے سو ہے، سٹیل مل پر سپریم کورٹ نے اپنا کردار ادا کر کے، میں سمجھتا ہوں کہ ان کا جو بنتا تھا، ہم سپریم کورٹ کی کوئی تحسین نہیں کرتے، یہی اس ملک کی عدلیہ کا فرض بنتا تھا جو انھوں نے ادا کیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا مطلب ہے کہ آپ نے یہ تسلیم کر لیا کہ عدلیہ پوری آزاد ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: اگر اس کے بعد یہاں پنجاب کا کوئی منسٹر اٹھ کر یہ کہے کہ اس ملک میں کرپشن اوپر کی سطح سے ختم ہو گئی ہے تو یہ جو ڈکیتی اس ایشیا کی۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی آپ کو موقع دیتا ہوں۔ ان کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں۔

جناب سمیع اللہ خان: میرے بعد آپ بات کریں۔ آپ تو ایسے کھڑے ہو گئے کہ جیسے آپ اس میں ایک پارٹی تھے۔ میں قطعاً پنجاب حکومت کو نہیں کہہ رہا، میں قطعاً کسی فرد کو نہیں کہہ رہا۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ اب اگلا مرحلہ، سپریم کورٹ سے جو فیصلہ مانگا گیا تھا، سپریم کورٹ نے اپنا وہ فرض ادا کر دیا۔ سپریم کورٹ سے اس ڈکیتی میں ملوث مجرمان کے نام نہیں پوچھے گئے تھے اور نہ انھوں نے بتائے ہیں۔ اب اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اس ملک میں اوپر کی سطح سے کرپشن ختم ہو گئی ہے تو ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ اگر یہ اوپر کی سطح سے ختم ہو گئی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! بات یہ ہے کہ سپریم کورٹ نے ایک فیصلہ دیا ہے، اس کی تفصیل ابھی آنی ہے نمبر 1، ابھی وہ تفصیل مکمل نہیں آئی، مکمل تفصیل آنے کے بعد اصل حقیقت سامنے آئے گی اور اس میں اگر کسی کو موردالزام ٹھہرائیں گے تو پھر اس کو آپ کہیں کہ یہ اس کا قصور ہے۔ اگر کسی کو انھوں نے موردالزام ٹھہرانا ہے۔ اگر کسی کو موردالزام نہیں ٹھہرا رہے تو آپ یا میں یا کوئی اور از خود کسی کو موردالزام نہ ٹھہرائے۔ ٹھیک ہے، یہ ایک پالیسی matter ہے، ایک پالیسی matter کے تحت ایک فیصلہ دیا گیا ہے لیکن اگر اس کے خلاف کسی ایک پاکستانی نے جا کر درخواست دائر کی ہے، سپریم کورٹ آف پاکستان نے، جیسے آپ کہہ رہے ہیں کہ انھوں نے یہ فیصلہ دیا ہے تو اس بات سے یہ واضح عیاں ہے کہ عدالتیں جو ہیں وہ یہاں مکمل آزاد ہیں، عدلیہ آزاد ہے اور عدلیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ اب آپ بات کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہی گزارش کرنا چاہتا تھا۔ یہ ایک بات میرے بھائی نے تقریباً سترہ منٹ تک کی ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ صرف تین چار منٹ میری گزارشات سن لی جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر کا جواب انھوں نے تو نہیں دینا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: یہ اب زیادتی والی بات ہے۔ میں صرف دو تین منٹ چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری ظہیر الدین صاحب کو بات کرنے دی جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری نہایت ہی قابل محترم اور قابل احترام عدلیہ سپریم کورٹ نے جو فیصلہ دیا ہے، ہماری طرف سے عدلیہ کا جب بھی کبھی کوئی فیصلہ آتا ہے تو اس پر ہم نے کبھی تنقید نہیں کی۔ دوسری طرف سے کبھی تنقید اور کبھی تحسین کے ڈونگرے برسائے جاتے ہیں۔ آج اس کو اچھا کہا گیا ہے، ہم اس بات سے خوش ہیں۔ ہمارا یہ استدلال ہے، ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ آج تک عدلیہ نے جتنے بھی ان کی قیادت کے بارے میں فیصلے کئے ہیں ان کو بھی اسی طرح مانیں جس طرح یہ فیصلہ کیا گیا ہے اور اس عدلیہ کے فیصلے کو احسن اور بہتر سمجھتے ہوئے واپس اس ملک کے اندر آئیں اور اسی عدلیہ کے سامنے جو ان کے خلاف کیسز موجود ہیں ان کیسز کو face کریں اور جو بھی فیصلہ وہ عدلیہ ان کے بارے میں کرے، ہم اس کو مانیں

گے اور یہ بھی مانیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! مینوں وی اک عدلیہ دے فیصلے دی گل کرنی اے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: میری ابھی بات مکمل نہیں ہوئی۔ شیخ صاحب! آپ تشریف رکھئے گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس کے بعد مجھے بھی اجازت دیجئے گا۔ میں ان کو بتاؤں گا۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: شیخ صاحب! میں آپ کو ثابت کروں گا۔ پرنس عبدالعزیز کے لئے 20 لاکھ روپیہ گھوڑا خریدنے کے لئے اس وقت دیا گیا۔ یہ آپ کی book ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ کس نے دیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: رانا صاحب! میں گزارش کروں گا کہ آپ سن لیجئے۔ دبئی سے فرسٹ کلاس کا کرایہ ایک شخص شکاگو کا سوا دو لاکھ روپیہ ہے۔ یہ book گواہ ہے کہ چودہ اشخاص سے کم سفر نہیں کرتے اور ہر دوسرے ماہ ہوتا ہے۔ دو دو کروڑ روپیہ ایک ایک تین سہ ماہی کے اندر، ان لیڈران کے لئے وہاں شکاگو اور نیویارک جانے کے لئے یہ خرچ ہوتا ہے۔ یہ کون سی وائٹ بک سے آتا ہے، یہ کہاں سے پیسا آیا؟ یہ ان جیبوں اور بوریوں کی بات کرتے ہیں۔ آج یہ کہا جاتا ہے کہ وہاں لیکچر دینے کے لئے گئی ہیں یہ کون سا لیکچر ہے، کسی یونیورسٹی میں لاکر بتائیں کہ جس میں 6 کروڑ روپیہ ان کو دیا جاتا ہو یہ جس طرح move کرتے ہیں اس طرح تو کبھی ٹینک بھی move نہیں کیا کرتے تھے۔ میں سپریم کورٹ کے بارے میں گزارش کروں گا کہ سپریم کورٹ ہو، چاہے ہائی کورٹ ہو یا لوئر کورٹ ہو ان تمام کے فیصلوں کو ہم مانتے ہیں۔ ان کی لیڈرشپ واپس آئے اور انہی عدلیہ اور انہی عدالتوں کے سپرد اپنے آپ کو کرے، ان کے فیصلے ہم مانیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MR DEPUTY SPEAKER: I will not give the floor back to Rana Sana Ullah, he should wind up.

اس کے بعد۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! لیڈر آف دی اپوزیشن بات کرنا چاہیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آئیے۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! شکریہ۔ بات تو رانا صاحب ضمنی بجٹ کے حوالے سے کر رہے

تھے اور اعداد و شمار تو انھوں نے ضمنی بجٹ سے quote کئے، پہلی بات یہ ہے کہ رانا صاحب نے میرا خیال ہے کہ ٹھیک کہا کہ ہمارا ٹوٹل جوزور ہے، جو شور ہے وہ یہی ہے کہ آج کے حکمران جو یہ کہتے ہیں کہ ہماری بڑی شفاف حکومت ہے، بڑی اچھی حکومت ہے پہلی حکومتیں غلط تھیں۔

معزز ممبران حزب اقتدار: ہیں، ہیں۔

قائد حزب اختلاف: وہ ان کے اعداد و شمار منہ بولتا ثبوت ہیں اور خود راجہ صاحب نے اقرار کیا ہے کہ جو پہلے ہوتا تھا وہی اب بھی ہو رہا ہے۔ دوسری عدلیہ کی بات کرتے ہیں، ابھی ظہیر صاحب نے بات کی کہ عدالتوں نے فیصلے کئے تھے، میں انہیں وہ فیصلے بھی یاد کرانا چاہتا ہوں کہ جس میں عدالتوں کے جج گھر گئے تھے، کس طرح کیسٹس باہر آئی تھیں، کس طرح لوگوں نے دیکھا تھا کہ کس طرح کیسٹس باہر آتی ہیں اور کس طرح ججوں کو گھر جانا پڑا تھا۔ دوسری بات انھوں نے ہماری کی کہ کہاں سے لیکچر کے پیسے ملتے ہیں؟ جناب ظہیر صاحب! آپ چلئے میں آپ کو دکھاؤں گا کہ کیسے یونیورسٹیاں محترمہ کو بلاتی ہیں، ان کو پیسے دیتی ہیں، ٹکٹ دیتی ہیں اور لیکچر سنتی ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہاں پر عدالتیں موجود ہیں، آپ نے بڑی اچھی بات کی جب یہ کہا کہ جب عدالتیں کوئی فیصلہ کر دیں، کسی کو مجرم ثابت کر دیں تو پھر بات کیجئے گا لیکن آج میں کہنا چاہوں گا کہ محترمہ بے نظیر بھٹو کے خلاف آج تک کوئی ایک بھی مقدمہ ثابت نہیں ہوا اور بارہا یہ ٹرائل کرتے ہیں، روز یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہماری لیڈر شپ اس طرح ہے اور اس طرح ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آپ نے ٹھیک کہا، میں سمجھتا ہوں کہ انہیں بھی اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہئے کیونکہ جب حکومتیں جائیں گی، کرپشن کے آج جو بازار گرم ہیں، جس طرح کہ ہم نے آپ کو بجٹ میں بتایا کہ کس طرح یہ بلڈنگوں کی نیلامی کی جا رہی ہے، سپریم کورٹ نے تو ایک کا فیصلہ کیا ہے، شوگر مافیا میں کون شامل ہے، لینڈ مافیا میں کون شامل ہے؟ تمام حکمران اس وقت لینڈ مافیا کی پیداوار بن چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت بحث جو ہو رہی ہے اگر اس بحث تک یہ رہیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہتر ہے لیکن اب بحث کرنی کس بات پر ہے؟ جب راجہ صاحب نے admit کر لیا ہے کہ پچھلی حکومت بھی وہی کرتی تھی، ہم بھی وہی کر رہے ہیں اور اگر یہی کرنا ہے تو پھر آج ڈکٹیٹروں کی کیا ضرورت ہے؟ پھر تو ڈکٹیٹروں کی چھتری کے تلے جو سیاستدان یہ کر رہے ہیں، جو پچھلی حکومتیں کرتی تھیں تو ان کو پھر حکومت میں رہنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اور ضمنی بجٹ کے حوالے سے ظاہری بات ہے کہ جب سچ باہر آتا ہے تو پھر غصہ چڑھتا

ہے۔ میں راجہ صاحب سے کہوں گا کہ تحمل سے سنیں اور سب کی بات غور سے سنیں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جس بات کا رانا صاحب نے بھی ذکر فرمایا اور قاسم ضیاء صاحب بھی فرما رہے ہیں۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں ان کی بات سے پہلے اپنی بات مکمل کرنا چاہتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں پہلے بات مکمل کر لوں تو پھر آپ بات کر لیں کیونکہ آپ نے تو تقریر کرنی ہے لیکن آج آپ کی تقریر کا جواب میں بھی دوں گا۔ میں بعد میں تقریر کروں گا۔ میں وضاحت یہ کرنا چاہتا تھا کہ یہ بار بار اس بات کو دہرا رہے ہیں کہ ماضی کی حکومتیں اور آج کی حکومتیں، آج سے دو تین دن پہلے جب بات ہوئی تھی اور جس کو آج رانا صاحب نے quote بھی کیا تھا اور جس حوالے سے میں نے بات کی ہے وہ یہ تھا کہ رانا صاحب نے کہا تھا کہ یہ اتنے لاکھ کا فالکن خریدا گیا، اتنے لاکھ کا فلاں خریدا گیا اور میں نے یہ کہا تھا کہ یہ ساری حکومتیں تعلقات قائم رکھنے کے لئے اس طرح کے اخراجات کرتی رہی ہیں اور میں پھر اس بات کو ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب میرے پاس پڑی ہوئی ہے۔ ابھی چودھری ظہیر الدین صاحب نے پڑھا ہے کہ پرنس عبدالعزیز کو بیس لاکھ روپے کا گھوڑا اسی معزز ایوان نے دینے کے لئے پاس کیا تھا تو کس حکومت نے دیا تھا تو جس طرح بیس لاکھ کا ماضی کی حکومت نے کسی کو گھوڑا دیا۔ آج ہم نے سترہ لاکھ روپے یعنی آپ سے تین لاکھ روپے کم کا فالکن دے دیا۔ تعلقات رکھنے کے لئے حکومتوں کو کچھ ایسے اقدامات کرنے پڑتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں انار کلی show کی بات کی گئی ہے۔ آئیں میرے ساتھ بیٹھیں، میرے پاس یہ کتاب ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ music کانفرنس کے لئے 25 لاکھ روپے دیئے گئے، انٹرنیشنل میوزک کانفرنس کا dinner host کرنے کے لئے مجرا کرایا گیا اس کے لئے بھی 5 لاکھ روپے دیا گیا۔ یہ سب کچھ اسی کتاب میں موجود ہے۔ So میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح نہ کہیں کہ جو ماضی کی حکومتیں کرتی رہی ہیں وہی ہم کر رہے ہیں۔ میرے بھائی نے میرے متعلق یہ کہہ دیا ہے کہ اب راجہ بشارت صاحب اس قابل ہو گئے ہیں۔ رانا صاحب! میں صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں ایک بہت عاجز سا آدمی ہوں لیکن on the floor of the House بڑی عجز و انکساری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں نسل در نسل اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ حلال کا ایک روپیہ حرام کے ایک کروڑ سے بہت بہتر ہے۔ اگر ایک روپیہ بھی ہمارے خون میں

ادھر ادھر سے آئے تو ہم اس کو حرام سمجھتے ہیں۔ میرا ریکارڈ شاہد ہے کہ جو گاڑی میرے پاس آج سے چار سال پہلے تھی، آج بھی وہی ہے، جو بنک بیلنس چار سال پہلے تھا آج بھی وہی ہے۔ جو جائیداد آج سے چار سال پہلے تھی آج بھی اتنی ہی ہے۔ وقت آنے پر ساری چیزیں سامنے آجاتی ہیں۔ سیاست دانوں کی کوئی بات چھپی نہیں رہتی۔ سیاست دانوں کا سب کچھ سامنے آجاتا ہے اس لئے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان باتوں سے اعتراض کیا جائے۔ ماضی میں کیا ہوا، مستقبل میں کیا ہو گا میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس بحث میں جائیں گے تو یہ ایک نہ ختم ہونے والی بحث ہو گی۔

جناب سپیکر! یہاں اس ایوان میں ہمارے قائدین اور ہماری حکومت پر کتنی تنقید کی جاتی ہے ہم سب کا جواب دیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کسی وزیر پر آپ اس لحاظ سے تنقید نہیں کر سکتے کہ کہیں سے اس نے رشوت لی ہے یا اس کا کوئی سکینڈل سامنے آیا ہو۔So یہ معاملات مختلف ہیں، ایک جیسے نہیں ہیں۔ تب آپ ایک جیسے کہہ سکیں گے کہ اگر اللہ کرے کہ میری بھی سعودی عرب میں سٹیل مل لگ جائے پھر تو معاملات ایک جیسے ہوں گے۔ اگر میں بھی امریکہ میں کوئی کاروبار شروع کر دوں تو وہ ایک علیحدہ بات ہے۔ یہاں اسی کتاب میں ایک دوسرے کے خلاف لاکھوں روپے کے وکیل کر کے ایک دوسرے کو نیچے دکھانے کے لئے منظوری موجود ہے۔ آصف زرداری صاحب کے لئے سرکاری وکیل کرنے کے لئے لاکھوں روپے کی فیس اس میں درج ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کے خلاف لاکھوں روپے کے پرائیویٹ وکیل کر کے اس کے کیس ثابت کرنے کے لئے اس میں رقم موجود ہے جس کی اسی معزز ایوان نے منظوری دی تھی۔ کہاں کی بات کرتے ہیں؟ پھر کہتے ہیں کہ سارے برابر ہیں۔ سارے برابر نہیں ہیں۔ میں نے حکومت کے حوالے سے کہا ہے کہ جب حکومت میں ہوں تو حکومتی مجبوریاں ہوتی ہیں۔ آج میثاق جمہوریت کہاں گیا؟ اس سے جب میں نکالوں گا کہ آصف زرداری کے لئے پرائیویٹ وکیل کئے گئے، کیا سرکاری وکیل ختم ہو گئے تھے، کیا یہ شاہ خرچی نہیں تھی؟ ایڈووکیٹ جنرل موجود تھا، ایڈووکیٹ جنرل برانچ موجود تھی لیکن سرکاری وکیل سے ہٹ کر آصف زرداری کا کیس لڑنے کے لئے پانچ لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔ آئیں جواب دیں۔ آج آپ کو میثاق جمہوریت یاد آتا ہے، آج آپ میثاق جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کے خلاف کیسوں کے لئے وکیل کرنے کی غرض سے اسی معزز ایوان نے لاکھوں روپے کی منظوری دی ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ میثاق جمہوریت سے ہم آپس میں پیار محبت بڑھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ پیار و محبت کی پینگیں بڑھانا

نصیب کرے لیکن جو حقائق ہیں انھیں جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! معزز وزیر قانون نے سابق دور میں گھوڑے خریدنے کا ذکر کیا ہے۔ ہم اللہ کے فضل و کرم سے یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت جب گھوڑے خریدے جا رہے تھے تو اس وقت بھی وزیر قانون "ہاں" کہنے والوں میں شامل تھے اور ہم اس وقت بھی "ناں" کہنے والوں میں شامل تھے۔ آج اگر گھوڑے خریدے جا رہے ہیں تو یہ آج بھی "ہاں" کہنے والوں میں شامل ہیں اور ہم آج بھی "ناں" کہنے والوں میں شامل ہیں اس لئے میں یہ درخواست کروں گا کہ یا تو آپ نے اس بجٹ کے موقع پر "ناں" کہی ہو، تنقید کی ہو تو پھر ٹھیک ہے۔ حکومت کے جانے کے بعد تو ہر کوئی تنقید کر لیتا ہے۔ یہ حکومت کے اندر شامل رہے، وزیر بنے رہے اور آج اسی حکومت میں خامیاں نکال رہے ہیں۔ اس وقت آپ ہمارے ساتھ اپوزیشن میں بیٹھتے، بجٹ پر تنقید کرتے تو ہم ان کو خراج تحسین پیش کرتے۔ اس وقت تو یہ وزارتوں میں شامل رہے لیکن آج تنقید کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں پھر کیانی صاحب کی بات صحیح ہوئی، وہ کہتے ہیں کہ ایک دوسرے پر کیچڑ نہ اچھالو۔ اب آپ ضمنی بجٹ کی طرف آئیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! سچ ہمیشہ کڑوا ہوتا ہے اور سچ کو face کرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! ضمنی بجٹ کی طرف آئیں۔ wind up کریں کیونکہ میں نے پہلے ہی آپ کو ایک گھنٹہ دے دیا ہے۔ باقی دوستوں نے بھی بات کرنی ہے۔ میں اب یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں لیا جائے گا تاکہ وقت ضائع نہ ہو۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! دراصل میں تو اس 45۔ارب روپے کی بات کر رہا تھا جو ان کے پاس اس قوم کا، اس ملک کے مظلوموں، غریبوں، ٹیکس گزاروں کا امانت کے طور پر تھا اور انھوں نے اس امانت کو خرچ کرنے میں خیانت کی ہے۔ جب میں نے facts & figures quote کئے ہیں تو وزراء کی حالت عجیب و غریب ہو گئی ہے۔ آپ ان کی حرکتیں دیکھیں یہ کیا کر رہے ہیں؟ یہ جھوٹی ہنسی ہنس رہے ہیں۔ چودھری ظہیر صاحب کو ہنسی نہیں آ رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری ظہیر صاحب تو قہقہے مار کر ہنس رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اب راجہ صاحب نے اپنے ذاتی حوالے سے بات کی ہے جبکہ میں نے ان کی ذات کے حوالے سے کوئی بات نہیں کہی۔ میں نے قطعاً کوئی allegation لگائی ہے اور نہ ہی میرے علم میں ہے۔ میں نے تو یہ بات کی ہے کہ آپ کے پاس یہ پیسا قوم کی امانت تھا اور آپ نے اس کو صحیح طور پر خرچ نہیں کیا۔ یہ آپ نے امانت میں خیانت کی ہے اور میں نے facts پیش کئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میں کہوں گا کہ اب آپ wind up کر لیں۔ کیونکہ جب آپ ان سے براہ راست بات کرتے ہیں تو وہ جواب دیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جی بہتر ہے میں wind up ہی کر رہا ہوں، دوسرا میں براہ راست بات نہیں کرتا لیکن اگر وہ کوئی بات کرتے ہیں اس پر میں نے personal explanation تو دینی ہے۔ میں نے یہ تو کہنا ہے کہ بھئی میں نے آپ کی ذات کے متعلق بات نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے ان کی ذات کے متعلق بات نہیں کی، یہ وہ مان چکے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے اب مان گئے ہیں۔ ان کی حالت اتنی خراب کیوں ہوئی؟ انھوں نے وہ کام کیا ہے جو کوئی ذی شعور آدمی نہیں کر سکتا۔ ہر آدمی کو پتا ہے، بچے کو بھی پتا ہے کہ عذر گناہ جو ہے وہ گناہ سے بد تر ہوتا ہے۔ انھوں نے ان facts & figures کو quote کر کے عذر گناہ کیا ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ جی، ٹھیک ہے ہم نے سارا کچھ کیا ہے لیکن اس سے پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ اب ان کی حالت دیکھیں جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ "پڑھنے پئے گئے نیں" اب یہ کتاب کو دیکھ رہے ہیں۔ میں راجہ صاحب کی خدمت میں یہی عرض کروں گا کہ آپ مجھے جس سال کی بھی مثال دیں، دس سال پہلے کی حکومت کی مثال دے دیں لیکن ساتھ ہی مجھے اس سال کی ایک اور فگر بھی دیں، مجھے بتائیں کہ اس سال میں خودکشیاں کتنی ہوئیں، کتنے لوگ بھوک سے مرے اور پینے کا صاف پانی نہ ملنے کی وجہ سے کتنے لوگ مرے؟ آپ ساتھ یہ بھی فگرز دیں۔ ایک طرف تو یہ صورتحال ہے دوسری طرف آپ بات کرتے ہیں کہ جی، محترمہ بے نظیر بھٹو کے کیسوں کے لئے پانچ لاکھ روپے کا وکیل کیا گیا۔ جناب! آپ نے تو نیب کے اوپر پچھلے ڈیڑھ سال میں 20 کروڑ روپے سے زیادہ خرچ کیا ہے۔ آپ نے وہ کہاں سے کیا ہے؟ آپ کی وہی بات صحیح ہے کہ اس حمام میں سارے

ننگے ہیں اور آج کے حکمران بھی ننگے ہیں۔ یہ بات جو آپ نے کر دی ہے وہی بات درست ہے۔

جناب سپیکر! اب میں جنرل ایڈمنسٹریشن کی طرف آتا ہوں۔۔۔ ظہیر صاحب! تساں اندروں نہیں ہس رہے۔ اندروں تساں رو رہے ہو باہروں باہروں ہس رہے ہو۔ جب میں نے بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے facts and figures پیش کئے تو انھی وزراء میں سے کچھ نے کہا کہ رانا صاحب! گلاں تساڈیاں سچیاں نیں پر اسیں منیاں نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کو ان معنوں میں نہ لیا جائے کہ ہم ایک دوسرے پر کیچڑ اچھال رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ 274۔ارب روپے کی رقم ان کے پاس قوم کی، ٹیکس گزار لوگوں کی، ان لوگوں کی جو بھوکے مر رہے ہیں جن کو پینے کا صاف پانی نہیں مل رہا، جن کا گھر محفوظ نہیں، جن کی جان محفوظ نہیں ہے ان کے پاس امانت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بے ایمان اور کرپٹ سے بد دیانت زیادہ برا ہے۔ بد دیانت کرپٹ سے زیادہ بڑا مجرم ہے۔ بلکہ بد دیانت تو ڈاکو اور چور سے بھی بڑا مجرم ہے۔ یہ بد دیانتی نہیں تو اور کیا ہے کہ آپ کو جو پیسا صحیح طور پر عقل و شعور کے تحت خرچ کرنے کے لئے دیا جاتا ہے آپ اسے اللوں تللوں میں خرچ کرتے ہیں اور اس کے بعد defend کرتے ہیں کہ یہ تو پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ بھائی اگر آپ کل کسی بنک میں ڈاکا ڈالیں اور پھر کہیں کہ چونکہ آج سے دس سال پہلے اس بنک میں ڈاکا پڑا تھا اس لئے میں نے بھی ڈال لیا۔ یہ تو کوئی عذر نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ آج کے حکمرانوں کو چاہئے کہ وہ ان facts and figures۔۔ راجہ صاحب! بعد میں پڑھ لینا پہلے میری بات سن لیں۔ آپ کو اس میں کچھ نہیں ملے گا۔ میں نے جو figures کہے ہیں وہ آپ کو ملنے ہی نہیں ہیں۔ ان سالوں میں اس قسم کے حالات بھی نہیں تھے۔ اتنی tight position بھی نہیں تھی۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر آپ نے عینکیں خریدنی تھیں، آپ نے یہ walk through gates خریدنے تھے تو اسے بجٹ میں لے آتے چونکہ یہ ضمنی بجٹ کا تو subject ہی نہیں ہے۔ ضمنی بجٹ میں تو یہ پیسے خرچ ہو ہی نہیں سکتے۔ آپ نے بالکل غلط کیا ہے اور امانت میں خیانت کی ہے۔

جناب والا! میں چاہوں گا کہ آپ اور پورا معزز ایوان نوٹ کرے کہ انھوں نے پچھلے سال S&GAD کی مد میں 5۔ارب 83 کروڑ روپیہ رکھا تھا۔ ان کی Annual Budget Statement کے صفحہ 41 پر۔۔۔

(اذان عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آدھے گھنٹے کے لئے وقفہ نماز کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز عصر کے لئے ہاؤس کی کارروائی
آدھے گھنٹے کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر وقفہ نماز عصر کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری
6 بج کر 10 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ اپنی تقریر ختم کریں اور براہ مہربانی مختصر کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں آخر میں جنرل ایڈمنسٹریشن سے متعلق عرض کروں گا۔ دو اہم ڈیپارٹمنٹس ہیں زراعت اور تعلیم۔ وقت کی کمی کی وجہ سے کل کوشش کریں گے کہ ان دونوں ڈیپارٹمنٹس سے متعلق جو اعمال ہیں ان پر روشنی ڈالی جائے کہ ان دونوں ڈیپارٹمنٹس پر انہوں نے کس طرح سے نظر انداز کیا ہے اور ان کی اس وقت کتنی بری حالت ہے جبکہ انہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا کہ پتا نہیں ہم ایجوکیشن کو کہاں پر لے کر جا رہے اور زراعت میں کتنی ترقی لا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! پچھلے سال جنرل ایڈمنسٹریشن میں انہوں نے بہت بڑی رقم 5-ارب 83 کروڑ 52 لاکھ 46 ہزار روپیہ رکھا تھا یعنی کہ بہت بڑی رقم ہے اور یہ رقم اس سے پچھلے سال یعنی 05-2004 سے ڈبل ہے لیکن اس پر انہوں نے 6-ارب 55 کروڑ 56 لاکھ 84 ہزار روپیہ خرچ کیا اس طرح سے انہوں نے جو revise کیا ہے وہ 72 کروڑ کے قریب ہے جس میں کچھ charged expenses ہیں اور 68 کروڑ 84 لاکھ روپے سپلیمنٹری بجٹ میں لائے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ بات اس صوبے کے عوام کی اور اس معزز ایوان کے دیکھنے کی ہے کہ ایک مد میں آپ نے 5-ارب روپے سے زائد رقم رکھی اور وہ رقم پچھلے سال سے تقریباً ڈبل تھی اور اس میں بھی آپ گزارہ نہیں کر سکے اور آپ کو کون سے ایسے حالات درپیش آئے کہ آپ کو اتنی بڑی رقم سپلیمنٹری بجٹ میں رکھنی پڑی اور خرچ کرنی پڑی لیکن اس میں زیادہ باعث حیرت اور تشویش ہے کہ اگلے سال میں اس کو پھر انہوں نے ڈبل کر دیا۔ اب اصل اضافہ انہوں نے یہاں کیا ہے۔ باقی اضافے تو صرف ان کی باتیں ہیں کہ ایگریکلچر میں اضافہ کر رہے ہیں، ایجوکیشن میں کر رہے ہیں، واٹر سپلائی میں کر رہے ہیں، وہ سب ان کے اعداد و شمار کا ہیر پھیر ہے اور اصل اضافہ اسے کہتے ہیں کہ پچھلے سال بجٹ allocation، 5-ارب 83 کروڑ روپے تھی اور اس سال 13-ارب 84 کروڑ

روپیہ ہےmore than doubleاس سال انہوں نے جنرل ایڈمنسٹریشن میں تقریباً8-ارب 13لاکھ روپے پچھلے سال کی جنرل ایڈمنسٹریشن میںallocationسے زیادہ ہے۔اب اگر آپ اس headکوexplainکریں یہ صحیح معنوں میں حکمرانوں کا خرچہ ہے جو ایڈمنسٹریٹر ہیں، پولیٹیکل ہیں یا بیوروکریٹ ہیں جو اس ملک پر حکمرانی کر رہے ہیں اور جو اس ملک پر اختیار چلا رہے ہیں اور اس ملک کے غریبوں پر ان کے مفاد میں کہنے کو حکمرانی کر رہے ہیں۔یہ ان لوگوں کا خرچہ ہے۔اس میں یہ سارے منسٹرز، چیف منسٹر ہاؤس، گورنر ہاؤس اور سارے ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹس آتے ہیں اور اس میں اضافہ اس ایک سال میں 8-ارب روپے ہے۔یہ مجھے کوئی اور ڈیپارٹمنٹ بتادیں بلکہ ان کو ملا دیں کہ کسی اور ڈیپارٹمنٹ نے اتنا بڑا اضافہ کیا ہے یعنی پچھلے تقریباً تین سال سے اس رقم کو ہر سال ڈبل کرتے آرہے ہیں اور پھر ایمرجنسیmeasuresکے طور پر سپلیمنٹری بجٹ میں بھی اس پر کافی بڑی رقم خرچ کرتے ہیں اور اس کا اگر آپ جائزہ لے لیں تو وہاں سے میری بات دوبارہ ثابت ہوگی کہ یہ حکمرانوں کی آوارگی ہے جو کہ اس طرح سے اس ملک کا پیسا ضائع کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! ڈیمانڈ نمبر 8 میں 68کروڑ 41لاکھ 10ہزار روپے خرچ کیا ہے جس کی سپلیمنٹری بجٹ کے تحت اس ہاؤس سے یہ sanction چاہتے ہیں اور یہ صفحہ 26 ہے۔اس میں جو رقمیں کروڑوں میں ہیں یا کم از کم 20لاکھ روپے سے اوپر ہیں تو میں ان کا حوالہ دیتا ہوں جس سے اس معزز ہاؤس کو اندازہ ہوگا کہ کس طرح سے اس رقم کو انہوں نے بے دردی سے خرچ کیا ہے۔ انہوں نے صفحہ 27 پرdiscretionary allowanceمیں 23لاکھ روپے دیا ہے purchase of transportپر ایک کروڑ14لاکھ روپیہ خرچ کیا ہے۔detailیہاں پر نہیں ہے بلکہ صرف ایک لائن ہے۔اس سے اگلے صفحہ پرpurchase of transportپچاس لاکھ روپیہ Chief Minister Secretariat funds for object secret serviceپھر expenditure for Chief Ministerمیں نے پہلے اس بات کا حوالہ دیا ہے کہ 42کروڑ رکھا تھا اور ایک ارب71کروڑ روپیہ خرچ کیا اور پھر دوبارہ سپلیمنٹری بجٹ میں بھی28کروڑ روپیہ طلب کیا اور اب200کروڑ کے بعد یہ چار کروڑ روپیہ ایمرجنسی طور پر چیف منسٹر صاحب نے خرچ کیا ہے اور اس کاobject secretہے۔اب یہ لازمی بات ہے کہ یہ کروڑوں روپیہ جوsecretفنڈ میں خرچ ہو رہا ہے توbribeہو رہا ہے، یہ کرپشن ہو رہی ہے، یہ ہارس ٹریڈنگ ہو رہی ہے، لوگوں کو خریدا جا رہا ہے اور یہ پیسا ان غریبوں کا ہے جن کے پاس کھانے کو نہیں ہے، پہننے کو کپڑا نہیں ہے،

بیمار پڑ جائیں تو ان کے پاس دوائی نہیں ہے اور ہمارے شہنشاہی اخراجات کا حال یہ ہے کہ انہیں کروڑوں روپیہ لوگوں کو بانٹنے کے لئے چاہئے اور پھر کروڑوں روپیہ secret فنڈ میں چاہئے کہ جسے یہ جہاں چاہیں خرچ کر دیں۔

یہ دیکھیں کہ اب اس چار کروڑ روپے کی کوئی تفصیل نہیں دی گئی۔ اب اس چار کروڑ میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی آدمی تین کروڑ 81 لاکھ روپے کی 22 مربعے زمین رحیم یار خان میں خرید لے، اسے کون پوچھنے والا ہے؟ راجہ صاحب! جب یہ secret فنڈ ہے کہ چار کروڑ روپیہ آپ کے پاس ہے اور آپ جدھر مرضی چاہیں خرچ کریں تو پھر ہو سکتا ہے کہ آپ مربعے بھی خرید سکتے ہیں کیونکہ آپ نے یہ تو یہاں پر بتایا ہی نہیں ہے کیونکہ یہ secret فنڈ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنی بڑی رقم کا secret فنڈ میں رکھنا اس ملک کے غریبوں، مظلوموں کے ساتھ ظلم اور ناانصافی کے مترادف ہے۔

P.O.L چارجز 57 لاکھ روپے، اس کے بعد پھر ٹرانسپورٹ ایک کروڑ 28 لاکھ روپے، next ہیوی ڈیوٹی جنریٹر انہوں نے کوئی خریدا ہے یعنی لوڈ شیڈنگ میں سارا ملک مر رہا ہے اور لوگ بجلی کی لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے پریشان حال ہیں لیکن حکمرانوں کو لوڈ شیڈنگ سے نجات دلانے کے لئے 48 لاکھ روپے کا ہیوی ڈیوٹی جنریٹر خریدا ہے تاکہ اگر بجلی چلی جائے تو حکمرانوں کو گرمی نہ لگے جبکہ عام عوام گرمی سے مرتے رہیں تو ان کا کوئی خیال نہیں ہے۔

جناب سپیکر! پھر اس کے بعد انہوں نے دو کروڑ 58 لاکھ روپے provision of funds for clearance of electricity dues. بل تو ہر مہینے آجاتا ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! How much time you would take more.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ آخری head ہے ایگریکلچر اور ایجوکیشن پر تو میں کل بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! Maximum time has already been given to you.

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے جناب! میں دس منٹ میں اس کو conclude کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! جلدی کریں کیونکہ باقی لوگوں نے بھی بات کرنی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر میں ایک منٹ بھی irrelevant ہوا ہوں تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج صرف ایک دن ہے تو اب ایک دن آپ بول لیں یا پھر سارا ہاؤس بول لے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس پر دو دن رکھ لیں۔ اس کو بڑھا لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو time limit ہے اس پر رہیں۔ آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ ایک time limit کے اندر lets wind it up. I have given you maximum time for that

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میری تو یہ گزارش ہے کہ اگر اس نشان دہی سے حکمرانوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! نشاندہی سے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ جتنی مرضی نشاندہی کریں لیکن مختصر کریں تاکہ دوسروں کو بھی موقع ملے اور اس کا پھر جواب بھی دینا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یعنی یہ سپلیمنٹری بجٹ ہے اور جنرل ایڈمنسٹریشن یہ ہے کہ اس میں حال دیکھیں کہ اس میں کس طرح کی رقوم انہوں نے 13 کروڑ 88 لاکھ روپے کی کاریں خریدی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیونکہ آپ کے دوستوں نے بھی بات کرنی ہے۔ اگر آپ نے ساری بات کر لی تو پھر یہ بیچارے کیا بات کریں گے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں conclude کر رہا ہوں کہ 72 لاکھ 76 ہزار روپے پھر آگے ہے۔ یہ ایک آخری رقم ہے تو میں اس کا حوالہ دے کر ختم کرتا ہوں تو باقی لوگ اس کا حوالہ دے دیں گے۔

جناب سپیکر! funds for V.V.I.P vehicles اب یہ وی وی آئی پی وہیکلز میں 11 کروڑ 50 لاکھ روپے کا کوئی جواز بنتا ہے کہ اس قسم کی اتنی بڑی رقم وی وی آئی پی وہیکلز پر یہ صفحہ 39 ہے۔ اسی طرح نیچے ہے کہ Funds for creation of internal security measures.

اس پر 22 کروڑ 93 لاکھ 20 ہزار روپے انہوں نے خرچ کیا ہے اور اسی طرح اس سے آگے تمام صفحات پر رقوم خرچ کی گئی ہیں۔ میں اسی بات پر اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ گڈ گورننس کے بغیر اس ملک کے حالات اور حکمران تبدیل نہیں ہو سکتے۔ راجہ صاحب نے اچھا کیا اور انہوں نے تسلیم کر لیا کہ پہلے بھی یہی ہوتا تھا اور آج بھی یہی ہو گا لیکن ایک بات انہوں نے اور کی کہ اگلے پانچ

سال بھی یہی ہو گا۔ راجہ صاحب! اگلے پانچ سال نہیں انشاء اللہ تعالیٰ اسی سال میں اس ملک میں انقلاب آئے گا، اس ملک میں Rule of Law آئے گا، اس ملک میں جمہوریت آئے گی، اس ملک میں عوام کی حکمرانی آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ جو آج ہو رہا ہے اگلے پانچ سالوں میں یہ نہیں ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔ وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: رانا صاحب نے بات ختم کی ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ کل اس کا جواب دوں گا جب میں بھی ضمنی بجٹ پر بات کروں گا لیکن میں صرف اتنی عرض کر دیتا ہوں کہ اس قوم کو کب تک آپ ان جھوٹی تسلیوں پر زندہ رکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالی کل آئے گا، کل آئے گا، ساڑھے تین، پونے چار سال مکمل ہو چکے ہیں یہ اسمبلیاں اپنی مدت پوری کریں گی اور آپ اسی طرح انشاء اللہ تعالیٰ کر کے بیٹھتے رہیں گے اور ہم آپ کو اسی طرح دیکھتے رہیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب عامر عثمان عادل صاحب!

جناب عامر عثمان عادل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

وجہ بے رنگی گلزار کہوں تو کیا ہو
کون ہے کتنا گنہگار کہوں تو کیا ہو
وہ بات جو تم نے سر بزم نہ سننا چاہی
وہ بات میں سر دار کہوں تو کیا ہو

جناب سپیکر! بجٹ پر بحث ہم نے سنی، ضمنی بجٹ پر بحث بھی آج ہم نے سنی تنقید اپوزیشن کا حق ہے اور جمہوریت کا حسن لیکن ایک عجیب سا رویہ ہمیں دیکھنے کو ملا کہ جب ہم بات کرتے ہیں کہ اعزاز ہے اس ایوان کا کہ چار بجٹ پیش کر دیئے اور اعتراض میرے ساتھی اس بات پر کرتے ہیں کہ جناب! اس میں آپ کا کیا اعزاز ہے، اس میں آپ کو کیا کریڈٹ جاتا ہے تو کیا یہ کریڈٹ نہیں ہے کہ جہاں یہ روایت ہو کہ ابھی وقت پورا نہ ہوا اور بساط لپیٹ دی جائے وہاں اگر یہ چلن چل نکلے کہ حکومتوں کو اور ایوانوں کو اپنا وقت پورا کرنے کا موقع ملے تو کیا اقتدار کے ساتھ ساتھ اپوزیشن والوں کے لئے بھی اعزاز کی بات نہیں ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!جب ہم بات کرتے ہیں پنجاب میں ترقیاتی کاموں کی ڈویلپمنٹ کی تو میرے ساتھی کہتے ہیں کہ ایسی ڈویلپمنٹ کا کیا فائدہ جہاں امن وامان نہ ہو اور جب ہم لاء اینڈ آرڈر کو بہتر بنانے کے لئے بجٹ میں 20۔ارب روپے رکھتے ہیں تو پھر تنقید آتی ہے کہ جناب! یہ 20۔ارب روپے کیوں رکھے گئے ہیں اور جب ہم تعلیم کی بات کرتے ہیں تو میرے ساتھی کہتے ہیں کہ تعلیم کی ضرورت نہیں تربیت کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر!یہ خود ہی بتادیں کہ ان کا طرز استدلال کیسا ہے اور یہ یوں oppose کرتے ہیں وزیر اعلیٰ پنجاب کو اور ان کے کارناموں کو کہ گویا انہوں نے کوئی جرم کیا ہے گویا وہ مجرم ہیں اور یہ انہیں کٹہرے میں کھڑا کرتے ہیں۔ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کا جرم ہے کہ اگر انہوں نے یہ خواب دیکھا کہ پنجاب کو ترقی کی دلدل سے نکال کر ایک ویژن 2020 دیا تو یہ ان کا جرم ٹھہرا،ہاں جناب سپیکر!پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اگر ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کو لا کر ایسا پیسا رکھ دیا گیا جو صرف سکولوں کی مد میں خرچ ہو سکتا ہے تو یہ بھی وزیر اعلیٰ کا جرم ٹھہرا۔ہاں اگر پنجاب کی گلیوں میں آوارہ پھرنے والے بچوں کو جن کا پرسان حال کوئی نہیں تھا جرم کی دلدل میں جانے سے بچانے کے لئے چائلڈ پروٹیکشن سنٹر بنانے کا خواب دیکھا تو یہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا جرم ٹھہرا۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہاں اگر فرسودہ نظام سے نکال کر پولیس کو بہتری کی راہ پر ڈالنے کے لئے پنجاب کی شاہراہوں کو امن کا گہوارہ بنانے کے لئے پٹرولنگ پوسٹوں کا خواب دیکھا تو یہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا جرم ٹھہرا لیکن میں اپنے ساتھیوں سے یہ کہنا چاہوں گا کہ تبدیلی راتوں رات نہیں آیا کرتی تبدیلی ایک مسلسل عمل کا نام ہوا کرتی ہے آپ ہماری نیت دیکھیں،حکومت کی نیت دیکھیں،وزیر اعلیٰ پنجاب کی نیت دیکھیں ہم یہ مانتے ہیں کہ اس چار سال میں اگر ہم پنجاب کی حالت نہیں بدل سکے تو خلوص دل سے ہم نے نیت تو کی ہے اور آج وزیر اعلیٰ پنجاب اور حکومت پنجاب کی کارکردگی یہ کہتی نظر آتی ہے کہ:

مانا کہ اس زمیں کو نہ گلزار کر سکے
کچھ خار کم تو کر گئے گزرے جدھر سے ہم
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!آج ضمنی بجٹ ہے اور اس پر بحث ہے تو کچھ مثبت تجاویز ہیں وزیر خزانہ صاحب نوٹ کر لیں۔ہم تعلیم کی بہتری کی بات کرتے ہیں ہم نے ایجوکیٹرز بھرتی کئے PTC

ٹیچرز کی بجائے ہم گریجوایٹ ٹیچرز کو لے کر آئے لیکن کتنا بڑا ظلم ہے ان کے ساتھ کہ ان کی تنخواہوں میں اضافہ نہیں کیا گیا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ پڑھے لکھے لوگ آئیں وہ اس دھارے میں شامل ہوں تو ان کی بہتری کے لئے بھی ہمیں سوچنا ہے ایک اور ظلم ہے کہ جو لیڈی ٹیچرز کنٹریکٹ پر بھرتی ہوئی ہیں ان کو maternity leave without pay دی گئی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ بنیادی حقوق کی بھی خلاف ورزی ہے۔ جناب وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ اس تجویز کو بھی نوٹ کریں اور جو لیڈی ٹیچرز بھرتی ہوئی ہیں ان کی maternity leave اگر گورنمنٹ with pay consider کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ خزانے پر کوئی بوجھ نہیں پڑے گا اور کچھ ڈاکٹرز جو ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتالوں میں سپیشلسٹ ڈاکٹرز کے طور پر کام کر رہے ہیں ان کو مستقل نہیں کیا گیا حالانکہ وہ بھی بورڈ کے ذریعے سے آئے ہیں، انٹرویو دے کر آئے ہیں اگر ان کو مستقل کر دیا جائے تو ہمارے ہسپتالوں کی حالت زار بہتر ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! آج اس ایوان کے اندر جب ہم بحث سن رہے تھے تو رانا صاحب نے نشاندہی کی کہ فالکن خریدے گئے اور جواب میں وزیر قانون صاحب نے کہا کہ ماضی میں بھی ایسی روایت رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں خلوص دل سے کہ اس بحث نے ہمیں کچھ نہیں دیا۔ کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ آج ہمارے پاس اگر موقع ہے ہم عوام کے حقوق کی بات کرتے، عوام کے حقوق کی ترجمانی کی بات کرتے تو کیا اپوزیشن بنچز سے اگر یہ تجویز آ جاتی کہ آیئے سب مل کر ایک ایسی قرارداد ایوان کے اندر لائیں کہ آئندہ ہاؤس کے اندر کسی کو اجازت نہ ہو کہ کسی کو 37 لاکھ روپے یا 40 لاکھ روپے کا تحفہ دے اگر حکمرانوں نے تحفہ دینا ہی ہے تو اپنی جیبوں سے تحفہ دیا کریں پنجاب کے عوام کے حقوق نہ مارے جائیں، سرکاری خزانے سے یہ تحائف نہ دیئے جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم ایسی تجویز کو خوش آئند کہتے، اس کا خیر مقدم بھی کرتے۔ آج اس موقع کو غنیمت جان کر میں اپنے ساتھیوں سے، معزز بھائیوں سے چاہے وہ ٹریژری بنچز پر بیٹھتے ہیں یا اپوزیشن بنچز پر، ایک سوال کرنا چاہوں گا کہ آج ہم خلوص دل سے میزان کی بہتری کی بات کرتے ہیں اور اپوزیشن والے جب تنقید کرتے ہیں تو اس میں بھی قوم کا درد ہوتا ہے ملت کا درد چھپا ہوتا ہے لیکن آج ہم اپنے آپ سے سوال کریں کہ پنجاب کے عوام کی حالت بہتر کیوں نہیں ہوتی تو یقیناً اس سوال کا جواب یہی ملے گا کہ:

ابھی گرانی شب میں کمی نہیں آئی
نجات دیدہ و دل کی گھڑی نہیں آئی
جب بھی ناقص نظام ہوتا ہے
ملک میں ظلم عام ہوتا ہے
سچ کی توہین ہوتی ہے
جھوٹ کا احترام ہوتا ہے

جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ ہم سب مل کر آج اس ایوان کے اندر یہ عہد کر لیں کہ بہت ہو چکا بہت گزر چکا پاکستان کو معرض وجود میں آئے ہوئے پچاس برس سے زائد بیت چلے ہیں۔ آج اگر ہم سب یہ عہد کر لیں کہ ہم نے صرف نظام کی بہتری کی بات نہیں کرنی، ہم جو اپنے آپ کو عوام کا لیڈر کہلاتے ہیں ہم نے اپنی حالت کو بھی بہتر بنانا ہے۔ ہم جو لیڈر کہلاتے ہیں ہم نے عوام کو ایک نئی جہد دینی ہے، ان کو اس ترقی اور بہتری کے عمل میں شامل کرنا ہے، ہم نے عوام کو تھانہ کچہری کے بھنور سے نجات دلانا ہے اور اب ہمارے اندر یہ اخلاقی جرأت پیدا ہو جانی چاہئے کہ ہم غلط کو غلط کہہ سکیں اور سچ کو سچ کہہ سکیں کسی ناجائز کی تھانے کے اندر سفارش نہ کریں تاکہ اس نظام کو بہتر بنا سکیں۔

جناب سپیکر! میں پھر یہی کہوں گا کہ آئیے ہم یہ عزم کر لیں کہ ہم نے اس نظام کو بہتر بنانا ہے پورے عمل کے ساتھ اور ارادوں کی سچائی کے ساتھ اور کیا آج اگر ہم خلوص نیت سے یہ سوچیں کہ منرل واٹر کے سرد گھونٹ حلق سے انڈیلتے ہوئے کیا ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ ہمارے حلقہ انتخاب کے ایک ایک شہری کو پینے کا صاف پانی میسر ہے۔ آج ہم یہ عزم کر کے یہاں سے اٹھیں گے کہ آئندہ ایسا دور آئے گا کہ جب پنجاب میں کوئی بیٹی اپنے بابل کی دہلیز پر صرف اس لئے نہیں بیٹھی رہے گی کہ اس کے ہاتھ پیلے کرنے کے لئے اس کے پاس وسائل نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! ہم ایک ایسے وقت کے لئے اپنی جدوجہد کو آگے بڑھائیں کہ پنجاب خوشحال ہو، لہلہاتا ہو اور ہمیں اس عزم کو دہرانا ہے کہ ہم آنے والے وقت سے مایوس نہیں ہیں ہم خلوص نیت سے خلوص دل کے ساتھ آگے چلے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ آنے والا وقت خوشحالی لا رہا ہے، آنے والا وقت ایک روشن مستقبل کی نوید دے رہا ہے۔ آئیے ہم سب مل کر یک جان ہو کر اس عزم کو دہرا دیں کہ:

فریب وقت نے گہرا حجاب ڈالا ہے
وہاں بھی شمع جلا دو جہاں اجالا ہے
اے چراغ آخر شب تو اس قدر اداس نہ ہو
کیونکہ تیرے بعد اندھیرا نہیں اجالا ہے

اور آئیے ہم سب مل کر دعا کریں کہ:

دعا کرو کہ سرشتِ بہار زندہ رہے
گلوں کی باز چمن کا نکھار زندہ رہے
ہزار بار میں پیوند خاک ہو جاؤں
میرا وطن میرے پروردگار زندہ رہے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اگلے مکرر ہیں راجہ شفقت خان عباسی!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم بات کر رہے ہیں ضمنی بجٹ پر اور 45۔ ارب روپیہ ضمنی بجٹ کی شکل میں ڈیمانڈ کر رہے ہیں۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے صوبے میں جو حکومت ہے اس کا جو ویژن ہے اس کی ناکامی ظاہر ہو رہی ہے۔ پچھلے سال جو بجٹ پیش کیا گیا، منظور کیا گیا وہ سارے معاملات ان کے ذہن میں تھے، ان کی نظر میں تھے لیکن اس کے باوجود اپنی صوابدید کو مد نظر رکھتے ہوئے، اس discretion کو وسعت دیتے ہوئے آج یہ ضرورت پڑی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ فنانشل ڈسپلن قائم نہ رکھنے کی وجہ سے اور سسٹم کی کمزوری کی وجہ سے ہمیں اس ضمنی بجٹ کی ضرورت پڑی۔ جس طرح راجہ صاحب نے کہا کہ پچھلے تین چار سال سے ہم کہہ رہے ہیں کہ انشاء اللہ، انشاء اللہ تو اب بھی ہم کہتے ہیں کہ انشاء اللہ، انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں کہ جب معاملات بہت ٹھیک ہوں گے۔ یہ جتنی ملاوٹ شدہ چیزیں ہیں، یہ جتنا ملاوٹ والا نظام ہے یہ انشاء اللہ صاف ہو گا اور اس ملک میں عوام کی نمائندہ حکومت بالکل صاف ستھری، اجلی ہوئی، قائداعظم کے پیروکار، ان کے نظریات کے پیروکار اس ملک میں حکومت کریں گے اس لئے کہ ابھی جو حکمرانوں نے بجٹ اسلام آباد میں پیش کیا اور اس کی نقل کرتے ہوئے یہاں پیش ہوا، وہ ڈیموکریسی کے اس اصول کے تحت، ڈیموکریسی کی وہ تعریف جو پوری دنیا میں ہے کہ:

It is a government of the people by the people for the people.

تعریف تو یہ بھی وہی کر رہے ہیں لیکن یہاں ہم کہتے ہیں کہ by the people یہ کہتے ہیں کہ buy the people اس لئے کہ یہ سارا نظام جو ہے یہ خریدنے پر منحصر ہے، ایک ووٹ کی اکثریت سے یہ نظام اسلام آباد میں قائم ہوا اور یہاں تمام تر مداخلت کے باوجود آج تک وہ buy کرنے والا سلسلہ جاری و ساری ہے، لوٹے آج بھی اتنی اکثریت ہونے کے باوجود اکٹھے کئے جا رہے ہیں اس لئے کہ ان کے نزدیک جمہوریت کا وہ اصول کہ buy the people لوگوں کو خرید لینا چاہئے اور اسی کو آگے رکھتے ہوئے جس طرح یہ کہتے ہیں کہ ہم نے کشکول ختم کر دیا، غربت ختم کر دی اور حالات بہت بہتر ہو گئے۔ ہمارے زر مبادلہ میں اضافہ ہو گیا، خزانے بھر گئے لیکن جب باہر جا کر لوگوں کی حالت دیکھتے ہیں وہ آپ کے سامنے ہے، دنیا کے سامنے ہے کہ لوگ آئے دن خودکشیاں کر رہے ہوتے ہیں، اس میں بھی ان کی جو جمہوریت کی تعریف ہے، for the people. F.O.R کی بجائے F.A.R، far یہ کہتے ہیں کہ لوگوں سے جتنا دور ہوا جائے اور of the people، وہ off لگاتے ہیں کہ لوگوں کو ختم ہی کر دیا جائے۔ اتنی مہنگائی، اتنی بیروزگاری، اتنی لاقانونیت کہ یہ of people جو ہے، یہ off ہو کر ختم ہو جائے۔

جناب سپیکر! میری فنانس منسٹر سے گزارش ہے کہ پاکستان کا آئین یہ کہتا ہے کہ جس صوبہ میں جو ہائیڈرو الیکٹرک پاورز ہوں گے، اس کے جو وسائل، اس کی جو آمدن ہو گی وہ اس صوبہ کو جائے گی۔ غازی بروتھا پراجیکٹ جو پچھلے تین سال سے ساڑھے تین سو بلین سے زائد میگاواٹ بجلی پیدا کر رہا ہے تو میرا یہ سوال ہے کہ پنجاب حکومت اس میگا پراجیکٹ سے جو اٹک میں غازی بروتھا پراجیکٹ ہے، جو پنجاب میں ہے اس کی کتنی proceeds ہمیں حاصل ہوتی ہیں، اگر نہیں ہوتیں تو اس کی کیا وجہ ہے کہ ہم نے وہ اپنا claim کس لئے چھوڑا ہوا ہے؟ اس کے علاوہ جس طرح سپریم کورٹ آف پاکستان نے ان کا سارا وہ جو transparency کا نجکاری کے حوالے سے نظام تھا، سٹیل ملز کے حوالے سے بالکل pole کھول دیا کہ جو وہاں بندر بانٹ، جو زمین اور جو سلسلے تھے، جو آئینی ادارہ، کونسل آف کامن انٹرسٹ اس کا اجلاس نہ بلا کر، اپنے من پسند لوگوں میں یہ پاکستان کے وسائل اور پاکستان کی یہ ساری چیزیں تقسیم کرتے رہے، وہ ان کے منہ پر بہت بڑا طمانچہ لگا ہے، آج کے اس ایوان سے اس حوالے سے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ جس طرح حبیب بنک کو اونے پونے بیچا

گیا، جس طرح پی ٹی سی ایل اور باقی جو میگا پراجیکٹس بیچے گئے اس معاملے کی بھی تفتیش ہونی چاہئے، انکوائری ہونی چاہئے اور آنے والے وقت میں وہ ضرور ہوگی۔

جناب سپیکر! میں راجہ بشارت صاحب سے گزارش کروں گا کہ آج سے تین سال پہلے جب وزیر اعلیٰ پنجاب ہمارے شہر مری گئے تو وہاں انھوں نے announce کیا تھا کہ پہاڑی علاقے میں ذوالفقار علی بھٹو کے زمانے میں ہل الاؤنس ملا کرتا تھا، ایک سو روپیہ یا دو سو روپیہ وہاں کے سرکاری ملازمین کو ملتا تھا تو وہ انھوں نے announce کیا تھا کہ یہ چار سو روپے ملے گا۔ آج چار سال گزرنے کے باوجود بھی اس علاقے کے لوگ جو سرکاری ملازم ہیں، ان کو کوئی ہل الاؤنس مل رہا ہے اور نہ وہ ہل الاؤنس مل رہا ہے جو چیف منسٹر صاحب نے announce کیا تھا اس کی بھی میں دوبارہ گزارش کروں گا کہ اس پر implement کرائیں۔ اس بجٹ میں بھی ٹورازم کے حوالے سے کچھ مزید جو دفتری اخراجات اور باقی معاملات کے لئے انھوں نے پیسے مانگے ہوئے ہیں، میں digit میں نہیں جاتا کہ کتنے پیسے مانگے؟ میرا ان سے یہ دوسرا سوال یہ ہے کہ 40۔ارب روپے کا جو انھوں نے نیو مری کا منصوبہ announce کیا تھا تو یہ اس بارے میں اس ایوان کو اعتماد میں لیں کہ وہ کس stage پر ہے، کیا معاملات ہیں، وہ کب شروع ہو رہا ہے، کیوں نہیں شروع ہو رہا؟

جناب سپیکر! میری تیسری بات یہ ہے کہ یہ باتیں بہت کرتے ہیں، دعوے بہت کرتے ہیں، جب وزیر صحت کا اپنی وزارت کا پہلا دن تھا تو میں ان سے ملنے گیا، انھوں نے کہا کہ میں جب سے وزیر بنا ہوں تو سب سے پہلے آدمی آپ ہیں جو کسی کام کے حوالے سے آئے ہیں، ایک یا دو بجے کا ٹائم تھا۔ میں نے کہا کہ آپ کی وزارت کا یہ پہلا دن اور میں پہلا ملاقاتی آپ کا ہوں اور میرا حلقہ بھی پی پی۔1 میں نے ان سے اس وقت گزارش کی تھی کہ پنجاب میں چند تحصیلیں ایسی رہ گئی ہیں کہ جہاں تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال آج بھی نہیں ہے۔ وہ وعدہ وعید بارہا کیا گیا کہ تحصیل کوٹلی ستیاں کو ہم تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال دے رہے ہیں۔ دو چار سال سے وہ وقت ابھی نہیں آیا۔ ہمیں بہت خوشی ہوتی کہ اس دفعہ یہ اعلان ہو جاتا، تو وہ جو چار سال پہلے اعلان تھا اس پر عملدرآمد ہو جاتا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ جب ہم مرکز سے پیسے لیتے ہیں تو وہاں پر بنیاد آبادی ہوتی ہے لیکن پنجاب جب خود تقسیم کر رہا ہوتا ہے تو اس پر بھی پسماندگی کو بھی نہیں دیکھا جاتا اور نہ ہی آبادی کو دیکھا جاتا ہے اس لئے آبادی کو دیکھتے ہوئے ہمارے صوبہ کے 80 فیصد لوگ دیہاتوں میں بستے ہیں لیکن بجٹ کا main portion جو ہے وہ بڑے شہری علاقوں

میں خرچ ہوتا ہے، زیادہ بہتر ہوتا کہ جس فارمولے سے ہم مرکز سے آبادی کو سامنے رکھتے ہوئے پیسے لیتے ہیں تو اسی فارمولے سے یہاں بھی دیا جاتا۔

جناب سپیکر! میں تعلیم پر زیادہ تبصرہ نہیں کروں گا کہ تعلیم پر بہت شور شرابا کہ "پڑھا لکھا پنجاب" کتابیں مفت، فیسیں معاف لیکن میں نے تین سال پہلے بھی کہا تھا اور آج پھر on the floor of the House کہتا ہوں کہ ضلع راولپنڈی کی کوئی چار تحصیلیں لے لیں اگر کسی تحصیل کے ایک پرائمری سکول، ہائی سکول، مڈل سکول، بوائز ہو یا گرلز اگر کسی ایک سکول میں 25 فیصد سٹاف مری، کہوٹہ، کوٹلی یا ٹیکسلا میں مکمل ہے تو میں اپنی اس سیٹ سے resign دینے کے لئے تیار ہوں اس لئے وہ جو پندرہ کروڑ آتا ہے وہ بھی پسند و ناپسند کی بنیاد پر جہاں جن کا اثر زیادہ ہے وہاں لگتا ہے۔ یہ جو چار تحصیلیں میں نے گنی ہیں اگر ان چار تحصیلوں میں کسی ایک سکول میں بھی 25 فیصد سٹاف وزیر تعلیم، حکومت یہ بتا دے تو میں اپنی سیٹ سے جی۔پی۔او چوک مری میں کھڑے ہو کر resign کروں گا کہ میں یہاں نہیں رہتا اس لئے بلند بانگ دعوے اور بات، اصل میں جو صورتحال ہے وہ سب کے سامنے ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Try to wind up...

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! باقی جو معاملات ہیں ان میں چینی کا سکینڈل ہے، اس میں زیادہ رول ہمارے پنجاب کا رہا کیونکہ وزراء مرکز کے تھے یا دوسرے تھے، ان زیادہ کا تعلق ہمارے پنجاب سے ہے۔ 74 ملوں کو 27۔ارب روپے کا انھوں نے ویسے مداوا کیا اور اب مزید سبسڈی دے دیں گے تو اس طرح وہ اپنے مزید خزانے بھریں گے۔ میرا خیال ہے کہ یہ بھی پاکستان اور پنجاب کے عوام سے زیادتی ہے کہ transparency اور باقی جو معاملات ہیں، زندہ یار صحبت باقی، کل انشاء اللہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اگلی سپیکر ہیں، محترمہ ستارہ فیاض صاحبہ!

بیگم ستارہ فیاض: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!

لوگ نفرت کا بیج بوتے ہیں
جب یہ اگنے لگیں تو روتے ہیں
سبز پیڑوں کو کاٹنے والو!
کچھ مسافر یہاں پر سوتے ہیں

میرے عزیز دوستو، بھائیو! بات یہ ہے کہ بجٹ حکومت کی کارکردگی ہوتی ہے۔ ہماری حکومت نے یہ چوتھا بجٹ پیش کرکے اپنی کارکردگی ثابت کی کہ وہ عوام میں کتنی مقبول ہے، ہماری حکومت نے لوگوں کے دل جیت لئے ہیں۔ میں اپنے علاقے بہاولپور کی بات کروں گی۔ آج سے چار سال پہلے بہاولپور میں کچھ بھی نہیں تھا حتیٰ کہ سکول، کالجز، سڑکیں، سیوریج، سوئی گیس کچھ بھی نہیں تھا لیکن آج آپ جا کر دیکھ لیں، وہاں سب کچھ میسر ہے۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ واقعی بہاولپور بھی ایک شہر ہے۔ آج سے چار سال پہلے یہ شہر دیہات کی مانند نظر آتا تھا، جگہ جگہ گڑھے اور ٹوٹی پھوٹی سڑکیں تھیں لیکن ہماری حکومت کا یہ کارنامہ ہے کہ انھوں نے وہاں پر سڑکوں کا جھال بچھا دیا ہے۔ وہاں پر میگا پراجیکٹس کے لئے چودھری پرویز الٰہی صاحب نے 4۔ارب روپے بہاولپور کو دیئے ہیں۔ ہماری حکومت وہاں پر ایک کروڑ 35 لاکھ روپے کی لاگت سے کچل پورہ اور مچھلی والا تالاب میں دو سکول بنوا رہی ہے۔ اپوزیشن کی ہماری ایک بہن کہتی ہیں کہ جی یہ میں بنوا رہی ہوں۔ بھئی آپ کہاں سے بنوا رہی ہو اس کے لئے فنڈز تو چودھری پرویز الٰہی صاحب نے دیئے ہیں۔ اس کے باجود آپ ہماری حکومت کو بُرا بھلا بھی کہتے ہیں۔

جناب سپیکر! بہاولپور میں یتیم بچیاں جو کہ جہیز نہ ملنے کی وجہ سے گھروں میں بیٹھی ہوئی تھیں ان کی رخصتی کے لئے کس نے پیسے دیئے؟ چودھری پرویز الٰہی صاحب نے دیئے، ہماری حکومت نے دیئے ہیں۔ وہاں پر سو بچیوں کی شادیاں کی گئی ہیں اس موقع پر سعید الحسن شاہ صاحب اور پیر محی الدین چشتی صاحب بھی موجود تھے یہ سب کچھ ہماری ہی حکومت نے کیا ہے۔

جناب والا! وہاں پر زرعی کالج بنایا گیا ہے جسے بعد میں یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے گا یہ بھی ہماری حکومت پنجاب ہی کا کارنامہ ہے۔ انھوں نے اپنے دور حکومت میں سب کچھ للے تللوں میں گنوا دیا۔ پچھلی حکومتوں کا گند کس نے صاف کیا ہے؟ ہم لوگوں نے ہی صاف کیا ہے۔ آپ لوگ [**] بولتے ہیں، غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لفظ [**] کو حذف کیا جاتا ہے۔

بیگم ستارہ فیاض: چلیں، یہ لوگ غلط بیانی سے کام لیتے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں کا ان پر اعتماد اٹھ گیا ہے، اب لوگ آپ کی باتوں پر اعتبار نہیں کرتے۔ آپ جتنی بھی کوشش کر لیں لوگ اب آپ

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کی بات کبھی نہیں مانیں گے کیونکہ لوگوں کو تو ترقیاتی کام چاہئے، انھیں روزگار چاہئے اور ہماری حکومت یہ سب کچھ فراہم کر رہی ہے۔ میں پوچھتی ہوں کہ کیا بہاولپور میں ترقیاتی کام نہیں ہو رہے؟ میں پورے ہاؤس کو دعوت دیتی ہوں کہ آئیں اور چل کر دیکھیں کہ بہاولپور میں کتنی ترقی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں چودھری پرویز الٰہی اور وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد دیتے ہوئے کہوں گی کہ انھوں نے چوتھا بجٹ پیش کر کے عوام کے دل جیت لئے ہیں۔ میں کہوں گی کہ ہم انشاء اللہ پانچواں، چھٹا اور ساتواں بجٹ بھی پیش کریں گے۔ آپ بے شک جو مرضی کہتے رہیں اس کا اثر اب عوام پر نہیں ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں اشتیاق احمد مرزا صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلے ڈاکٹر اسد معظم صاحب!

DR. ASAD MOAZZAM: Thank you very much Mr Speaker for granting me the time. While commenting on the present budget let me say that Finance Minister has tried to craft a Mona Liza portrate with strokes of beautification rosy-red cheeks, black tresses...

MR.DEPUTY SPEAKER: I appreciate your observation.

ڈاکٹر اسد معظم: جناب! آگے بھی سن لیجئے۔

Out of a bureaucratic budgetary document which is a continuation of previous Budgets.

SYED NAZIM HUSSAIN SHAH: A person of your age needs these sort of tresses.

MR DEPUTY SPEAKER: Thank you Shah Sahib for your beautiful appreciation.

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! یہ بجٹ پچھلے بجٹ کا ہی ایک continuation ہے۔ میں continuation اس لئے کہوں گا کہ پچھلے بجٹ میں بھی کہا گیا کہ یہ سرپلس بجٹ ہے،

ہمارے پاس excess of finances ہیں اور اس دفعہ بجٹ تقریر کا جو emphasis تھا وہ بھی excessive finances پر تھا۔

جناب سپیکر! میں ایوان سے سوال کرنا چاہوں گا کہ excessive finances کے ہوتے ہوئے بھی کیا پنجاب کے عوام نے gastro-enteritis کے crisis کو نہیں سہا؟ کیا پنجابیوں نے سیمنٹ کے crisis کو نہیں دیکھا؟ یا دو سال پہلے آٹے کے crisis کو نہیں دیکھا تھا؟ ایک سروے کے مطابق ہمارے صوبے میں 15 ملین لوگ hepatitis کے مریض ہیں۔یہ سروے حکومت کا ہے یہ کسی ordinary institution کا نہیں ہے۔اس صوبے میں اگر آپ ان 15 ملین لوگوں کو صحت کی بنیادی سہولتیں مہیا کرنے لگ جائیں تو میرا خیال ہے کہ یہ 280۔ارب روپے کا بجٹ اس کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا۔ بار بار وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ وہ کون سی حکومت تھی جس نے یہ کیا، وہ کون سی حکومت تھی جس نے وہ کیا؟

جناب! گندم جو ہماری خوراک کا بنیادی جزہے، آٹا جو ہماری خوراک کا بنیادی جزہے اس کو کھاتے ہوئے بنی نوع انسان کو آج ہزاروں سال گزر گئے ہیں اور ان ہزاروں سالوں میں خلفائے راشدین کی حکومتیں بھی آئیں۔ان ہزاروں سالوں میں یزید، نمرود اور فرعون جیسے حکمرانوں کی بھی حکومتیں آئیں مگر آٹے کی قیمت -/5روپے کلو سے زیادہ نہیں ہوئی لیکن 1999 جب سے جنرل مشرف نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی تو اس وقت سے آٹے کی قیمت -/5روپے سے -/15 روپے کلو ہو گئی۔جناب! مجھے بتائیے۔۔۔

آوازیں: یہ فرعون کے دور کے ہیں۔

ڈاکٹر اسد معظم: اس دور میں آپ اس کے ساتھ ہوں گے۔یہ تو اس کے بھی ساتھی تھے۔آپ مجھے بتائیے کہ ایک شخص جو -/120روپے کماتا ہے اور اس کے گھر میں چار افراد ہیں تو آج کے اس دور میں وہ آٹا بھی afford نہیں کر سکتا۔آپ اخبار پڑھئے اور analysis کیجئے تو آپ کو پتا چلے گا کہ پچھلے سال پنجاب میں تقریباً 1200 خودکشیاں ہوئیں جو کہ اکنامک حالات کی تنگی کی وجہ سے تھیں۔ابھی دو دن پہلے ایک ایم اے پاس شخص نے ملازمت نہ ہونے اور گھریلو حالات نامناسب ہونے کی وجہ سے خودکشی کی ہے۔یہ تو ایک common feature بن کر رہ گیا ہے۔کیا اس کی ذمہ داری حکومت پر عائد نہیں ہوتی؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان تھا کہ اگر دریا دجلہ کے کنارے ایک کتا بھی پیاسا ہے تو اس کی ذمہ داری حکمرانوں پر عائد ہوتی ہے۔ مگر شاید یہ خمیر

وہ نہیں ہے ان حکمرانوں کی وہ سوچ نہیں ہے جو اس دور کے حکمرانوں کی تھی۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ چھوڑیں اپنی بات کریں۔ lets try to restrict to the Supplementary Budget.

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! میں وفاقی بجٹ کے بارے میں بھی تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ہو گئی ہے you should restrict yourself to Supplementary Budget

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! جہاں تک ضمنی بجٹ کا تعلق ہے وہ تقریباً 45 بلین روپے کا پیش کیا گیا جس میں سب سے زیادہ amount جناب راجہ بشارت صاحب کے محکمہ پولیس یا ان کی وزارت کے لئے رکھی گئی ہے---

MR. DEPUTY SPEAKER: No cross talk please.

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! یہ بیچ میں بولے جا رہی ہیں۔ میں آپ کے توسط سے درخواست کروں گا کہ اگر ان کو کوئی مسئلہ ہے تو یہ باہر آ کر بات کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات کریں۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! 3.15۔ارب روپیہ پولیس کو دیا گیا لیکن پچھلے سال پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کے یہ circumstances رہے کہ گزشتہ چار مہینوں میں ایک لاکھ کیسز رجسٹرڈ ہوئے اور اس سے دگنا کیسز unregistered pass on کر دیئے گئے۔ اس کے علاوہ اگر آپ ضمنی بجٹ کو دیکھیں تو پولیس کے لئے 3.15۔ارب روپے، ایجوکیشن کے لئے 51 کروڑ روپے، صحت کے لئے 26 کروڑ روپے جیسے میں نے پہلے گزارش کی کہ ڈیڑھ کروڑ ہیپاٹائٹس کے مریض ہیں۔ gastro-enteritis کا crisis آیا لیکن یہاں ہیلتھ میں جتنے بھی فنڈز allocate کئے گئے یہ سارے non productive funds ہیں یہ productive funds نہیں ہیں۔ اگر آپ اس ساری amount کا پولیس کے فنڈز سے موازنہ کریں اور پولیس کی جو کارکردگی رہی تو میرا خیال ہے کہ اس ضمنی بجٹ کا اسمبلی میں پیش کرنا انتہائی نامناسب تھا۔

جناب والا! وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں alleviation of poverty levels کا U.N.D.P اور ورلڈ بنک کے figures کا کہا تو آج بھی ان کے poverty figures سے 5 فیصد higher ہیں اور اس سلسلے میں ہمیں حق حاصل ہے کہ غلط figures دینے

پر ان کے خلاف تحریک استحقاق پیش کریں۔ حکومت کی بدنیتی اس بات سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ گورنمنٹ کو ایکproposalدی گئی کہFederal Bureau of Statisticsکوautonomous کر دیا جائے مگر حکومت نے اسے autonomy دینے سے انکار کر دیا اور اس ایوان میں بھی اور قومی سطح پر بھیmanipulated figuresپیش کئے گئے۔

جناب والا! اس کے علاوہ پنجاب میںlabour intensive industryہے جسے ہم ہاؤسنگ انڈسٹری کہتے ہیں۔ پچھلے سال اس کا18.6 percentسےdownfallہوا that was reduced to 9.2 percentاس سے آپ کی لیبر کلاسseverely affectہوئی ہے۔

جناب والا! اس بجٹ میں4.3بلین روپے ہیلتھ کےproductiveکاموں کے لئے رکھے گئے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ اگر آپ4.3بلین روپے کو دس کروڑ عوام پر تقسیم کریں تو مجھے بتائیے کہ فی کس کیا آتا ہے۔ اس سے تو ایک ٹائم کی ڈسپرین بھی نہیں آسکتی۔

جناب والا! پنجاب کے بجٹ میں66فیصد فیڈرل گرانٹس پرrely کیا گیا ہے۔ موجودہ حکومت نےstamp duty of court feeکو کس چیز پر کم کر دیا؟property transfer of پر کم کیا۔ حالانکہ یہ ایسی چیزیں ہیں جن سے زیادہ ریونیوgenerateکرکے فیڈرل گورنمنٹ پر اپنی dependencyکو کم کیا جا سکتا ہے اور اس سے ایک دو فیصد کلاسaffectہوتی ہے۔ وہ کلاس جو پراپرٹی کو یا وہ بزنس کلاس جو لین دین کوdealکرتی ہے۔ مگر آپ نے اس کو کم کرکے اس کلاس کو دوبارہaccommodateکیا۔ میں کہوں گا کہ یہ بجٹby the richہےfor the richہے اس کے علاوہ اس میں کوئی ایسی نئی بات نہیں ہے۔ میں یہاں پر یہ بات بھی کہنا چاہوں گا کہ پچھلے سال پنجاب میں growth in manufacturing sector fell down from 12.6 per cent to 8.6 percent اورagriculture growthکاG.D.P that has dropped during this year from 23.5 per cent to 22 percentپنجاب زرعی صوبہ ہے جوmain crops produceکر رہا ہے لیکن اس کےG.D.Pمیں آپ کی contribution of agriculture has dropped by 1.5 percent

معزز ممبران حزب اختلاف: چھٹی ہو گئی۔

ڈاکٹر اسد معظم: میری چھٹی سے آپ کا کیا تعلق ہے؟ میں آخر میں یہ بات کہوں گا کہ اس بجٹ میں حکومت نے دوبارہ دعوے کئے کہ ہم نے کشکول توڑ دیا ہے۔ مگر حکومت نے اسی سال ورلڈ

بنک سے 4۔ارب ڈالر کے قرضے لئے 500 ملین روپے کا قرضہ جاپان سے آیا اور جو یہ 4 بلین روپے کی foreign investment کہہ رہے ہیں وہ پرائیوٹائزیشن کی شکل میں آئی ہے وہ direct foreign investment سے نہیں آئی تو let me say اس بجٹ میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔اس میں سب کی سب پرانی cock and bull stories ہیں اس سے زیادہ اس میں کچھ نہیں ہے۔بہت شکریہ

MR. DEPUTY SPEAKER: Thank you. Next is Mohtarma Shamim Akhtar.

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے سب سے پہلے اپنا نام بھجوایا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں one by one time دے رہا ہوں۔

محترمہ شمیم اختر: شکریہ۔جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر خزانہ، وزیر اعلیٰ پنجاب اور اس تمام ایوان کو مبارکباد پیش کروں گی کہ 25 سالہ تاریخ میں ہماری حکومت کو یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ اس نے یہ چوتھا بجٹ پیش کیا ہے۔اگر ماضی پر نظر دوڑائیں تو جب اس ایوان میں پہلا بجٹ پیش کیا جا رہا تھا اور عوام کی فلاح و بہبود کے لئے یہاں پر قانون سازی ہو رہی تھی تو اس وقت ہمارے اپوزیشن کے بھائی سیڑھیوں پر بیٹھ کر اپنے لیڈران کی سالگرہ منا رہے تھے اور اس بجٹ پر جو عوام کی فلاح و بہبود کے لئے آیا تھا اس پر بحث کرنے کی بجائے یہاں سے واک آوٹ کر گئے تھے۔ یہی روایت انہوں نے دہرائی جب بجٹ پر کٹ موشنز آئیں تو بجائے اس کے کہ وہ اس پر دلائل دیتے، اپنی تجاویز پیش کرتے اپنے ملک سے باہر بیٹھے لیڈران کی favour میں اس ایوان سے اٹھ کر باہر چلے گئے۔

جناب سپیکر! میرا تعلق چونکہ ملتان سے ہے، جنوبی پنجاب سے ہے تو سب سے پہلے میں جنوبی پنجاب کے حوالے سے بات کروں گی اور میں توجہ چاہوں گی میں اپنے بھائی ڈاکٹر جاوید صدیقی کی جو ہر وقت یہ تعصب پھیلانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ جنوبی پنجاب، پنجاب کا حصہ نہیں ہے بلکہ وہ ایک الگ چیز ہے۔پنجاب کا ہر کونا، ہر قریہ، ہر گاؤں ہمارا پنجاب ہے اس میں کوئی جنوبی پنجاب، کوئی شمالی پنجاب کا تعصب نہیں پھیلا سکتا۔ماضی کی حکومتوں نے جنوبی پنجاب کو محرومیاں دیں اور موجودہ حکومت نے جنوبی پنجاب کو محرومیوں سے نکالا۔جنوبی پنجاب کے عوام کو بڑے اعتماد کے ساتھ اپنے آپ کو پیش کرنے کی صلاحیت بخشی۔پورے بجٹ میں سے جنوبی

پنجاب کو ترقیاتی کاموں کے لئے 20-ارب روپے کی رقم مختص کی۔ جنوبی پنجاب کا سب سے بڑا مسئلہ پانی کی خرابی اور گندے پانی کا نکاس تھا جس کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے 17-ارب روپے کی رقم پورے جنوبی پنجاب میں نکاسی آب اور sanitation کے لئے رکھے۔ میرا تعلق چونکہ ملتان سے ہے تو میں ملتان کے حوالے سے بھی بات کروں گی کہ چار سال پہلے اگر ملتان شہر پر نظر دوڑائی جائے تو ملتان ایک تاریخی اور کھنڈر شہر تھا۔ اب وہاں پر پکی اور کشادہ سڑکوں کا جال بچھا دیا گیا ہے۔ ایک میگا پراجیکٹ جو کہ پورے جنوبی پنجاب کے لئے ایک نعمت ہے وہ ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی صورت میں ہے۔ اس کے علاوہ موجودہ حکومت نے چلڈرن کمپلیکس بھی پہلی دفعہ ملتان میں بنایا ہے۔ آج سے تین سال پہلے میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو یہ درخواست کی تھی کہ ملتان شہر میں لاہور کے لیول کا ہوم اکنامکس کالج بنایا جائے۔ کچھ ہی عرصہ پہلے وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے visit کے دوران ہوم اکنامکس کالج کا سنگ بنیاد بھی رکھ کر آئے ہیں۔ اس کے phase-I کے لئے 7-ارب روپے بھی مختص کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اڑھائی کروڑ روپے صرف ملتان شہر کے لئے نکاسی آب اور sanitation کے لئے مختص کرنے کا اعلان بھی کر کے آئے۔ انجینئرنگ یونیورسٹی کا اعلان کر کے آئے، خواتین یونیورسٹی کا اعلان کر کے آئے اس کے لئے بجٹ میں پیسے بھی رکھ دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ جناب یہاں بات ہوتی ہے امن وامان کی کہ پولیس کو بہت رقم دے دی گئی لیکن امن وعامہ کی صورتحال اچھی نہیں ہے۔ ملک کی آبادی جس تیزی سے بڑھ رہی ہے اس تناسب سے ہمیں پولیس نفری کی بھی ضرورت ہے اس لئے مزید نفری میں اضافے کے لئے ان کی تنخواہوں کی بھی ضرورت پڑے گی۔ اگر ہم پولیس کے محکمے میں کرپشن ختم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں پولیس کے محکمے کو facilitate بھی کرنا پڑے گا۔ آج آپ لاء اینڈ آرڈر کی بات کرتے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر کی اس سے بدترین مثال کہیں نہیں ملتی کہ محترمہ بے نظیر بھٹو اس ملک کی وزیر اعظم تھیں اور ان کے سگے بھائی کا murder ہو گیا تھا۔ آج تک یہ بھی پتا نہیں چلا کہ ان کا murder کس نے کیا اور وہ کیسے ہوا؟

جناب سپیکر! آج میرے اپوزیشن کے بھائی یہ بات کرتے ہیں کہ عوام کا پیسا تحفے تحائف میں ضائع کیا گیا ہے تو میں یہ کہوں گی کہ وہ بھی عوام کا پیسا تھا کہ اتفاق فونڈری کی products کے بھرے ہوئے ٹرکوں پر کروڑوں روپے کا ٹیکس لگنا چاہئے تھا وہ بغیر ٹیکس کے ملک میں آتے تھے اگر ان پر ٹیکس لگتا تو ہماری غریب عوام کے کام آتا۔

پانی کا مسئلہ اس وقت پورے ملک میں ہے جنوبی پنجاب میں سب سے زیادہ ہے تو میں خراج تحسین پیش کروں گی وزیر اعلیٰ پنجاب کو کہ انہوں نے اعلان کیا ہے اور یہ منصوبہ دیا ہے کہ ہر یونین کونسل کے لیول پر واٹر فلٹریشن پلانٹ لگایا جائے گا اور ہر یونین ناظم اس کے لئے اہل ہو گا کہ وہ اپنی یونین کونسل کے لئے واٹر فلٹریشن پلانٹ حاصل کرے۔

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے میں بات کروں گی ہیپاٹائٹس جو کہ آج کے دور کی بہت بڑی بیماری اور مسئلہ بنا ہوا ہے اس کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے بیت المال میں یہ رقم رکھی ہے کہ جو بھی ہیپاٹائٹس کا مریض ہو گا اس کے لئے اور کڈنی ڈائلا ئسسز کے لئے بیت المال اس کا فری علاج کرے گا۔

جناب سپیکر! میں اپنے بھائیوں سے یہ درخواست کروں گی کہ تنقید برائے تنقید نہ کیا کریں وہ منصوبے لے کر آئیں، تجاویز لے کر آئیں۔ بجائے اس کے کہ وہ طعنے دینے اور غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کرنے میں اپنا وقت ضائع کریں۔ میں آپ کو درخواست کروں گی کہ محترم معزز رکن رانا ثناء اللہ خان کو ٹریننگ پر بھیجیں تاکہ یہ پارلیمانی زبان سیکھ کر آئیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ چودھری عبدالغفور صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں اپنی گفتگو شروع کرنے سے پہلے یہ ضرور درخواست کروں گا کہ یہاں پر آپ نے جو بحث شروع کروائی ہے وہ ضمنی بجٹ پر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل اور اسی میں ہی رہنا چاہئے۔

سید احسان اللہ وقاص: یہاں پر ایسی تقریریں ہو رہی ہیں جن کا ضمنی بجٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ محض قصیدہ برائے قصیدہ پڑھنے کے لئے تو یہ وقت ضائع نہ کریں۔ مہربانی فرمائیں ان کو قصیدے پڑھنے کے لئے اپنی پارٹی کے اندر بہت سارا وقت مل جاتا ہے۔ ہمارے اوپر تو ترس کھائیں کہ ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اور ضمنی بجٹ کا پوری تقریر میں مجھ سے پہلے میری فاضل مقررہ نے ایک لفظ کا بھی ذکر نہیں کیا۔ اوپر سے دعوت دے رہی ہیں رانا ثناء اللہ صاحب کو کہ آپ ٹریننگ حاصل کریں۔ میرے خیال میں وہ خود ٹیچر ہوں تو ان کو ٹریننگ اچھی دے دیں گی۔

جناب سپیکر! چونکہ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر پابندی لگائی ہے تو میں اپنی تقریر سے پہلے دو پوائنٹس معزز وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس بجٹ میں privy

purses کے نام سے ایک 16 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے جس کی explanation میں یہ لکھا گیا ہے کہ یہ ex-ruler کا maintenance allowance ہے۔ میں حیران ہوتا ہوں اس رقم کا پڑھ کر کہ صوبہ پنجاب کے دو ex-rulers تو ملک سے باہر ہیں۔ ایک ex-ruler کبھی اندر ہوتے ہیں کبھی باہر ہوتے ہیں۔ ایک ex-ruler والئیں صاحب اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے وہ فوت ہو چکے ہیں۔ تو یہ 16 لاکھ روپے کس کے لئے رکھے گئے ہیں۔ چونکہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر پوچھ نہیں سکتا تھا اس لئے میں آپ کے سامنے اظہار فرما رہا ہوں۔

دوسرا میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک permanent debt کی مد میں 4 لاکھ 34 ہزار روپے کا بجٹ رکھا ہوا ہے اور یہ ہر سال کے بجٹ میں آ رہا ہے۔ اب پتا نہیں کون سا یہ 4 لاکھ 34 ہزار روپے کا debt ہے جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ قومی اسمبلی کے چند اراکین نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ بجٹ کے حوالے سے اراکین اسمبلی کو اس میں شامل کیا جائے ان کی briefing کی جائے اور ان سے رہنمائی لی جانی چاہئے تاکہ اس طرح کے points پر اس طرح کی briefings ہوں تو اس میں ہم بات کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ضمنی بجٹ جو ہے یہ گزشتہ بجٹ کے تقریباً 30 فیصد کے برابر ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا ضمنی بجٹ ہے اس کی زیادہ سے زیادہ گنجائش پانچ سے دس فیصد تک نکل سکتی ہے کہ اس میں unforeseen چیزیں آ گئی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پورے بجٹ میں ایجوکیشن صرف ایک مد ہے کہ اس میں رقم درست استعمال ہوئی ہے اور اس کے علاوہ مجھے کوئی اور ایسی رقم نظر نہیں آتی ہے اور جس مد کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے وہ سیالکوٹ کے اندر انجینئرنگ کالج کا قیام ہے۔ یہ ایک اچھا کام کیا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے بجٹ آفیسرز کی بھی ٹریننگ ہونی چاہئے اور ہر ڈیپارٹمنٹ کے اندر جو آفیسرز اخراجات کو کنٹرول کرتے ہیں انہیں اس بات کی ٹریننگ دی جائے کہ وہ اپنے بجٹ کے اندر رہ کر اپنے اخراجات کو چلائیں۔ اس طرح کی unforeseen expenses اتنی بڑی مدات بجٹ کے اندر ہر سال آ جائیں تو یہ bad management ہے، یہ کرپشن کا راستہ کھولنے کے مترادف ہے، یہ دھاندلی ہے، یہ غلط طریق کار ہے۔ جس گھر کی خاتون اپنے بجٹ کے اندر نہ رہے اس کو گھر کی اچھی مالکن نہیں کہا جاتا۔ اسی طرح اگر کوئی حکومت اتنی بڑی amount کے ساتھ ضمنی بجٹ پیش کرے تو اس کو بھی کوئی اچھا اقدام قرار نہیں دیا جا سکتا۔

جناب سپیکر! میں اس کی بڑی مدات کے اوپر چند اشارے کروں گا۔ جنرل ایڈمنسٹریشن پر68کروڑ41لاکھ روپے کے لئے ضمنی بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ جتنی amounts ہیں اس میں نئی پوسٹیں، تقرریاں، پٹرول، گاڑیاں اور اس طرح کی دیگر بڑی چیزوں پر اتنی بڑی رقم خرچ کی گئی ہے۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر کے دوران بھی یہ عرض کیا تھا کہ ہماری پوری ایڈمنسٹریشن کی نئے سرے سے overhauling کی ضرورت ہے۔ اس ایڈمنسٹریشن نے اس ملک کے عام آدمی کو کچھ نہیں دیا۔ کوئی بھی حکومت عام آدمی کے لئے جو رقوم مختص کرتی ہے وہ ساری کی ساری راستے میں ہضم کر جاتے ہیں، لوٹ لیتے ہیں، کھا جاتے ہیں اور نیچے لوگوں کو اس کا کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اس لئے جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے اتنی بڑی رقم ضمنی بجٹ میں لانا کسی لحاظ سے بھی پسندیدہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

جناب سپیکر! پولیس کے لئے3۔ارب28کروڑ روپے کے مطالبات ضمنی بجٹ کے اندر رکھے گئے ہیں اور اس میں بھی بہت بڑی رقوم پولیس افسران کو انعامات کی صورت میں اور مجرمان کی گرفتاریوں پر انعامات، ماشاء اللہ پولیس والے خود اپنی ہمت سے ہی کافی پیسے اکٹھے کر لیتے ہیں تو وہ اس طرح کے انعامات کے محتاج نہیں ہیں اس لئے اونٹ کے منہ میں زیرہ نہ ہی دیا کریں تو یہ ان کے لئے بھی بہتر ہوگا اور عوام کے لئے بھی بہتر ہوگا۔ لوکل باڈیز کے الیکشن کے موقع پر گاڑیوں کے حوالے سے محترم رانا ثناء اللہ صاحب نے بہت تفصیل سے بیان کیا ہے،300لیزر پرنٹرز خریدے گئے ہیں پتا نہیں وہ کس جگہ پر نصب کئے گئے ہیں۔ پولیس کے مختلف دفتروں میں ہم بھی جاتے ہیں اللہ کرے وہاں پر کہیں جدید چیزیں نصب ہوئی نظر آئیں۔ اس میں60کروڑ روپے کی گاڑیاں خریدی گئی ہیں اسی طرح سے بہت بڑے اخراجات کئے جا رہے ہیں لیکن پولیس کی ایڈمنسٹریشن کو بہتر بنانا، پولیس کو لوگوں کا خادم بنانا، اس کے رویے کو change کرنا، اس کی طرف کوئی توجہ مجھے محسوس نہیں ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ فرنیچر، یونیفارم وغیرہ پر بڑے اخراجات کئے گئے ہیں۔ 7کروڑ99لاکھ روپے کا پٹرول میں اضافہ ہے یہ بھی اس طرح محسوس ہوتا ہے کہ پولیس کے لئے یہ جو اتنی بڑی رقوم ہیں مجھے شبہ ہے کہ اس میں سے بہت بڑی رقوم ضائع کی جا رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نماز مغرب کے لئے آدھے گھنٹے کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے ہاؤس کی کارروائی آدھے گھنٹے کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے بعد جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی 7 بج کر 50 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں آپ کے نوٹس میں یہ لانا چاہتا تھا کہ آج ہاؤس کا وقت تقریباً 8 بجے ختم ہوگا اور اس کے بعد آپ کی صوابدید پر ہے کہ آپ اسے جتنا مرضی extend فرمالیں۔ میری استدعا صرف یہ تھی کہ ابھی بہت سارے دوستوں نے بات کرنی ہے اور last time بھی جب ہم سالانہ بجٹ پر general discussion کر رہے تھے تو اس وقت بھی بعض دوستوں کو یہ گلہ رہا تھا کہ انہیں بات کرنے کا موقع نہیں ملا تو میری استدعا یہ ہے کہ آج جتنے دوست بات کرنا چاہتے ہیں وہ بے شک کرلیں۔ وزیر خزانہ صاحب سے میں نے یہ گزارش کی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل اجلاس شروع ہوتے ہی first 15 minutes میں یہ wind up کرلیں گے۔ آج چونکہ اس کے بعد کھانا بھی ہے تو آپ اگر آج سارے دوستوں سے بات کروالیں اور جب تک آپ مناسب سمجھتے ہیں یہ آپ کی صوابدید پر منحصر ہے اور منسٹر فنانس wind up صبح کریں گے اور پھر اس کے بعد ہم Cut Motions لیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید ایک گھنٹہ extend کیا جاتا ہے۔ جی، شاہ صاحب! شروع کریں۔ ابھی میرے پاس 18 کے قریب ممبران کے نام ہیں اور میرا خیال ہے کہ پانچ منٹ ہر ممبر کے لئے fix کرلیں تاکہ سارے بات کر سکیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں صرف چند پوائنٹس ہی ہاؤس کے سامنے رکھوں گا۔ میری درخواست یہ ہے کہ اگر آپ اس بحث کو ضمنی بجٹ تک ہی محدود کروائیں تو انشاء اللہ یہ سارے ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں صحت کے حوالے سے عرض کرتا ہوں کہ 26 کروڑ 98 لاکھ روپے اس ضمنی بجٹ میں ڈیمانڈ کئے گئے ہیں۔ اب اس میں ایک مد A 05 ہے جس میں لکھا جاتا ہے کہ grant-in-aid write off loans and subsidiaries اب اس میں یہ پتا ہی نہیں چلتا

کہ اس میں grant-in-aid کتنی ہیں، subsidiaries کتنی ہیں اور right of loans کتنے ہیں؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بیوروکریسی نے عوامی نمائندوں سے اس بات کو چھپانے کے لئے اس مد کو اس طرح sugar-coat کر دیا ہے کہ اصل بات کا کسی کو پتا نہ چلے اس لئے میں جناب وزیر خزانہ سے یہ درخواست کروں گا کہ اس کی تقسیم اس طرح ہونی چاہئے اور یہ گورنمنٹ کے لئے بھی کوئی اچھا پہلو نہیں ہے کہ ہر دوسری مد کے اندر لکھا ہوا ہے کہ write off loans اب اس میں عین ممکن ہے کہ اس میں write off loans کا ایک روپیہ بھی نہ ہو لیکن جب اس مد میں یہ رقم آ جاتی ہے اور اس میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ write off loans تو پھر ایک معاملہ مشکوک ہو جاتا ہے کہ اتنی بڑی مقدار میں write off loans کیوں کئے جا رہے ہیں۔ چونکہ یہ واضح نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی explanation میں یہ کہیں موجود ہے کہ اس میں سے grants-in-aids کتنی ہیں، subsidiaries کتنی اور write off loans کتنے ہیں؟ اس بات کو آئندہ کے لئے واضح ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! اسی طرح زراعت کے لئے 34 کروڑ 80 لاکھ روپے کی ڈیمانڈ کی گئی ہے۔ اس میں بڑی مقدار گاڑیوں کی خرید، اشتہارات اور امداد برائے ملازمین کے لئے ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ زراعت جیسا اہم محکمہ پنجاب کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے تو اگر ضمنی بجٹ کے لئے کسی رقم کی ضرورت بھی تھی تو اس کے لئے انہیں چاہئے تھا کہ ریسرچ کے ادارے قائم کرتے اور اس طرح کے مثبت اور ٹھوس کام کئے جاتے تو وہ زیادہ بہتر ہوتا۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو مختصر ترین الفاظ میں مکمل کرتے ہوئے صرف اشارے کر رہا ہوں کہ صنعت کے لئے 40 کروڑ 40 لاکھ روپے کی ضمنی گرانٹ کا تقاضا کیا گیا ہے اور اس میں سے 35 کروڑ 16 لاکھ روپے T.E.V.T.A ادارے کے لئے فراہم کئے جا رہے ہیں۔ یہ بڑا اچھا ادارہ ہو سکتا ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اس وقت ملک کے اندر کنسٹرکشن کی بڑی activity جاری ہیں لیکن اس کے لئے proper trained labour available نہیں ہے اور اس ادارے کا نصاب اور اس کی تربیت کا انتظام اتنا فرسودہ ہے کہ پوری دنیا کے اندر اس ادارے کے پڑھے ہوئے، میں آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ آج سے 30 سال پہلے منڈی بہاؤالدین کے ایک مشہور ادارہ کے سب انجنیئر بہت سارے انجنیئر سے بہتر ہوا کرتے تھے۔

(اس مرحلہ پر جناب وزیر تعلیم نے "رسول" کا اشارہ دیا)

میں وزیر تعلیم کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے حسب سابق میری رہنمائی فرمائی ہے کہ رسول کے پڑھے ہوئے بچوں کی انجینئروں سے بہتر کارکردگی ہوتی تھی لیکن T.E.V.T.A کے اندر پڑھائی کا معیار پست ترین ہے، وہاں پر پیریڈز نہیں ہوتے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ لاہور کے اندر گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی میں بہت ساری مشینری ایسی پڑی ہے جو چار پانچ سال سے وہاں پڑی ہیں اور ان کو کسی نے unpack تک نہیں کیا اور اس کو پڑھائی کے لئے بالکل استعمال نہیں کیا جا رہا اس لئے صرف انہیں پیسے دے دینا مسئلے کا حل نہیں ہے بلکہ اس کے معیار کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ڈویلپمنٹ میں سیوریج اور ڈرینج کے لئے مختلف سکیمیں رکھی گئی ہیں تو میں افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ میرے اپنے حلقے کے اندر قومی اسمبلی کے انتخاب کے موقع پر سیوریج اور ڈرینج کے لئے جناب چیف منسٹر کی جانب سے اعلانات کرنے کے باوجود ان پر عملدرآمد نہیں کیا گیا اور یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب حکومت کے سربراہ ہیں اور اگر وہ خود کسی چیز کا اعلان کریں اور اس پر عملدرآمد نہ ہو، چندرائے گاؤں میں وزیراعلیٰ نے سیوریج کا خود اعلان کیا اور ان لوگوں نے گورنمنٹ کے حق میں ووٹ بھی دیئے لیکن وہاں پر سیوریج کی سہولت فراہم نہیں کی جا رہی۔

جناب سپیکر! میونسپل اداروں اور دیگر انسٹیٹیوشنز کے لئے 2-ارب 71 کروڑ روپے کی گرانٹ بھی انہیں فراہم کی گئی ہے ان میں بڑے ادارے ایم ڈی اے، جی ڈی اے اور ایف ڈی اے ہیں تو ایل ڈی اے سمیت ان سارے اداروں کی کارکردگی محل نظر ہے۔ عام افراد ان اداروں کی کارکردگی سے بہت تنگ ہیں۔ آپ کے شہر میں ایف ڈی اے کی کارکردگی کے نتیجے میں دیکھیں کہ وہاں سینکڑوں لوگ جاں بحق اور شدید بیمار ہوئے۔ ان اداروں کو آپ پیسا نہ دیں اور انہیں صرف وسائل فراہم نہ کریں بلکہ ان کی نگرانی کی بھی بہت شدید ضرورت ہے اور اس طرح یہ پیسے مانگتے چلے جائیں اور آپ دیتے چلے جائیں تو ضمنی بجٹ کے اندر یہ ہمارے سامنے لے آئیں لیکن میں جس شہر میں خود رہتا ہوں اور وہاں دیکھتا ہوں کہ ایل ڈی اے جیسا بے کار ادارہ اور ایل ڈی اے کو لوگ لاہور میں "لاہور ڈاکو ایسوسی ایشن" کہتے ہیں۔ لوگ اتنے تنگ ہیں اور اس ادارے کے کلرک تک کروڑ پتی ہو گئے ہیں اور کسی کا کوئی بھی کام کروانا ایل ڈی اے کے اندر ناممکن ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے لئے پانچ کروڑ 19 لاکھ روپے ضمنی گرانٹ کے لئے کئے گئے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں اور افسوسناک بات یہ ہے اور میں کوئی comparison نہیں کرتا لیکن پولیس

کے لئے 3۔ارب 28 کروڑ روپے کا ضمنی مطالبہ ہو اور تعلیم کے لئے پانچ کروڑ 19 لاکھ روپے ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تعلیم کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے اور اس کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بچیوں کے وظائف کے لئے رکھی گئی رقم سے متعلق میں وزیر تعلیم سے درخواست کروں گا کہ یونیسیف کی بنائی جانی والی فلم کو مہربانی کر کے دیکھ لیں کہ اس میں سے کتنے پیسے انہیں مل رہے ہیں اور اس کے نتیجے میں تعلیم کی کیا بہتری ہوئی ہے؟ پنجاب ایجوکیشن اسسمنٹ فنڈ کے لئے، جس میں سابق فوجی بھرتی کئے گئے ہیں اور اس کی کارکردگی بھی محل نظر ہے اور اس کی کارکردگی اچھی نہیں ہے۔ میں نے جیسے پہلے کہا ہے کہ سیالکوٹ میں انجنیئرنگ یونیورسٹی کا کیمپس قائم کرنا ایک اچھا اقدام ہے لیکن اس کو main بجٹ میں لانا چاہئے تھا اور اب بھی انہیں چاہئے کہ وہ بجٹ کے اندر لائیں اور پنجاب یونیورسٹی، انجنیئرنگ یونیورسٹی جیسے ہمارے مختلف established اداروں، پبلک انسٹیٹیوشنز کی شاخیں مختلف شہروں کے اندر قائم کی جائیں تاکہ پرائیویٹ اداروں کی لوٹ کھسوٹ کے بازار سے لوگوں کو نجات دلائی جا سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محمد اشرف بٹ صاحب!

انجنیئر محمد اشرف بٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا خیال تو یہ تھا کہ بجٹ کی general discussion کے دوران اپنے خیالات کا اظہار کرتا لیکن غالباً موقع نہیں مل سکا اور میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ ضمنی بجٹ پر آپ نے آج مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔

جناب سپیکر! آج جب ہم اس اسمبلی کے اندر بیٹھے چوتھے اور 06-2005 کے ضمنی بجٹ پر discussion کر رہے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے لئے یہ کسی اعزاز سے کم نہیں کہ پچیس سال کے دوران اس اسمبلی نے چار بجٹ پیش کئے اور ہر بجٹ کے اندر اور ہر مد کے اندر خاطر خواہ اضافہ کیا۔ کسی بھی شعبہ کو نظر انداز نہیں کیا گیا اور جب میں دیکھتا ہوں کہ پچھلے ڈیڑھ سال کے دوران اس ہاؤس کے اندر ہمارے اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے محترم ارکان اسمبلی میں سے صرف چند افراد نے گورنمنٹ کے اچھے مثبت اقدامات کی تعریف کی لیکن اکثریت نے تنقید کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ تنقید کرنی چاہئے لیکن اصلاح کے حوالے سے اور اصلاح کی نیت سے کیونکہ اگر آپ تنقید برائے تنقید کرتے جائیں گے تو اس کے اندر اچھی باتیں دب کر رہ جائیں گی۔

جناب سپیکر! اب آپ دیکھیں کہ اس بجٹ میں جو fiscal space مہیا کی گئی ہے اس کی وجہ سے آج ہم ضمنی بجٹ کے اندر سے اس کمی کو پورا کر رہے ہیں یہ صرف اور صرف good

governance کی وجہ سے ہے۔ میں یہاں پر یہ بات کا برملا اظہار کرتا ہوں کہ پرویز الٰہی صاحب کی قیادت کے اندر مسلم لیگ کی حکومت جو پنجاب کے اندر قائم ہے انہوں نے good governance کی مثال دی ہے جس کی وجہ سے ریکوری زیادہ ہوئی اسی کی وجہ سے ہم نے Annual Development Programme میں زیادہ رقوم فراہم کیں اور اس Annual Development Programme کی بنیاد ویژن 2020 ہے اور اس کے اندر اہمیت دی گئی ہے ان چیزوں کو جنہیں وزیر اعلیٰ نے اپنے پروگرام میں دی ہیں۔

جناب سپیکر! جب ہم دیکھتے ہیں کہ ڈویلپمنٹ فنڈز میں اضافہ ہوا ہے چاہے وہ ضمنی بجٹ کے حوالے سے ہو تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اضافی روزگار مہیا کیا گیا ہے۔ یہاں میرے دوست تقریریں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بے روزگاری بہت ہے، لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں، لوگوں کو کھانے کو روٹی نہیں ہے اور پینے کو پانی نہیں ہے ایسی بھیانک صورتحال پیش کرتے ہیں میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ میرے خیال کے مطابق پنجاب میں یا ہمارے ملک کے اندر صرف وہ بے روزگار ہیں جو non technical ہیں۔ آج آپ اگر بازار میں جائیں تو آپ کو اگر ڈرائیور چاہئے تو ڈرائیور نہیں ملے گا اگر آپ کو چھوٹے سے چھوٹے کام کے لئے کوئی skilled آدمی چاہئے تو وہ ملنا محال ہوتا ہے۔ یہاں جیسا کہ احسان اللہ وقاص صاحب اپنی تقریر کے اندر فرما رہے تھے کہ T.E.V.T.A کا کردار مزید بہتر کرنا ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ T.E.V.T.A پر تنقید کرنا اور کہنا کہ یہ بالکل بے کار ادارہ ہے ایسی بات بالکل غلط ہے اس میں بہتری لانے کی ضرورت ہے کیونکہ اگر ہم نے اپنے ملک کے اندر ڈویلپمنٹ کرنی ہے اور چھوٹی صنعتوں کو پروان چڑھانا ہے اور اس ملک کے اندر ہم نے capacity building کرنی ہے تو اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم ہنر مند افراد پیدا کریں اور ان کی تعداد زیادہ سے زیادہ بڑھنی چاہئے۔ اس کے اندر میں سمجھتا ہوں کہ T.E.V.T.A ایک ایسا ادارہ ہے جو کہ بہت ہی مثبت کردار ادا کر رہا ہے اور آج سے پہلے میری مراد ہے کہ اس گورنمنٹ سے پہلے جب T.E.V.T.A وجود میں نہیں تھا مختلف چھوٹے چھوٹے محکمے تھے جن کو یکجا کر کے T.E.V.T.A کا قیام عمل میں لایا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس میں بہتری کی باتیں کرنی چاہیئں ہمیں اپنی تجاویز دینی چاہیئں لیکن میں اس بات کو بالکل رد کرتا ہوں کہ T.E.V.T.A اپنا کام صحیح طور پر انجام نہیں دے رہا۔ ضمنی بجٹ پر جب محترم رانا ثناء اللہ صاحب تقریر کر رہے تھے انہوں نے miscellaneous head میں بے شمار باتیں کیں لیکن

میرے خیال میں انہوں نے اس میں یہ نہیں دیکھا کہ کتنے سرکاری ملازمین ایسے تھے جن کی امداد کی گئی جو بیمار تھے ان کا علاوج کروایا گیا۔انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ جو پنجاب کی بار کونسلیں ہیں ان کو گرانٹ دی گئی اور یہ نہیں دیکھیں کہ کتنے صحافی جو تھوڑی آمدن والے تھے ان کی مدد کی گئی۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتا ہوں کہ تنقید برائے تنقید تو اچھی بات نہیں اپنی آنکھوں سے تعصب کی عینک اتار کر دیکھیں چاہئے تو انشاء اللہ آپ کو یہ بات ضرور نظر آئے گی کہ چودھری پرویز الٰہی صاحب کی حکومت نے پنجاب کے اندر جس جس طرح کے کام کئے ہیں پچھلے حکمرانوں نے کبھی اپنے دور اقتدار میں سوچا بھی نہیں تھا۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر پر ہمارے دوست پولیس پر تنقید کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ٹریژری بنچز بھی مطمئن نہیں ہیں کہ پولیس کی کارکردگی up to the mark ہے لیکن یہاں پر یہ کہنا کہ اگر پولیس اچھی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کر رہی تو ان سے تمام کے تمام فنڈز چھین لئے جائیں اور گاڑیاں چھین لی جائیں میرے خیال میں یہ بھی کوئی مناسب بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بٹ صاحب! پلیز ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

انجینئر محمد اشرف بٹ: ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے کہ نئی ٹیکنالوجی کے بغیر کسی طرح یہ ممکن نہیں کہ جرائم کے اندر کمی کی جائے اور یہ بھی ممکن نہیں کہ دفاتر اور عملے کے بغیر پولیس اپنی بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے مثبت تجاویز دینی چاہئیں اور مجھے امید ہے کہ ہمارے وزراء صاحبان، لاء منسٹر اور فنانس ڈیپارٹمنٹ انشاء اللہ اس پر غور کرے گا۔

میری ایک تجویز ہے جیسا کہ ہمارے علم میں ہے کہ کچھ ایسے خاندان ہوتے ہیں جہاں پر بے روزگار بزرگ ہوتے ہیں ان کا کوئی کمانے والا دوسرا نہیں ہوتا میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ استدعا اور تجویز ہے کہ ان کے لئے بیت المال سے زیادہ سے زیادہ فنڈز مہیا کئے جائیں۔ بہر حال میں نے ضمنی بجٹ میں اپنی تمام گزارشات پیش کر دی ہیں امید ہے کہ انشاء اللہ کل جو ہم ضمنی بجٹ منظور کریں گے جس پر آج بحث ہو رہی ہے یہ بھی عوام کا ہے اور یہ بہتر ثابت ہوگا۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: ارشد محمود بگو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ پچھلے سیشن میں صغریٰ امام صاحبہ نے ایک Resolution دیا تھا جس میں یہ تھا کہ این ایف سی ایوارڈ میں چونکہ آبادی کی بنیاد پر پنجاب کو فنڈز دیئے گئے ہیں لہذا ڈسٹرکٹ کو بھی اسی بنیاد پر فنڈز دیئے جائیں وہ کمیٹی میں چلا گیا تھا اس کی دو میٹنگز ہوئی تھیں میری آپ سے درخواست ہے کہ وہ بڑی اہم قرارداد تھی ہاؤس نے اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیا تھا۔ وہ چونکہ پچھلے سیشن تک تھا میری درخواست ہے کہ اس کو بڑھا دیا جائے تاکہ آئندہ کمیٹی میں اس پر discussion ہو سکے اور رپورٹ آ جائے۔

جناب سپیکر: اس کی already extension ہوئی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: ٹھیک ہے۔ اگر extension ہوئی ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلے سپیکر ہیں جناب محمد وقاص صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: بے دم ہوئے بیمار دوا کیوں نہیں دیتے۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: احسان اللہ وقاص صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں جنوبی پنجاب کا تذکرہ میرے فاضل بھائی جاوید صدیقی صاحب بھی کرتے ہیں اور حکومتی بنچز سے بعض اوقات اس کا نام بڑا زور شور سے لیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جنوبی پنجاب نام کا کوئی خطہ اس ملک میں موجود نہیں ہے دستور کے مطابق صرف صوبہ پنجاب ہے اور یہ پنجاب کی تقسیم نہ کریں۔ اگر جاوید صدیقی صاحب جنوبی پنجاب، جنوبی پنجاب کریں گے تو یہ غیر آئینی بات ہو گی اور کسی خطے کا آئین کے اندر جنوبی پنجاب کا ذکر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات درست ہے۔

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! اگر جنوبی پنجاب کا آئین کے اندر ذکر نہیں ہے تو قرآن شریف

میں کہیں بھی ذکر نہیں ہے فرقوں کا پھر فرقوں کو کیوں مانتے ہیں آپ؟

چوہدری اصغر علی گجر: ہم تو نہیں مانتے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جاوید صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! میرے پانچ منٹ اب شروع ہوئے ہیں۔

بے دم ہوئے بیمار دوا کیوں نہیں دیتے
تم اچھے مسیحا ہو کہ شفاء کیوں نہیں دیتے
مٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے
منصف ہو تو اب حشر اٹھا کیوں نہیں دیتے

اور اگر وزیر خزانہ ہو تو بجٹ بڑھا کیوں نہیں دیتے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو بات کرنے کی کوشش کی تھی پچھلے بجٹ میں بھی اگر کسی میرے دوست کی اس سے دل آزاری ہوتی ہے تو میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ میں کسی کو تکلیف پہنچاؤں یا کوئی ایسی بات کروں کہ جس سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور میرا مقصد صرف یہ ہے کہ میں جہاں کا نمائندہ ہوں یہاں ایوان میں آکر اس علاقے کی جو محرومیاں ہیں جو میں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں، اپنے کانوں سے سنتا ہوں اور اپنے سامنے ہی سارا کچھ ہوتے دیکھتا ہوں میں آکر اگر یہاں بیان نہیں کروں گا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ میں ناانصافی کر رہا ہوں تو وہ مناسب نہیں ہو گا۔ میں اس میں تھوڑا سا یہ عرض کرتا ہوں کہ ضمنی بجٹ تو دراصل اس بات کا ہوتا ہے کہ جہاں کچھ کام ہو چکا ہے، مزید کچھ کرنا ہے مزید کچھ دینا ہے یا گورنمنٹ نے دیا ہے تو بعد میں اس سے منظور کروالیا ہمارا تو issue یہ ہے، ہمارا تو سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ضمنی بجٹ سے ہمارے تین ڈویژن کا کوئی تعلق اس لئے نہیں بنتا کہ وہاں پر تو حکومت بیشتر فنڈز allocate کرتی ہے وہ سال ختم ہونے کے بعد استعمال ہی نہیں ہوتا۔ اس کی ایک مثال میں آپ کو 7.5-ارب روپے کی دیتا ہوں۔ 7.5-ارب روپے جو ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی وساطت سے حکومت پنجاب کے پاس آئے تھے، چلو وہ حکومت پنجاب کے ہیں۔ اس کو چار سال ہو گئے ہیں۔ 2002 کے وہ فنڈز آئے ہوئے ہیں، ان کی منظوری ہوئی پڑی ہے، بڑے بڑے اشتہارات بھی حکومت پنجاب نے دیئے ہیں، اس اشتہار میں بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ "کام

کی رفتار"، پورا مالی سال ختم ہونے کے بعد لکھا ہوا تھا کہ "7-ارب 46 کروڑ روپے میں سے صرف 30 کروڑ روپے کے ٹھیکے دیئے گئے ہیں۔ میری مراد یہ ہے کہ گورنمنٹ کو چاہئے کہ پہلے تو جو فنڈ آپ ادھر دے دیتے ہیں، ہمارے ایریا کی طرف دے دیتے ہیں، ملتان، بہاولپور، ڈی۔ جی۔ خان ڈویژن کو دے دیتے ہیں تو اس کی implementation کی رفتار بالکل نہ ہونے کے برابر ہے اس کو بہتر کیا جائے۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں آپ کو صرف آج ایک چھوٹی سی مثال دوں گا، ڈیپارٹمنٹ کو نہیں دیتا۔ چیف منسٹر صاحب نے ضمنی بجٹ میں ایک ارب 63 کروڑ روپیہ اداروں کو، سکولوں کو، این۔ جی۔ اوز کو، عام لوگوں کو، بیماروں اور مریضوں کو دینے میں خرچ کیا ہے۔ ایک ارب 63 کروڑ روپے کی یہاں تفصیل آئی ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ تقریباً چار سو مدات میں ایک ارب 63 کروڑ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اس میں سے صرف تین ڈویژن ملتان، بہاولپور، ڈیرہ غازی خان میں سترہ مدات میں دو کروڑ تیس لاکھ روپیہ خرچ کیا ہے۔ اسی کتاب اور اس کیلکولیٹر سے میں calculate کر کے آیا ہوں۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ساڑھے تین کروڑ کی آبادی رکھنے والے تین ڈویژن میں اگر آپ دو کروڑ تیس لاکھ روپیہ خرچ کریں، کتنے پیسوں میں سے، ایک ارب اور 63 کروڑ میں سے اور آپ یہ سمجھیں کہ یہ درست ہے، ٹھیک ہے، میں احتجاج نہیں کرتا، بس آپ کے نوٹس میں یہ بات لے آتا ہوں۔ کتاب بھی یہی ہے، کیلکولیٹر بھی یہی ہے، نوٹ بھی میں کر کے آیا ہوں۔ اس میں، میں آپ کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں، اس کی بھی تفصیل بتاتے ہوئے کہ دو کروڑ کس طرح خرچ ہوا ہے، دو کروڑ میں سے ایک کروڑ روپے تو آرمی کے ڈنڈے پر خرچ ہوا ہے۔ مثلاً انھوں نے کہا ہے کہ بہاولپور میں آرمی کے لئے ایک ریسٹ ہاؤس ٹائپ کی کوئی جگہ بنی ہوئی ہے اس پر انھوں نے کہا کہ ہم چالیس لاکھ روپیہ خرچ کریں گے۔ پھر آرمی کا کوئی پبلک سکول ہے، اس پر بھی خرچ کرنے کے لئے بھی انھوں نے کہا کہ ہم بیس لاکھ روپیہ خرچ کریں گے۔ اب اسی طرح بہاولپور میں ایک دربار محل ہے جس میں آرمی اتھارٹی رہتی ہے، اس میں لکھا ہوا ہے کہ آرمی اتھارٹی کی renovation کے لئے چیف منسٹر صاحب کی طرف سے چالیس لاکھ روپیہ دیا گیا ہے۔ کنٹونمنٹ سکول ملتان کے لئے جو چھاؤنی میں ہے، جس کا بجٹ بھی چھاؤنی والے بناتے ہیں، ڈسٹرکٹ ایجوکیشن سے اس کا کوئی واسطہ نہیں ہے اور نہ پنجاب گورنمنٹ سے ہے، اس کے لئے بھی 40 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں، آرمی سپیشل ایجوکیشن سکول بہاولپور کے لئے بھی بیس لاکھ روپیہ دیا گیا

ہے،ایک کروڑ روپے تو سیدھا ادھر خرچ ہو جاتا ہے۔اب جنوبی پنجاب میں تین اور بھی مدات ہیں جن میں نوازا گیا ہے۔پچیس لاکھ روپیہ ایک ایم پی اے کے بھائی کے علاج کے لئے دیا گیا ہے، چلو کوئی بات نہیں۔ ہمیں اعتراض نہیں ہے۔اسی طرح ایک لاکھ روپیہ ایک مشیر کے پی۔اے کو خرچے کے لئے دیا گیا ہے، وہ بھی کوئی بات نہیں ہے۔ پھر ایک اور کام کیا گیا ہے کہ تین لاکھ روپے اقبال خان خاکوانی جو سابق وزیر ہیں جنھوں نے مسلم لیگ (ن) کے ٹکٹ پر الیکشن لڑا اور شکست کھا گئے تھے، ہارنے کے بعد وہ بیمار ہو گئے، پھر وزیر اعلیٰ صاحب سے ملے، انھوں نے 2 لاکھ 83 ہزار روپے کا علاج کروایا، وفاداریاں بدلیں، اب مسلم لیگ (ق) میں وہ مشیر بن گئے ہیں۔ اب دیکھیں! ایسے لوگ جو نواب ہیں، جو جاگیر دار ہیں، الحمد للہ کئی مربعے زمین ہے، وہ یہاں پر آ کر اپنی وفاداریاں بدل کر 2 لاکھ 83 ہزار روپے وزیر اعلیٰ سے مل کر بیماری کا علاج کروا رہے ہیں، لکھا ہوا ہے کہ اقبال خان خاکوانی جو کہ اب موجودہ مشیر وزیر اعلیٰ پنجاب ہیں، دو لاکھ تراسی ہزار روپے سے اپنا علاج کرواتے پھرتے ہیں۔ میں صرف ایک بات کہہ کر اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ راجہ صاحب کی بیٹی کو راولپنڈی میڈیکل کالج میں ایڈمشن کے لئے۔۔۔(قطع کلامیاں)

یہ راجہ صاحب نہیں اور بھی کئی راجے پنڈی میں رہتے ہیں، راجہ ولایت ہیں تو راجہ ولایت کی بیٹی کو جس کے اتنے نمبر نہیں آئے، سیلف فنانس پر، نالائق بچی کو جس کا کسی میڈیکل کالج میں ایڈمشن نہیں ہو سکتا تھا، جو میرٹ پر نہیں تھی اس کو ساڑھے سات لاکھ روپیہ سے راولپنڈی میڈیکل کالج میں سیلف فنانس کی بنیاد پر داخلہ کروایا گیا، کیا بہتر نہیں تھا کہ دس دس ہزار روپیہ ستر بچیوں کو گرانٹ دے دی جاتی، وہ بچیاں بیچاری اچھا کپڑا پہن لیتیں، کوئی اچھی کتاب پڑھ لیتیں۔

اسی طرح کوئی ایک محترمہ ظل ہما ہیں، دو لاکھ روپیہ ان کو دیئے گئے، مجھے نہیں معلوم کہ وہ ایم پی اے صاحبہ ہیں یا ایک اور بھی مشہور ظل ہما ہیں، ہماری اپنی نور جہاں صاحبہ کی بیٹی ہے، اس کی وضاحت نہیں کی گئی۔اس لئے ایک تو وہ مجھے پتا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: صدیقی صاحب! پلیز! wind up کریں۔

محترمہ ظل ہما عثمان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محترمہ ظل ہما عثمان: جناب سپیکر! excuse me پلیز! یہ clear کریں۔ اتنا پرسنل ہو کر انھوں نے کیوں نام لیا ہے؟ ظل ہما ایم۔پی۔اے ہے، ظل ہما نور جہاں کی بیٹی ہے۔اس کا کیا مطلب ہے؟ ان

کو جرأت کیسے ہوئی کہ یہ ہاؤس میں میرا نام لیں کہ دو لاکھ روپیہ دیا گیا ہے؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! انہیں کہیں کہ تمیز سے بات کریں۔ میں ان سے زیادہ بد تمیزی سے بات کر سکتا ہوں۔ اتنا رعب ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی کتاب میں لکھا ہوا ہے، [******] میں نے نام لیا ہے۔ ان کو اتنا گرم ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ تمیز سے بات کریں۔ عزت کریں گی تو عزت کروائیں گی۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پلیز، پلیز۔۔۔ (قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ الفاظ حذف کئے جائیں۔ ان کو یہ غیر پارلیمانی بات نہیں کرنی چاہئے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ بات جا کر چیف منسٹر صاحب کے منہ پر ماریں۔ اس کو براہ مہربانی! حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ غیر پارلیمانی الفاظ میں حذف کرتا ہوں۔ محترمہ! ظل ہما انھوں نے کہا ہے کہ ایم پی اے بھی ہو سکتی ہیں، ان کے علاوہ کوئی اور بھی اس نام کی بی بی ہو سکتی ہیں۔

وزیر مال ریلیف واشتمال: جناب سپیکر! یہ چھیڑنے کے لئے عمداً ایسا کرتے ہیں۔ پھر بات کو گول کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، صدیقی صاحب! آپ اپنی بات کو ایک منٹ میں wind up کریں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: ایک آدمی کے بچے کو لندن کے انجینئرنگ کالج میں پڑھنے کے لئے بھی چار لاکھ روپے اس مد سے دیئے گئے ہیں۔ بس میں اس کے ساتھ ہی اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔ میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لیتا۔ میں یہی کہوں گا کہ وہ میری بہن نے ایک بات کی تھی کہ ملتان میں بہت کچھ ہو رہا ہے تو میں یہی کہوں گا کہ:

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

جناب سپیکر: جناب محمد وارث کلو!

چودھری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری زاہد پرویز صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! یہ ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے، میں اس پر تو اتنا نہیں کہوں گا۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہی آپ سے عرض کروں گا کہ رانا ثناء اللہ کی تقریر کے دوران جب لاء اینڈ آرڈر کی بات چلی تو سعید اکبر نوانی صاحب نے لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پنجاب میں بہت ہی بہتر بنا کر پیش کیا۔ یہ میرے پاس آج کا ہی ایک اخبار ہے، شاید راجہ صاحب نے پڑھا ہو۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ تشریف رکھیں، پلیز تشریف رکھیں۔ جی، جناب محمد وارث کلو!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں ضمنی بجٹ پر بات کروں لیکن چونکہ یہاں جو ماحول ہے وہ بجٹ پر بات کرنے کی بجائے دو دو لاکھ، تین تین لاکھ، چار چار لاکھ کی بات ہوتی ہے، کبھی دس لاکھ کی بات ہوتی ہے، کبھی گفٹ کی بات ہوتی ہے۔ کبھی good governance کی بات ہوتی ہے۔ جاوید صاحب شعر و شاعری فرما رہے تھے تو مجھے کوئی شعر و شاعری سے اتنا شغف تو نہیں ہے لیکن میں ایک شعر ان کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ:

وقت کرتا ہے پرورش برسوں
حادثہ کوئی ایک دم نہیں ہوتا

یہ جو ہر بات ہمارے ذمہ لگاتے ہیں اور good governance کی بات کرتے ہیں تو میں ان کے یہ گوش گزار کر دوں کہ یہ انہی لوگوں کے لے لے تللے ہیں جو آج تک چودہ سال، پندرہ سال انھوں نے کیا ہے اور ملک کا جو حشر کر دیا ہے۔ ہماری قوم کی یادداشت کوئی اتنی بری نہیں ہے۔ آج تک ہمیں یاد ہے کہ 85 سے لے کر 99 تک یہ لوگ کیا کیا حشر کرتے رہے ہیں اور کیا کیا باریاں لیتے رہے ہیں اور آج اس floor پر بیٹھ کر good governance کی بات کرتے ہیں، جمہوریت کی بات کرتے ہیں اور آج یہ میثاق جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو میں شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ کرے کہ انہیں جمہوریت یاد آ جائے اور جمہوریت پر یہ ایمان لے آئیں۔ چلو، کسی نے انہیں جمہوریت کا سبق تو سکھا دیا ہے ناں۔

جناب سپیکر! یہ جو ضمنی بجٹ ہے اس میں ہر سال جو سسٹم ہے اس کے مطابق بجٹ آتا ہے۔ جس طرح اس سال کا بجٹ 274۔ارب روپے کا ہے، اسی طرح پچھلا جو بجٹ تھا وہ 224۔ارب روپے کا تھا تو اس وقت پورا تخمینہ نہیں ہوتا۔ یہ سالہا سال سے آ رہا ہے کہ بجٹ کے بعد پھر کچھ چیزوں میں اضافہ ہو جاتا ہے، پراجیکٹ چل رہے ہوتے ہیں اور ان میں اضافہ کرنا پڑتا ہے اور وہ منظوری اسمبلی سے ہوتی ہے۔ اس میں آپ نے دیکھا ہے کہ تعلیم پر پیسے لگے ہیں، زراعت پر لگے ہیں، ہیلتھ پر لگے ہیں۔ ایک ایک چیز پر جتنا 45۔ارب کا یہ ضمنی بجٹ ہے اس میں ہم نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے کہ جس میں یہ، یہ کہہ سکیں کہ misappropriation ہوئی ہے یا پیسے غلط لگائے گئے ہیں۔ یہ جو دو دو لاکھ روپے کی بات کرتے ہیں، یہ تو پتا نہیں کہ کہاں سے لے آتے ہیں۔ میں اس میں گوش گزار یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو 45۔ارب روپے کا ضمنی بجٹ ہے اس کی ایک ایک figure اس میں لکھی ہوئی ہے اور یہ سارے کا سارا پیسا صحیح جگہ پر لگا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے سارے پراجیکٹس پر، ہر سائیڈ پر محنت شروع کی ہوئی ہے۔ لاء اینڈ آرڈر، صحت اور تعلیم پر جس طریقے سے انھوں نے کام شروع کیا ہوا ہے اس حوالے سے یہ ضمنی بجٹ بہت زیادہ نہیں ہے۔ اپوزیشن کے دوست کہتے ہیں کہ یہ ضمنی بجٹ بہت زیادہ ہے۔ جناب! زیادہ اس لئے ہے کہ اب ترقیاتی منصوبوں پر کام ہو رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے محنت کر کے ایک سال میں جو کام شروع کروائے ہیں اگر مزید فنڈز نہ دیئے جاتے تو یہ سارے کام ادھورے رہ جاتے اس لئے یہ ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے جو کہ انھیں آج زیادہ معلوم ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! ابھی سٹیل مل کے حوالے سپریم کورٹ کے ایک فیصلے کی بات ہو رہی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ خدا کا شکر ہے، آج سپریم کورٹ آزاد ہے اور اس نے ایک آزادانہ فیصلہ دیا ہے۔ ورنہ میں ان لوگوں کو یاد دلاتا ہوں کہ مسلم کمرشل بنک، الائیڈ بنک اور پاور پراجیکٹس بھی عدالتوں میں چیلنج ہوئے تھے لیکن اس وقت سب لوگوں کی آواز دبا دی گئی تھی۔ آج ہماری عدالتیں آزاد ہیں، پریس آزاد ہے اور ہمارے سب میڈیا چینلز آزاد ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ good governance آئے گی اور دن بدن good governance کی صورتحال بہتر ہو رہی ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ مسز نجمی سلیم صاحبہ!

مسز نجمی سلیم: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان میں بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ اس بجٹ کے اندر اقلیتوں کے حوالے سے جو allocation کی گئی ہے اس بابت وزیر خزانہ سے بات کرنا چاہوں گی اور ان سے پوچھنا چاہوں گی کہ انھوں نے اقلیتوں کے حوالے سے بجٹ تقریر میں تو بڑے خوبصورت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ انھیں اپنے بہن بھائی اور بیش قیمت سرمایہ قرار دیا لیکن افسوس کی بات ہے کہ اسی بیش قیمت سرمائے کے لئے انھوں نے بجٹ میں کچھ نہیں رکھا۔ آپ 2005 کے بجٹ کا white paper ملاحظہ فرمائیں اس میں اقلیتوں کے حوالے سے ایک پیسے کی بھی allocation نہیں کی گئی۔ اگر 2006-07 کے حوالے سے بات کی جائے تو یہ بھی سراسر[********]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! انھوں نے جو 30 کروڑ روپے کی گرانٹ رکھی ہے یہ رقم انھوں نے کس محکمے کے ذریعے خرچ کرنے کو کہا ہے؟ کیونکہ Minority Affairs کا کوئی ایسا محکمہ نہیں ہے جو کہ یہ بجٹ استعمال میں لائے۔ جب محکمہ ہی نہیں ہے تو پھر انھوں نے کس کو یہ بجٹ دیا ہے، اسے کون استعمال کرے گا؟ بظاہر تو اقلیتوں کے لئے ایک اقلیتی وزیر صاحبہ بھی بنا دی گئی ہیں لیکن ابھی تک باقاعدہ وزارت قائم نہیں کی گئی۔ اگر Minority Affairs محکمہ اوقاف کے تحت آتا ہے تو پھر اس محکمہ کے لئے 17 کروڑ 48 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ اقلیتوں کے لئے اس میں بھی ایک پیسا تک نہیں رکھا گیا۔ ہاں انھوں نے 10 لاکھ روپے اقلیتی طالب علموں کے لئے ضرور وقف کئے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں رکھا گیا۔ وزیر خزانہ صاحب نے 29 کروڑ 90 لاکھ روپے رکھے جانے کی غلط بیانی کی ہے۔ گزشتہ بجٹ میں بھی انھوں نے 10 کروڑ روپے کا اعلان کیا تھا لیکن افسوس کی بات ہے کہ عملی طور پر کچھ نہیں کیا گیا۔ جب ان کے اپنے حکومتی ایم پی اے اس بابت گئے تو انھیں بتایا گیا کہ اقلیتوں کے حوالے سے کسی قسم کا کوئی بجٹ محکمہ میں نہیں آیا ہے۔

جناب سپیکر! ہماری اقلیتی community کو بہت سارے مسائل کا سامنا ہے۔ یہاں اوقاف اور زکوٰۃ کے وزراء تشریف فرما ہیں۔ ہسپتالوں میں غریب مسلم مریضوں کو زکوٰۃ کے ذریعے

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سے مدد مل جاتی ہے لیکن غیر مسلم کے لئے کوئی ایسی مد نہیں ہے جس سے وہ اپنے لئے کوئی مدد حاصل کر سکیں۔ یہ کہا جاتا ہے زکوٰۃ میں سے غیر مسلموں کو کوئی رقم نہیں دی جاتی لیکن بیت المال میں سے تو ان غریب مریضوں کی مدد کی جا سکتی ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! چونکہ زکوٰۃ اسلام کا اہم رکن ہے۔ صرف مسلمان ہی زکوٰۃ دیتے ہیں، انہی پر یہ لازم ہے، فرض ہے اور انھی پر یہ رقم خرچ ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ wind up کریں۔

مسز نجمی سلیم: زکوٰۃ کے حوالے سے تو ٹھیک ہے، آپ نے بات کر دی لیکن اس کے alternate جو بیت المال ہے اس میں سے تو ہمارے غیر مسلم غریب مریضوں کی مدد کی جائے۔ اس کو فعال کیا جائے تاکہ وقت پر مریضوں کو ادویات مل سکیں اور ان کی مدد ہو سکے۔ اس کے ساتھ میں اقلیتی کونسلرز کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی۔ جب آپ نے انھیں مساوی ووٹ کا حق دیا ہے۔ جب وہ ووٹ لے کر برابری کی سطح پر آتے ہیں تو پھر انھیں اعزازیہ بھی ملنا چاہئے۔ انھیں دفتر اور عملہ بھی ملنا چاہئے۔ آپ خواتین کو 33 فیصد نشستیں دے رہے ہیں لیکن ہماری اقلیتی خواتین کے لئے مخصوص نشستوں کا بھی اعلان ہونا چاہئے۔ اسی طرح ہمارے جو چرچ ہیں ان کی پراپرٹی کا مکمل تحفظ ہونا چاہئے۔ میں وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گی کہ ہمارے چرچ کی پراپرٹی کی مناسب حفاظت کی جائے کیونکہ کچھ قبضہ گروپس اس پر ناجائز قبضے کئے ہوئے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ ظل ہما صاحبہ !

محترمہ ظل ہما عثمان: جناب سپیکر! Thank you very much! کہ آپ نے مجھے بولنے کا وقت دیا۔ آج کی تقاریر ضمنی بجٹ کے حوالے سے تھیں لیکن بڑا افسوس ہے کہ کسی نے بھی ضمنی بجٹ کے حوالے سے proper points نہیں دیئے۔ رانا ثناء اللہ صاحب نے اس حوالے سے جتنی باتیں کی ہیں ان سے یہی impact آتا ہے کہ ضمنی بجٹ شاید کوئی عیش و عیاشی کا بجٹ ہے جو حکومت نے مختص کیا ہے۔ میں واضح کروں گی کہ ہمارا ضمنی بجٹ ان اخراجات کا تخمینہ ہوتا ہے جو دوران مالی سال حکومت مختلف شعبہ جات کو ضروری زائد وسائل کے لئے مہیا کرتی ہے تاکہ اپنے پراجیکٹس کی ترقیاتی رفتار کو قائم رکھا جا سکے اور جو پراجیکٹس حکومت کر رہی ہے وہ within time مکمل ہو سکیں۔ اس کے لئے ضروری وسائل دوران مالی سال حکومت فراہم کرتی ہے اور اس رقم کو ہم ضمنی

بجٹ میں رکھتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہمارے کچھ پراجیکٹس، سکیمیں بہت تیزی کے ساتھ مکمل ہو جاتی ہیں، اپنے وقت سے پہلے مکمل ہو جاتی ہیں لیکن proper planning نہ ہونے کی وجہ سے کچھ پراجیکٹس delay ہوتے ہیں اور وہ رقومات خرچ نہیں کر پاتے جن کو re-appropriate کر کے ہم پھر دوسرے پراجیکٹس جو کہ تیزی سے مکمل ہو رہے ہوتے ہیں ان میں shift کر دیتے ہیں۔ ہم نے ان محکموں کو جو رقومات فراہم کی ہیں اس کا میں ذکر کرنا چاہوں گی۔ محکمہ شاہرات کو 2005-06 میں اخراجات کی مد میں 12۔ارب 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی۔ یہ سب جانتے ہیں کہ 2000 میں پنجاب میں 40 ہزار کلو میٹر کی سڑکیں موجود تھیں۔ ہماری حکومت نے 70 ہزار کلو میٹر تک ان کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے، metal roads پنجاب میں موجود ہیں۔ ان کی تعمیر کے لئے نہایت تیزی سے کام جاری ہے جس کے لئے 2005-06 میں 24۔ارب 34 کروڑ روپے کے اخراجات کا امکان ہے جس کے لئے 12۔ارب روپے کی اضافی رقم اس شعبے کو ضمنی بجٹ کے through مہیا کی گئی ہے۔ اب میں شعبہ آبپاشی کے متعلق بات کروں گی ہم مانتے ہیں کہ 70 فیصد آبادی دیہاتوں میں ہے یہاں پر یہ کہا گیا کہ اسے ignore کیا گیا ہے۔ ہمیں پتا ہے کہ پنجاب میں 29325 میل طویل نہری نظام ہے، 13 بیراج ہیں، 5 لاکھ نجی ٹیوب ویلز لگے ہوئے ہیں، 1500 سرکاری ٹیوب ویلز ہیں اور آبپاشی کا ایک اچھا نظام آپ کے پاس ہے لیکن اس کو stable کرنے کے لئے حکومت نے اخراجات کی مد میں 6۔ارب 98 کروڑ 50 لاکھ کی رقم مختص کی تھی لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ رقم کم ہے جسے بڑھا کر 9۔ارب 56 کروڑ 7 لاکھ 14 ہزار روپے کرنے کا امکان ہے جسے ضمنی بجٹ میں مختص کیا گیا تھا۔

جناب والا! اس کے علاوہ جنگلی حیات کی حفاظت اور کنٹرول کے لئے 7 کروڑ 39 لاکھ روپیہ مہیا کیا گیا تھا۔ وزیراعلیٰ پنجاب سمجھتے ہیں کہ ہمارے جو new plans آرہے ہیں ان کے لئے یہ رقم کم ہے۔ اس پر 13 کروڑ 43 لاکھ روپیہ خرچ ہونے کا امکان ہے اس لئے اس پر 6 کروڑ روپے کا اضافی بجٹ مختص کیا گیا۔

جناب سپیکر! بجٹ 2005 میں سستے مکانات کے شعبہ کے لئے کوئی رقم مہیا نہیں کی گئی تھی لیکن ضروریات کے پیش نظر دوران سال اس شعبہ کے لئے ایک ارب 95 کروڑ روپیہ کی خطیر رقم مہیا کر رہے ہیں تاکہ عوام الناس کو سستے مکانات فراہم کئے جا سکیں۔ شعبہ صحت کے لئے اخراجات کے لئے ایک ارب 77 کروڑ کی رقم مختص کی گئی لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ equipment

کے لئے ہمیں مزید رقم کی ضرورت ہے جس کے لئے اس مد میں 2-ارب 29 کروڑ روپیہ اس ضمنی بجٹ میں فراہم کیا گیا۔

جناب والا! لوکل گورنمنٹ اور دیہات کی ترقی کے لئے یہاں بار بار یہ mention کیا گیا کہ دیہاتوں میں آبادی بستی ہے اور ایگریکلچر کو ignore کیا جا رہا ہے۔ بالکل ایسی کوئی بات نہیں ہم focused ہیں کہ ہمارے ملک میں زراعت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ ریونیو کے اخراجات میں اس شعبہ میں ایک ارب 20 لاکھ کی رقم مختص کی گئی تھی لیکن اس میں ترقیاتی منصوبہ جات کی ضروریات کے پیش نظر 4-ارب روپے کی اضافی رقم مہیا کی جا رہی ہے جو کہ اس میں mention کی گئی ہے۔

ٹورازم جو کہ ایک اہم صنعت کی حیثیت اختیار کر چکا ہے 06-2005 کے شروع میں 5 کروڑ 22 لاکھ روپے کی رقم فراہم کی گئی تھی۔ حکومت سمجھتی ہے کہ ہمیں اسے improve کرنا ہے اور نئے پراجیکٹس کے لئے اس کو increase کرنا ہے جس کے لئے 19 کروڑ 80 لاکھ روپے کی مزید رقم اس ضمنی بجٹ میں فراہم کی گئی ہے۔ خوراک سڑکیں اور زکوٰۃ و عشر کے محکمہ جات کے لئے ریونیو اخراجات کی مد میں بجٹ میں کوئی رقم فراہم نہیں کی گئی۔ ہم یہ جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان محکمہ جات کی ضروریات کا دائرہ بڑھتا جا رہا ہے جس کے لئے خوراک کو 9 کروڑ 66 لاکھ 35 ہزار روپے کی اضافی رقم ضمنی بجٹ میں مہیا کی گئی ہے۔ محکمہ شاہرات کو 7 کروڑ 20 لاکھ 54 ہزار کی اضافی رقم ضمنی بجٹ میں فراہم کی گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! wind up کر لیں۔

محترمہ ظل ہما عثمان: .Ok محکمہ زکوٰۃ و عشر کو 15 کروڑ 50 لاکھ روپیہ فراہم کیا گیا ہے تاکہ غریب عوام کی فلاح بہبود کے لئے ان کو رقومات فراہم کی جا سکیں۔ میرے لئے یہ بڑے اعزاز کی بات ہے کہ میں چودھری پرویزالٰہی صاحب کے 2020 کا وژن، اس بجٹ اور ضمنی بجٹ کی خصوصیات آپ کے سامنے گنوا رہی ہوں۔ ہمارے لئے یہ انتہائی فخر کی بات ہے۔ ہمارے قائد کا خواب "پڑھا لکھا پنجاب" وہ 2020 کا وژن انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی سے اپنی منازل طے کرتا ہوا اپنے مدارج کو اپنے مقاصد کو پہنچے گا اور وہ دن ضرور آئے گا۔ آج جو پنجاب میں 3 کروڑ 80 لاکھ بندے اپنی بنیادی تعلیم کی سہولت نہیں رکھتے یعنی پنجاب کی 3 کروڑ 80 لاکھ عوام سرے سے ان پڑھ اور جاہل ہے۔ ہمارے اس "پڑھے لکھے پنجاب" کے نعرے سے آنے والے کل میں یہ ratio کم ہو کر 2020 میں

پنجاب میں سو فیصد آبادی پڑھی لکھی ہو گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ہم B.H.Us اور R.H.Cs کو improve کر رہے ہیں انشاء اللہ آنے والے کل میں کوئی ماں بچے کی پیدائش کے دوران نہیں مرے گی اور اس وقت جو ہمارا maternity death rate 80 percent تک ہے وہ decrease ہو کر 10 percent یا zero percent تک پہنچ جائے گا اور انشاء اللہ ہم 2020 میں یہ سارے گول ضرور achieve کریں گے۔ بہت، مہربانی بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔چودھری اصغر علی گجر صاحب!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ محترم جاوید صدیقی صاحب نے جو گفتگو کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے ہیں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: میری گزارش ہے کہ دو دن کے لئے ان کا اسمبلی میں داخلہ بند کیا جائے۔

جناب سپیکر: چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! ضمنی بجٹ پر بہت ساری باتیں ہو چکی ہیں۔ کچھ دوستوں نے facts and figures اور کچھ دوستوں نے اپنی ضروریات کے مطابق باتیں کیں۔ میں صرف ایک گزارش کروں گا چونکہ جب سے ہم ایم پی اے بن کر اس ایوان کے اندر آئے ہیں ہم نے آپ کی وساطت سے بہت فائدے اٹھائے ہیں۔ ہم نے صرف سپیکر کی وساطت سے فائدے اٹھائے ہیں۔ ہم نے اپنے حلقے کے اندر بات کی تو ہمیں آبیانے میں رعایت ملی۔ جناب سپیکر کی وجہ سے انھوں نے ایک کمیٹی مقرر کی اور خوشاب سے لے کر لیہ تک بلکہ کوٹ ادو تک ہمیں یہ رعایت ملی۔

جناب سپیکر! آج میں صرف یہ بات کروں گا۔ میں جناب کی وساطت سے جناب نون صاحب اور راجہ صاحب سے بھی گزارش کروں گا میری بات سنیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ میں دو سیٹوں سے الیکشن لڑ کر آیا ہوں اور اللہ کی مہربانی سے دونوں سے کامیاب ہو کر یہاں پہنچا ہوں میں پنجاب کا ایم پی اے ہوں۔یہاں پر جو لوگ دو سیٹوں سے کامیاب ہو کر آئے ہیں ان میں کوئی وزیر اعلیٰ بنے، کوئی وزیر بنے یہ ان کو مبارک ہو۔اگر میں کچھ نہیں بنا تو میں ایم پی اے تو ہوں۔ میں جنوبی پنجاب کی بات نہیں کرتا کیونکہ یہاں پابندی ہے۔ میں اس علاقے کا رہنے والا ہوں پنجاب کے اندر میرا ضلع لیہ ہے اور لیہ کے اندر چوبارہ میرا حلقہ ہے۔آپ نے چوبارہ دیکھا ہوا ہے کسی زمانے میں آپ ایک سڑک کا افتتاح کرنے گئے تھے وہ ریگستان کا علاقہ ہے۔ وہاں غربت کا یہ عالم ہے کہ آج بھی لوگ جھاڑیوں کے مکان بنا کر رہتے ہیں۔یعنی جھاڑیاں کاٹ کر مکان بناتے ہیں اور ان کے اندر رہتے ہیں۔وہ اتنے غریب لوگ ہیں کہ ان کے رہنے کا جو سٹائل ہے وہاں پردے کے لئے کوئی چار دیواریاں نہیں ہوتیں۔ کھانے کے اندر وہ صرف روٹی پکاتے ہیں ان کے پاس سالن نہیں ہوتا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہاں پر درجہ چہارم کی کوئی سیٹ آئے کیونکہ وہاں سیکرٹری یا ڈپٹی سیکرٹری کی سیٹ تو آنی نہیں ہے۔اگر درجہ چہارم کی سیٹ آئے تو مجھے نہ ملے۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے نہ دو چونکہ میں تو آپ کا ممبر بھی نہیں ہوں۔ میرا تو آپ کے پنجاب سے تعلق بھی نہیں ہے۔میں آپ کا کوئی اچھا شہری بھی نہیں ہوں گا۔ چلو کوئی بات نہیں ہے لیکن وہاں کے لوگوں کا تو حق ہے۔آپ راجہ صاحب کی سفارش سے دیں، وزیر خزانہ صاحب کی سفارش سے دیں اور چودھری صاحب نہیں ہیں وہ ناراض ہوتے ہیں، قاسم نون صاحب بھی ناراض ہوتے ہیں۔آپ ان کی سفارش پر میرے حلقے کے لوگوں کو، میری تحصیل کے لوگوں کو ضرور سیٹ دیں۔

جناب سپیکر! ساڑھے تین سال یا اس سے زیادہ عرصہ ہو گیا آپ ان سے پوچھ لیں کہ چلو میری ہمدردی یا ان لوگوں کی ہمدردی کے لئے کہ آج تک وہاں پر درجہ چہارم کے جتنے لوگ رکھے گئے ہیں وہ میرے حلقے سے ہیں، میری تحصیل سے ہیں، ضلع سے اور نہ ہی میری ڈویژن سے ہیں۔ میں بڑی آہستہ بات کروں گا تاکہ کوئی محسوس نہ کرے یہ ظلم نہیں تو پھر کیا ہے؟ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ راجہ صاحب سے فرما دیں کہ یہ ایوان میں نہ بتائیں مجھے ہی بتا دیں کہ واقعی ایسا ہوا ہے؟ اگر ایسا ہوا ہے تو اس کی تصحیح کر دیں۔جناب! اتنی بات ضرور کروا دیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ شیخ علاؤالدین صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کم از کم میں اس لحاظ سے اصغر گجر صاحب کا ضرور شکریہ ادا کروں گا جس لحاظ سے انھوں نے بات کی ہے اور اپنا point of view express کیا ہے میں اس کے لئے ان کی تعریف بھی کروں گا۔ ہمارے یہاں بیٹھنے کا اصل مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ ہم اپنا پوائنٹ رجسٹرڈ کروا سکیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ پورے پنجاب میں ایک طویل عرصے سے بھرتیوں پر پابندی چلی آ رہی تھی۔ موجودہ حکومت نے یہ فیصلہ کیا پھر میرے دوست بات کو اس طرح لیتے ہیں کہ حقیقتاً یہ پہلی بار ہوا ہے کہ عوام کو نوکریاں دینے کے لئے بھرتیوں پر پابندی اٹھائی گئی ہے۔ پورا معزز ایوان اس بات کا گواہ ہے اور میں دعوے کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ آج تک جتنی بھی بھرتیاں ہوئی ہیں ماسوائے ایک سے چار یا پانچ گریڈ تک وہ ہم اپنے ایم پی ایز صاحبان سے consultation کے ساتھ کر رہے ہیں باقی سو فیصد میرٹ پر ہو رہی ہیں۔ ہم نے یہ consultation بھی اس لئے رکھی ہے کہ جس بات کی آپ نے نشاندہی کی ہے کہ آپ کے حلقے میں اگر کوئی سیٹ خالی ہے تو ہم ایم پی ایز سے مشورہ کر کے وہ اسی حلقے کے کسی آدمی کو دینا چاہتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح آپ نے فرمایا ہے کہ چوبارہ میں اگر آپ کی کوئی یونین کونسل (الف) ہے۔ اب اس یونین کونسل (الف) میں اگر کوئی پنڈی سے بندہ چلا جائے گا تو کبھی وہاں پر کام نہیں کرے گا۔ وہاں پر وہی بندہ کام کرے گا جو آپ کی اس یونین کونسل کا رہنے والا ہو گا تو میں اس تاثر کو بھی زائل کرنا چاہتا تھا پریس میں بھی آتا ہے کہ ایم پی ایز سے consult کیا جاتا ہے۔ Consult اس حوالے سے کیا جا رہا ہے تاکہ ہم ان لوگوں سے اس بات کی نشاندہی کروائیں کہ انہی علاقوں کے اسی گاؤں کے، اب اگر کسی گاؤں میں ہائی سکول ہے یا پرائمری سکول ہے وہاں پر کوئی درجہ چہارم کی اسامی ہے تو جب تک اسی گاؤں کا کوئی چوکیدار نہیں ہو گا باہر سے جا کر کسی نے چوکیداری نہیں کرنی۔ میں آپ کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں جہاں ہم باقی ایم پی ایز کے ساتھ اس سلسلے میں consultation کر رہے ہیں آپ سے بھی consultation کریں گے اور آپ کے ضلع لیہ میں ضلع لیہ کے لوگ ہی appoint ہوں گے باہر سے وہاں پر کوئی appoint نہیں ہو گا۔ درجہ ایک سے لے کر چار تک باہر سے کوئی appoint نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: شکریہ

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! یہ بات آپ کی درست ہے اور میں آپ کا بے حد ممنون ہوں۔ یہ بات بھی درست ہے کہ اس سے پہلے جو پولیس میں بھرتیاں ہوئی ہیں وہ میرٹ پر ہوئی ہیں کم از کم میرے لیہ کے اندر تو میرٹ پر ہوئی ہیں۔ میں یہ بات کر رہا ہوں کہ آج سے ساڑھے تین سال پہلے وہاں پر درجہ چہارم کے ملازم رکھے گئے ہیں۔ اب بھی وہ کام کر رہے ہیں لیکن وہ میرے حلقے سے ہیں اور نہ ہی میرے ضلع سے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں تو اب کی بات کرتا ہوں۔ اب ہم نے ریکروٹمنٹ پالیسی دی ہے جس میں consultation کی بات ہے۔ میں آپ سے consult کروں گا اور آپ کے حلقے کے لوگوں کو ہی تعینات کیا جائے گا۔

وزیر تعلیم: جناب والا! اس دوران کوئی بھرتی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: عمران صاحب! یہ محکمہ تعلیم کی بات نہیں ہو رہی تمام محکمہ جات کی بات ہو رہی ہے۔ شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے بھائی رانا ثناء اللہ صاحب نے آج کچھ نکات اٹھائے ہیں جن کا میں مختصراً جواب دوں گا کیونکہ وقت بھی نہیں ہے۔ انہوں نے بار بار اپنی تقریر میں اشتہارات کی مد میں اخراجات کا ذکر کیا ہے۔ آپ اس کی اگر تفصیل دیکھ لیں تو محکمہ صحت اور تعلیم کے شعبے میں ہی زیادہ خرچ کیا گیا ہے اور لوگوں کو ذرائع ابلاغ کے ذریعے سے ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے سے یہ اطلاع دی گئی ہے کہ پولیو کے قطرے پلانے کے لئے اپنے بچوں کو لائیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر حکومت لوگوں کو یہ اطلاع نہ دے تو اور کون سا طریقہ ہے کہ جس سے لوگوں تک یہ بات پہنچائی جائے اور بچوں تک پولیو کے قطرے پہنچائے جائیں۔ اس کے بعد کسانوں کے لئے جو ایجوکیشن پروگرام دیئے گئے ہیں اس پر خرچہ ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ اس خرچے کے بغیر کوئی گزارہ نہیں تھا۔ تعلیم کے سیکٹر میں بار بار لوگوں کو motivate کیا گیا ہے کہ وہ بچوں کو لائیں اور اس کے لئے بھی میڈیا کا سہارا لینا پڑا ہے۔ ان تمام خرچوں کو اسمبلی کے floor پر exploit کرنے کی میرے خیال میں کوئی ضرورت نہیں تھی۔ پولیس پر جو تنقید کی گئی ہے وہ بے جا ہے۔ ایک محدود بات کی جا رہی ہے جس کے متعلق میں عرض کرتا ہوں کہ ساڑھے تین سو سے چار سو پولیس پوسٹیں

قائم کی گئی ہیں جن میں ہر پولیس پوسٹ کاcovered areaچھ ہزار مربع فٹ ہے۔اب اس پر خرچہ ہونالازمی ہے۔اب پولیس کے خرچے کی بات تو کی جا رہی ہے لیکن اس کوappreciate نہیں کیا گیاکہ جو اسلحہ اس وقت بدلا گیا ہے یعنی ان تین سالوں میں بدلا گیا ہے وہ جنگ عظیم کے بعد پہلی دفعہ اس قسم کا اسلحہ پولیس کو دیا گیا ہے کہ وہ ڈکیتوں ڈاکوؤں اور جرائم پیشہ لوگوں کا مقابلہ کر سکیں۔ میں اپنے محترم بھائی کو آج یہ بھی ایک اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ 1992 کے بعد پنجاب حکومت کو کوئی چیزexemptionپر نہیں ملی۔اس کا مقصد یہ ہوا کہ جس چیز کی قیمت 25لاکھ روپے تھی وہ پنجاب حکومت کو سوا کروڑ روپے میں پڑ رہی ہے اور آج بھی پنجاب حکومت کو کہیں بھی اور کسی سیکٹر میں کوئیexemptionنہیں ہے۔یہ بات میں ثابت بھی کر سکتا ہوں محترم رانا ثناء اللہ خان کے پاس اس کا کوئی جواب ہو تو مجھے ابھی بتائیں۔میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی چیز پر بھی کوئیexemptionنہیں ہے۔ہماری پنجاب حکومت جو بھی کوئی چیز خرید رہی ہے فیڈرل گورنمنٹ کو پوری ڈیوٹی دے کر لائی جا رہی ہیں۔ تحفوں کا بھی بار بار کہا گیا ہے۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر تحفے دیئے جاتے ہیں تو تحفے لئے بھی جاتے ہیں اور جتنے تحفے لئے جاتے ہیں وہ حکومت کی اپنی پراپرٹی ہوتی ہے۔ خود ان کی حکومت میں بہت بڑے بڑے تحفے انہی لوگوں سے لئے گئے جن کی قیمت کروڑوں روپے بنتی تھی وہ تحفے آج بھی ان کے پاس ہیں اور اس بات کا ان کو بھی پتا ہے کہ وہ کہاں ہیں۔اس کے علاوہ حضور نبی کریم ﷺ کا ایک فرمان مسلمانوں کے لئے ہے کہ آپس میں تحفے لیا کرو اور تحفے دیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔اس لئے تحفے دینے میں کیا حرج ہے کیا ہم اپنی ذاتی زندگی میں تحفے نہیں دیتے؟ پھر یہ تو ان لوگوں کو تحفے دیئے جاتے ہیں جن سے ہمارا ایک تعلق ہے جن سے ہمارے ملک کا ایک تعلق ہے اور خود ان کی حکومت نے بھی ان کو تحفے دیئے ہیں۔ گاڑیوں کا بھی بار بار ذکر کیا گیا ہے میں آج اس معزز ایوان کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ کوئی گاڑی250فیصد ڈیوٹی سے کم پر امپورٹ نہیں کی گئی۔250 فیصد ڈیوٹی دینے کے بعد ہر گاڑی کی قیمت کہاں سے کہاں چلی جاتی ہے۔وہ قیمت پنجاب حکومت نے فیڈرل گورنمنٹ کو ادا کی۔ فیڈرل گورنمنٹ بھی اسی ملک کا حصہ ہے، ہماری ہی حکومت ہے۔ وہ پیسا ہمیں قانونی طور پر دینا پڑتا ہے اس لئے اس کو بھی بار بار یہاں پر اچھالا نہ جائے وہ پیسا یہیں پر دیا گیا ہے۔ ہمارے جنوبی پنجاب کی طرف سے ایک بھائی ہیں جو بار بار یہ بات کرتے ہیں کہ جناب ایشین ڈویلپمنٹ بنک کا قرضہ ہے۔ میں یہ بات بار بار سننے کے بعد یہ عرض کرتا ہوں کہ کوئی بھی قرضہ collateral کے

بغیر نہیں ہوتا collateral اور گارنٹی پنجاب حکومت کی ہے اس لئے وہ پیسا پنجاب حکومت کا ہے اور پنجاب حکومت نے ہی وہ پیسا واپس کرنا ہے۔ یہ پیسا کسی کا نہیں ہے نہ ہی یہ ایشین ڈویلپمنٹ بنک کا ہے اور نہ ہی ورلڈ بنک کا ہے۔ جس کا collateral ہے جس کی سکیورٹی ہے جس کی گارنٹی ہے پیسا اس کا ہے، یہ ایک حقیقت ہے کہ پنجاب کے وسائل کو سندھ کے account میں count کیا جا رہا ہے۔ اس کے لئے چاہے، ٹریژری بنچز ہوں، چاہے اپوزیشن بنچز ہوں۔ یہ واقعی ایک المیہ ہے کہ پنجاب کے وسائل کو پنجاب کے ٹیکسوں کو سندھ کے اکاؤنٹ میں count کیا جاتا ہے۔ میں یہاں پر ایک چھوٹی سی مثال دوں گا کہ جتنی کرنسی export ہوتی ہے پنجاب کا اس میں سے 80 فیصد حصہ ہوتا ہے۔ باہر سے ہمارا مزدور، ہمارے بھائی جو کرنسی کما کر لاتے ہیں وہ پنجاب ایکسپورٹ کرتا ہے لیکن آپ لوگ سن کر یہ حیران ہوں گے کہ وہ کرنسی یہاں سے پہلے کراچی جاتی ہے کراچی جا کر سٹیٹ بنک کا صرف ایک بوتھ ہے جہاں پر وہ seal ہوتی ہے۔ وہاں سے وہ کرنسی پھر fly ہوتی ہے اور وہ سندھ کے اکاؤنٹ میں جاتی ہے۔ اسی طرح سندھ جو یہ claim کرتا ہے کہ میرا ریونیو زیادہ ہے میں آج بھی ثابت کر سکتا ہوں کہ پنجاب کا ریونیو میں حصہ 62 فیصد ہے۔ یہ ہمارا حصہ ہے جس کو سندھ wrongly claim کرتا ہے اس پر حکومتی بنچوں اور اپوزیشن بنچوں کو بھی سوچنا چاہئے کہ اس کا کوئی حل نکالا جائے۔

دوسری طرف کسان کی بات کی جاتی ہے اور ساتھ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہماری گندم مہنگی ہو گئی اور آٹا مہنگا ہو گیا۔ اگر ہم آٹا مہنگا کرتے ہیں کہ کسان کو کچھ نہیں ملتا تو پھر شور مچایا جاتا ہے۔ اب سو فیصد سبسڈی آپ کر سکتے ہیں اور نہ ہی ہم کر سکتے ہیں۔ جب ہم وہ پیسا نکال کر دیتے ہیں تو کچھ نہ کچھ مہنگائی تو ہو گی۔ لیکن اس کو exploit کرنا کہ ہماری حکومت نے آٹا مہنگا کر دیا۔ چینی مہنگی کر دی۔ چینی کی حد تک بات ٹھیک ہے اس میں ایک اور کام ہوا ہے لیکن گنے کی قیمت بھی اگر زیادہ نہ دی جائے تو پھر آپ ہمیں برا بھلا کہتے ہیں۔ آپ بتائیں کہ ہم کدھر جائیں۔ زراعت کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ اس پر بہت خرچہ کیا گیا ہے لیکن جو گاڑیوں کا ذکر ہوا ہے اس کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ وہ مینگو ریسرچ فارم کے لئے لی گئی ہیں اور مینگو کی ایکسپورٹ اس وقت ملک کے لئے بہت ضروری ہے۔ کتنی قیمت مل رہی ہے اس کا بھی آپ کو اندازہ ہونا چاہئے اس لئے اس پر بھی کسی قسم کی بات نہیں ہونی چاہئے تھی۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے تھا کہ ایگریکلچر پر ریسرچ کے لئے گاڑیوں کی بے پناہ ضرورت ہے۔

سٹیل مل پر واقعی بہت بڑا کام ہوا ہے سپریم کورٹ نے ایک تاریخی فیصلہ دیا ہے اور اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے لیکن میں یہ بات پوچھتا ہوں کہ جب آئی پی پی کے معاہدے ہوئے تھے تو 7 سینٹ فی یونٹ کا سودا کس نے کیا تھا؟ اسی وقت بنگلہ دیش نے 2.65 ٹکے کے اندر جو یونٹ خریدا تھا وہ ہم نے 7 سینٹ میں خریدا۔ وہ حکومت کس کی تھی جس نے واپڈا کا بیڑا غرق کیا؟ اس کے بعد واپڈا آج تک اٹھ ہی نہیں سکا۔ وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے ایم سی بی کو کوڑیوں میں بیچا تھا اور ایم سی بی کو کوڑیوں میں بیچنے کے بعد اس کی قیمت بھی قسطوں میں لی تھی۔ ہاں یہ بات آپ کی صحیح ہے کہ ہمیں سادگی پر توجہ دینی چاہئے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمیں 50 فیصد across the board سادگی کی طرف جانا چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہمیں سوچنا چاہئے کہ جتنے بھی اب ہمارے فیصلے ہیں اس میں سپریم کورٹ کا یہ مایہ ناز فیصلہ اس کے اندر یہ بھی انہوں نے کہا ہے لیکن اس کی gist بھی یہی ہے کہ سی سی آئی پر ہمیں توجہ دینی چاہئے کہ پنجاب اس پر اپنا interest show کرے اور مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا چیف منسٹر اتنا vision رکھتا ہے کہ جب میٹنگ ہوگی تو انشاء اللہ سٹیل مل اور اس کے ساتھ ساتھ پچھلے دور میں بھی جو گڑ بڑ ہوئی ہے انشاء اللہ اس کو take up کیا جائے گا اور بہتری ہوگی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ شیخ اعجاز احمد صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! لسٹ پر میرا نام پہلے تھا لیکن مجھے تقریر کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا نام میرے پاس دوسرے نمبر پر ہے اور یہ tick ہوا ہوا ہے۔ جب آپ کا نام بولا گیا ہے شاید اس وقت آپ نہیں تھیں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ! تشریف رکھیں۔ آپ کو موقع دیتے ہیں۔ جی، شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی supplementary budget speech سے پہلے آپ سے گزارش کروں گا کہ ڈاکٹر صاحبہ ہماری بڑی اہم ممبر ہیں تو میری تقریر کے بعد ان کو موقع دے دیا جائے۔

جناب سپیکر! آج ہم جس supplementary budget پر بحث کرنے جا رہے ہیں اس میں مجھ سے قبل مقررین نے اپنے اظہار خیال کے دوران ان areas کو touch کیا جن

میں supplementary budget کے لئے demand کی گئی اور گورنمنٹ نے وہ رقوم مختص کیں۔پورا ایوان اس بات کا گواہ ہے اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ supplementary budget جو ہوتا ہے جیسے انہوں نے 2005-06 میں جو اخراجات کئے، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ جو ضروری اخراجات کر بیٹھے ہیں اس کے بعد 5/10 فیصد کی جو رقومات تھیں اس کی enhancement کے لئے اگر یہ supplementary budget پیش کرتے اور اپنی demands یہاں پر رکھتے تو ہم سمجھتے کہ حکومت پنجاب good governance کے لئے کوشاں ہے اور اگر ہم یہاں پر یہ بات کہتے ہیں اور ہمارا استدلال یہ ہے کہ موجودہ حکومت پنجاب نے پچھلے سال میں کی گئی عیاشیوں اور بے راہ روی پر مبنی معاملات، جو فضول خرچیاں کیں اور صوبہ پنجاب کے پسے ہوئے کسان اور مظلوم عوام پر جو ظلم کیا اس میں اضافے کے لئے یہ مزید تقاضا کر رہے ہیں۔ مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ انہوں نے کھلے بندوں عیاشیاں کیں اور رقومات کو مال مفت دل بے رحم کی طرح خرچ کیا۔اس میں یہ مزید تقاضا کر رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اس عمل سے صوبہ پنجاب کا مظلوم اور پسا ہوا کسان، مزدور اور عام شہری جو دو وقت کی روٹی کو ترس رہا ہے، جس کو میٹھا پانی دستیاب نہیں ہے، جس کو نوکری نہیں مل رہی، نوجوان street crime میں الجھے ہوئے ہیں۔یہ انہی حکمرانوں کی عیاشیوں کی وجہ سے ہے۔ مجھے یوں لگ رہا ہے کہ صوبہ پنجاب کے عوام اور پسے ہوئے لوگ موجودہ حکمرانوں کے اس طرز عمل پر گویا پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ:

چلو آؤ زمیں کھودیں اور اس میں اپنے دل بو دیں
کریں آباد اس کو آرزوں کے پسینے سے
کہ اس بے رنگ جینے سے نہ تم خوش ہو نہ میں خوش ہوں

جناب سپیکر! آپ اندازہ کریں کہ supplementary budget میں ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ضروری معاملات ہاؤس میں لے کر آتے اور in case of emergency or short fall کا تقاضا کیا جاتا لیکن آپ ملاحظہ فرمائیں کہ صرف پولیس کی مد میں انہوں نے جو رقومات مانگی ہیں اگر آپ وہ item wise دیکھیں تو آپ حیران ہوں گے کہ یہ کیا گل کھلانے جا رہے ہیں۔45۔ارب روپے کا ایک بہت بڑے حجم والا supplementary budget اس ہاؤس سے پاس کروانے کی باتیں کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر! آپ ملاحظہ فرمائیں۔یہ page No. 60 اوراس کا آئٹم نمبر33،
Funds for Transport, Food, for Hired Vehicles during Local Bodies Elections 2005. اس میں انہوں نے30لاکھ کی demand کی کہ ہمیں30لاکھ روپیہ مزید دے دیا جائے۔اس کے بعد آپ آئٹم نمبر34پر دیکھیں۔
Funds for Emergent Repairs of Transport, Food Pole for Hired Vehicles during Local Bodies Elections 2005, Phase II.

جناب سپیکر!اس میں 4 کروڑ22لاکھ32 ہزار روپیہ demand کی گئی ہے۔آپ دیکھیں کہ 33 نمبر پر یہ 30لاکھ روپے demand کرتے ہیں اور اس کے فوری بعد 34 نمبر پر انہوں نے جو گاڑیاں لی تھیں اور ہمارے ساتھیوں کو الیکشن ہروانے کے لئے پولیس کو انہوں نے وسائل مہیا کئے اس میں سے وہ گاڑیاں فوری طور پر خراب ہو جاتی ہیں اور یہ 4کروڑ22لاکھ اور32 ہزار روپیہ Phase-II میں اور مانگ رہے ہیں اور اس کے علاوہ آپ ملاحظہ فرمائیں۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم مزید ایک گھنٹہ extend کیا جاتا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!یہ Page No. 63 ہے۔ وزیر خزانہ اس پر ذرا اپنی توجہ مبذول کریں۔یہ Item No. 53. Funds for Staff and Purchase of Machinery and Equipments for Security of G.O.R1,2,3. ہے۔اس میں 2کروڑ99لاکھ 52ہزار روپیہ G.O.R میں بسنے والی آسمانی مخلوق کے لئے یہ رقم مزید مانگ رہے ہیں۔

جناب سپیکر!ایک طرف تو صوبہ کے اندر عالم یہ ہے کہ آج ہماری معزز ممبر کنول نسیم صاحبہ نے اپنی Privilege Motion میں کہا ہے کہ میرے علاقے میں بسنے والی درزن جو مشین کا پہیا چلا کر بیٹیوں کے لئے جہیز اکٹھا کر رہی ہے عشر و زکوٰۃ ڈیپارٹمنٹ کے پاس اسے دینے کے لئے 5 ہزار روپے نہیں ہیں اور ملک کی اشرافیہ G.O.R 1,2,3 میں بسنے والے لوگوں کے لئے یہ کروڑوں روپیہ demand کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!میری گزارش یہ ہے کہ میں انتہائی relevant ہوں اور میں نے facts and figures کے حوالے سے بات کی ہے اور آج آپ یہاں پر تشریف فرما نہیں تھے اس وقت یہاں پر جو ماحول پیدا ہوا اور یہاں پر یہ بات کی گئی کہ پہلے بھی یہی ہوتا رہا ہے اور آج بھی یہی ہو

رہا ہے اور آئندہ بھی یہی ہونا چاہئے اور ہوتا رہے گا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس صوبہ پنجاب کی عوام کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے کہ اگر دو بندے غلط کرتے ہیں تو آپ تیسرے بندے کو اس کا مورد الزام نہیں ٹھہرا سکتے اور آج یہاں پر جو باتیں کی گئیں اور میں ذمہ داری کے ساتھ یہ بات کرتا ہوں کہ موجودہ حکمرانوں کے [*******] وجہ سے جو یہ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ الفاظ پہلے بھی کارروائی میں رہے ہیں۔ آپ نے حذف کر دیئے۔[**]

جناب سپیکر: پہلے والے الفاظ بھی حذف ہو گئے اور یہ والے بھی ہو گئے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آپ ملاحظہ فرمائیں کہ Purchase of Night Vision Goggles. یہ عینکیں 2 کروڑ 25 لاکھ روپے کی خریدنے جا رہے ہیں۔

وزیر قانون پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے اس وقت بھی بات کی تھی اور اب اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ جو ہمارے بھائی facts and figures کے حوالے سے بات کرتے ہیں، kindly وہ facts کو destroy مت کریں۔ پہلے بھی یہی ہوا ہے اور اب پھر دوبارہ اس بات پر میں اعتراض کرتا ہوں اور آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے کہا تھا کہ demand No. 33 میں جو 30 لاکھ روپیہ دیا گیا ہے اور 34 میں 42 لاکھ روپیہ مانگا گیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ جی، ایک دفعہ مانگے گئے، پھر اوپر سے گاڑیاں ٹوٹ گئیں اور ان کی repair کے لئے، اگر یہ پورا پڑھ دیتے تو اس معزز ایوان میں اور پریس کے لئے کوئی confusion نہ ہوتا۔ صرف حقائق کو چھپا کر ایک confusion پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ آپ ذرا سن لیں میں پورا پڑھ دیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں، demand No.33 ہے۔

Funds for Transport, Food, Pol for Hired Vehicles etc. during Local Bodies Elections 2005.

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(اذان عشاء)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ یہ دو demands ہیں اور دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ایک فیز I کی ہے اور دوسری فیز II کی ہے جو باقاعدہ categorically یہاں پر mention کیا گیا ہے لیکن معزز دوست نے دونوں میں فرق نہیں کیا۔ یہ حقیقتاً دو مختلف demands ہیں۔ اگر آپ اس کی تشریح کر دیتے یا اس کو conceal نہ کرتے تو شاید یہ ابہام پیدا نہ ہوتا۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! بجٹ پر بحث کا طریق کار تو یہی ہے کہ فاضل ممبران بجٹ پر گفتگو کرتے ہیں اور آخر میں وزیر خزانہ اس کو سمیٹتے ہیں۔

جناب سپیکر: طریق کار تو یہی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: اگر راجہ صاحب یہی طریق کار adopt کرنا چاہتے ہیں کہ ایک فاضل ممبر گفتگو کرے اور یہ اس کا جواب دیں یا کوئی اور وزیر جواب دے۔

جناب سپیکر: انھوں نے تصحیح کی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: یہ تصحیح ہے ہی نہیں۔ یہ غلط کر رہے ہیں۔ یہ جو فرما رہے ہیں وہ بالکل غلط بیانی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جب وقت آئے گا تو یہ اس کا جواب دیں۔ راجہ صاحب غلط بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شیخ اعجاز احمد!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے اس حوالے سے جو بات کی تھی۔ میں نے categorically بتایا تھا کہ یہ فیز I کے لئے ہے اور یہ فیز II کے لئے ہے۔

جناب سپیکر! ابھی یہ بات ہو رہی تھی تو یہاں پر موجود ہمارے فاضل ممبر وارث کلو صاحب نے رانا ثناء اللہ صاحب کے حوالے سے بات کی کہ انھوں نے یہ کہا، یہ کہا اور یہ کہا۔

جناب سپیکر: راناصاحب نے کھل کر تفصیل سے بات کی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں انتہائی relevant ہوں۔ ہمارے ساتھ مشکل یہ ہے کہ ظلم 24 گھنٹے ہوتا ہے اور وقت صرف 8 گھنٹے ہوتا ہے۔ اس کے مطابق ٹائم ملنا چاہئے۔

میری گزارش یہ ہے کہ وارث کلو صاحب نے فرمایا کہ یہاں پر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہترین ہے اور صحافت آزاد ہے اور فلاں چیز آزاد ہے اور صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ صاحب نے صوبہ پنجاب میں دودھ کی نہریں بہادی ہیں اور شہد کے فوارے لگا دیئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کلو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! اگر آپ میری تقریر کا متن نکلوا لیں تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ شیخ صاحب غلط بیانی کے ماہر ہیں۔ یہ سارے لفظ جو میرے ساتھ جوڑے گئے ہیں کہ کہیں دودھ کی نہریں بہادیں گے یا کہیں یہ کر دیں گے۔ میں نے اپنی تقریر میں یہ نہیں کہا۔ میں نے یہ ضرور کہا ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کو جو کچھ ورثے میں ملا ہے تو میں کہتا ہوں کہ وہ دن رات کوشش کر رہے ہیں، محنت کر رہے ہیں اور اس کا ثمر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ وہ ثمر ہمیں ضرور ملے گا۔ میں نے یہ کہا ہے کہ وہ محنت کر رہے ہیں۔ میں نے کہیں یہ نہیں کہا کہ انھوں نے دودھ کی نہریں بہادی ہیں اور انھوں نے سارا کچھ ٹھیک کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شیخ صاحب! ایک منٹ میں wind up کر دیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں دو تین منٹ میں wind up کر رہا ہوں۔ میرا بات کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جب ہمارے دوست قصیدہ گوئی کرتے ہیں تو یہ بہت آگے نکل جاتے ہیں۔ میں یہ بات کر رہا تھا اور میں نے مثال دی ہے کہ انھوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی تعریف کی ہے کہ انھوں نے یہ یہ کیا ہے۔ انھوں نے یہ بھی بات کی ہے کہ ملک کے اندر صحافت آزاد ہے۔

جناب سپیکر! اگر آج ملک کے اندر صحافت آزاد ہے تو پھر صوبہ پنجاب کے عوام اور میں بطور ممبر صوبائی اسمبلی یہ پوچھنے میں حق بجانب ہوں کہ چھ ماہ اور دو دن حیات اللہ جو ہمارے صحافی بھائی تھے۔ ان کو اغواء کر کے کن لوگوں نے رکھا جب وزیر داخلہ نے ان کے گھر والوں کو کہا کہ آپ بے فکر ہو جائیں وہ جلد دستیاب ہو جائیں گے، ہم ان کو لا رہے ہیں۔ اس کے بعد وہی حیات اللہ چھ ماہ

بعد واپس آیا اور اس کے ہاتھ جس ہتھکڑی سے بندھے ہوئے تھے۔ پاکستان کے عوام یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ کون سی ہتھکڑی تھی اور کون سا ادارہ اس ہتھکڑی کو استعمال کرتا ہے۔ اس کی پشت میں گولی پیوست کی گئی تھی۔

جناب سپیکر! گورنر سرحد اورکزئی صاحب کا بیان on record ہے، انھوں نے کہا تھا کہ Government is the main accused in this case. میں یہ ذمہ داری سے بات کر رہا ہوں لہذا ہمارا استدلال یہ ہے کہ انھوں نے یہاں پر یہ بات کی ہے کہ صحافت آزاد ہے اگر آج صحافت آزاد ہے۔ اگر حیات اللہ اپنے فرائض کی بجا آوری میں وہاں پر جا کر اس مکان کی نشاندہی کرتا ہے کہ جس پر امریکہ کے طیارے بمباری کرتے ہیں اور وہاں کی وہ صحیح تصویر پیش کرتا ہے۔ میں اپنے اس صحافی بھائی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قاسم نون صاحب!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! گورنر سرحد نے صوبہ سرحد کی گورنمنٹ کے بارے میں کہا تھا۔ اس حکومت کے دور میں آج کوئی بھی صحافی اور قلم کا دوست جیلوں میں صعوبتیں برداشت نہیں کر رہا۔ میڈیا مکمل طور پر آزاد ہے۔ یہاں اتنے چینل کھل گئے ہیں، روزانہ حکومت پر تنقید ہوتی ہے اور آرٹیکل بھرے ہوتے ہیں اس لئے یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔

وزیر خصوصی تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ قدسیہ لودھی صاحبہ!

وزیر خصوصی تعلیم: جناب سپیکر! میں ریکارڈ پر یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ جس واقعہ پر جوڈیشل انکوائری شروع ہو چکی ہو۔ اس پر بات نہیں کرنی چاہئے۔ اس کے لئے وزیر اعظم صاحب آرڈر دے چکے ہیں اور
Justice Raza Muhammad Khan is heading that Judicial Enquiry from Peshawar High Court

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے تو میں خود قانون کا طالبعلم ہوں۔ میں اس بات

کو سمجھتا ہوں۔ میں نے کوئی گناہ کبیرہ نہیں کیا کہ میں نے اس پر بات کی ہے بلکہ ہمارا یہ مطالبہ تھا، پوری صحافی برادری کا اور پورے پاکستان کے لوگوں کا مطالبہ تھا۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ غلام محمد آباد جو ڈیڑھ لاکھ آبادی پر مشتمل علاقہ ہے۔ اس میں 17 افراد جن میں معصوم بچے تھے، جن کی جانیں ضائع ہوئیں۔ آپ بھی وہاں تشریف لے گئے تھے اور وزیر صحت بھی گئے تھے۔ اگر 2 کروڑ 25 لاکھ کی night vision goggles پولیس کے لئے نہ خریدتے اور یہ پیسا غلام محمد آباد کے جنرل ہسپتال کی upgradation کے لئے استعمال کرتے تو پھر میں یہ سمجھتا کہ موجودہ حکمران واقعی عام آدمی کو ریلیف دینے کی بات کرتے ہیں یا دینا چاہتے ہیں۔ وزیر صحت بڑے kind hearted ہیں اور میں یہ ذمہ داری سے بات کرتا ہوں کہ انھوں نے اپنی وزارت بڑے خوبصورت طریقے سے چلائی ہے۔ میں یہاں پر آپ کی وساطت سے ان سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ نے اس غلام محمد آباد کے جنرل ہسپتال کو upgrade کرنے کے لئے ADP میں ایک روپیہ تک نہیں رکھا، ایک penny تک نہیں رکھی اور 40۔ ارب روپیہ حکومت اپنی عیاشیوں کے لئے مانگ رہی ہے۔ میں آخر میں یہ بات کر کے wind up کر رہا ہوں کہ موجودہ حکمرانوں نے یہ جو طرز عمل اختیار کیا ہے وہ چھ ماہ کیا بلکہ وہ وقت قریب ہے کہ جب صوبہ پنجاب کے عوام یہ پوچھیں گے کہ چودھری ظہیر صاحب! ذرا متوجہ ہونا۔

ہن جے ملیں تے روک کے پچھاں
ویکھیا ای اپنا حال
تے کتھے گئی او رنگت تیری
سیپاں ورگی چال
تے گلاں کردیاں غنڈیاں اکھاں
ہوا نال اڑدے وال
تے کتھے گیا اولہو دا ٹھاٹھاں ماردا اتھا زور
تے ساہواں ورگی گرم جوانی
لے گئے کیہڑے چور

جناب سپیکر: شکریہ۔ چودھری جاوید احمد صاحب! تشریف فرما نہیں ہیں۔ ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر اظہار خیال کا موقع فراہم کیا۔ معزز اراکین اسمبلی! السلام علیکم۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوں کہ اس نے ہماری حکومت کو یہ اعزاز بخشا کہ 25 سالوں میں پہلی دفعہ کسی حکومت نے چوتھا بجٹ پیش کیا۔ یہ سیاسی استحکام کی نمایاں علامت ہے اس میں وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کے وژن 2020 کا اہم رول ہے جنہوں نے اس ویژن کی تکمیل کے لئے کمال بجٹ سازی کروائی اور اس میں طے شدہ ترجیحات کو پیش نظر رکھا، ان میں بالترتیب شعبہ تعلیم، صحت اور بنیادی انفراسٹرکچر شامل ہیں۔

جناب سپیکر! مجموعی طور پر ضمنی بجٹ مندرجہ ذیل مدوں میں اضافہ کے لئے ہوا، فزیکل انفراسٹرکچر، improvement in water courses, civil works, salary allowances, loan and grant written off and skills development یہ اضافہ حکومت پنجاب کی ان ترجیحات کو ظاہر کرتا ہے جو کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے وژن 2020 کے حصول کے لئے منصوبہ جات کو چلانا ہے۔ اسی طرح شعبہ صحت میں اضافی اخراجات، نئے ہسپتال بنانے، نئے ڈیپارٹمنٹ قائم کرنے اور سٹاف کی تنخواہوں اور الاؤنسز میں اضافہ کی وجہ سے ہوا ہے۔ ہماری حکومت کی اولین ترجیح پنجاب میں ایک صحت مند معاشرے کے حصول کے لئے تبدیلی لانا ہے۔ یہ تبدیلی عوام کو فری، کوالٹی اور طبی سہولیات فراہم کرنا اور عوام میں صحت کے بارے میں شعور کو اجاگر کرنا ہے۔ گزشتہ ساڑھے تین سالوں میں حکومت پنجاب نے ایسی بے شمار ترجیحات پر توجہ مرکوز کی ہے جس کی وجہ سے اس شعبہ میں اخراجات تخمینہ سے زائد ہیں۔ ویسے بھی گزشتہ رواں مالی سال اور 2006-07 کے مالی سال میں شعبہ صحت کے لئے جو رقوم مختص کی گئیں وہ ایک ریکارڈ ہے اور یہ مخصوص رقم گزشتہ حکومتوں کی مختص کردہ رقوم سے کئی گنا زیادہ ہیں۔ زائد رقوم مختص کرنے کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ بجٹ اچھا ہے یا بُرا ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس کے پیچھے وہ theme کیا ہیں؟ اس کو مدنظر رکھنا ضروری ہے جس کے تحت اضافہ کیا جائے۔ ضمنی بجٹ میں جو رقم اضافی طور پر خرچ کی گئی وہ اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ حکومت شعبہ صحت میں کام کرنے والوں کو زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کرنا چاہتی ہے تاکہ ان کی کارکردگی بڑھے اور ہم اپنے عوام کو زیادہ سے زیادہ facilitate کر سکیں۔ مثلاً ٹی۔بی سینی ٹوریم فیملی ہسپتال میں hardship الاؤنسز بڑھائے گئے ہیں، وہ اس لئے بڑھائے گئے ہیں تاکہ جو ڈاکٹرز، پیرامیڈیکل سٹاف جو دور دراز

علاقوں میں نہیں جاتے ان کو کوئی incentive دیا جائے اور مریضوں کی زیادہ سے زیادہ look after کروائی جائے۔ اسی طرح پنجاب کے تمام ٹیچنگ ہسپتالوں اور نان ٹیچنگ ہسپتالوں میں نرسز کا گریڈ چودہ سے سولہ تک بڑھایا گیا ہے کیونکہ وہ مریضوں کے پاس زیادہ وقت گزارتی ہیں، یہ بھی انہیں ایک attraction دی گئی ہے اور یہ چودھری پرویزالٰہی کا ویژن ہے کہ نرسز زیادہ سے زیادہ مریض کے ساتھ پرشفقت رویہ اور ان پر توجہ دیں۔ اسی طرح پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں غریب مریضوں کے لئے اضافی فنڈ قائم کیا گیا۔ ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کا قیام، رحمت ٹرسٹ ہسپتال میں فنڈز کا اضافہ، S.I.M.S کا قیام، Establishment of Blood Transfusion Centre اور ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریوں کو upgrade کرنے کے لئے رقوم درکا ہیں، اس کے لئے بجٹ چاہئے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم عوام کو زیادہ سے زیادہ سہولیات پہنچائیں تو اس کے لئے نئے ہسپتال اور پہلے سے بنی ہوئی عمارات اور تھیٹرز کو upgrade کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ اسی لئے ہماری حکومت نے ایک single penny waste نہیں کی تھی کیونکہ ہم نے تنکا تنکا اٹھا کر اس کو جمع کیا تھا اس میں ہماری بہت محنت لگی ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کا تو کیا ہی ذکر ہے۔ شعبہ تعلیم پر اگر نظر ڈالیں تو اضافی اخراجات، سٹاف کی تنخواہوں اور الاؤنسز میں اضافہ کی وجہ سے ہے اور ساتھ ہی capacity building کی مد میں بھی خرچ کیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو ٹریننگ کیا جائے۔ ہم نے ایسے duffer استاد تو نہیں لگا دینے۔ ہم نے انہیں تعلیم میں modernize کرنا ہے تاکہ ان کو ہر چیز یعنی میتھ، انگلش، اردو، اسلامیات پر عبور ہو، "پڑھا لکھا پنجاب" جو ہماری حکومت کا slogan ہے اس کے تحت حکومت پنجاب نے مفت تعلیم کی فراہمی کے علاوہ اپنا زیادہ تر فوکس شہروں کے علاوہ دور دراز دیہاتوں میں بچیوں کی فری تعلیم کی فراہمی کے لئے کیا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد عورت کو empowered کرنا ہے، اسے economic independence دینی ہے اور اسے decision making power دینا ہے اور اچھی ماں کا رول دینا ہے تاکہ وہ اچھی نسل پیدا کرے اور اچھی نسل کی brought up کرے۔ جب ہم تعلیم کی بات کرتے ہیں تو اس میں formal and informal دونوں کا ہی ذکر کرتے ہیں۔ حکومت پنجاب نے تعلیم بالغاں کے مراکز کا بھی جال بچھا دیا ہے تاکہ illiteracy کو ختم کیا جا سکے اور تعلیم عام ہو۔ ہمارے نبی اکرم ﷺ نے بھی تعلیم کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ جس

معاشرے میں لٹریسی ریٹ زیادہ ہوتا ہے وہی آسمانوں تک پہنچتے ہیں۔ کسی بھی معاشرے کے اچھا ہونے کا اندازہ اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ وہاں کمزور اور پسماندہ طبقوں کی کس طرح دیکھ بھال کی جاتی ہے؟ مہذب معاشرے پسماندہ طبقوں کو مستقل بنیادوں پر اس طرح integrate کرتے ہیں کہ وہ قومی دھارے میں شامل ہو سکیں مثلاً پسماندہ خواتین کو فنی تعلیم دے کر ان کو empowered کیا جائے اور اس طرح کی ہی وجوہات پر اضافی اخراجات خرچ کرنا پڑے۔ اضافی اخراجات کا مجموعی سبب حکومت کے ان پراجیکٹس کی تکمیل یا پایۂ تکمیل کی طرف قدم ہے جو کہ عوام کو بہتر خدمت مہیا کر سکے اور یہ پراجیکٹس اس بات کی بھی عکاسی کرتے ہیں کہ یہ کوئی زبانی دعوے نہیں ہیں بلکہ دعوؤں کی تکمیل کا حقیقی اظہار ہے۔

جناب سپیکر! جس تیزی کے ساتھ وطن ترقی کی طرف گامزن ہے، انشاء اللہ سنہری دور دور نہیں کیونکہ ہمارا mission ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور کی یاد تازہ کر دی جائے، وہ یاد جس میں بردباری، اخوت، محبت اور بھائی چارہ کی فضا قائم ہو۔ حضرت عمر فاروق اعظم کے دور کی یاد تازہ ہو جائے کہ ہر طرف سڑکوں کا جال بچھ جائے۔ دیہاتوں میں ہر سہولت مہیا ہو جائے، عدل و انصاف عام ہو جائے اور ہماری حکومت انہی لائنوں پر چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! بس تھوڑی سی تقریر رہ گئی ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور ہو جہاں فراخدلی، سخاوت اور زرعی اصلاحات ہی ہوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور ہو جہاں ہر طرف علم کا بول بالا ہو، جرأت اور شجاعت کی داستانیں رقم ہوں اور انہی بتائے ہوئے راستوں پر چل کر انشاء اللہ پاکستان صف اول میں ہو گا۔ وہ عظیم پاکستان جس کا خواب محمد علی جناح نے دیکھا تھا۔ یہی صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کا مشن ہے، یہی وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کا ویژن ہے اور یہی میرا عزم ہے۔

منزل مقصود خود ہی چوم لے گی قدم
اپنے عزم نو میں اتنا حوصلہ پاتی ہوں میں
پاکستان زندہ باد، قائد اعظم پائندہ باد

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔ جناب جاوید حسن گجر صاحب! وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں۔۔۔ جناب سمیع اللہ خان صاحب!۔۔۔ بھی تشریف فرما نہیں ہیں۔۔۔ محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحبہ!۔۔۔ وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں۔ محترمہ عابدہ جاوید صاحبہ!۔۔۔ وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں کٹ موشن پر کل ہی بات کر لوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جناب احسان الحق نولاٹیا!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کا دن بجٹ کے حوالے سے انتہائی افسوسناک ہے کہ ضمنی بجٹ کے حوالے سے جو Budget Manual Financial Rules Book No.4 میں بتایا یہ گیا ہے کہ ضمنی بجٹ کب پیش کیا جاتا ہے یا ضمنی گرانٹس کن حالات میں utilize کی جا سکتی ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ حالات آ گئے تھے کہ ضمنی گرانٹس ضرور پیش کی جاتیں تو یہاں پر Budget Manual کا Chapter-15 اس کا سیکشن 6 تا 15 ہے اس میں انہوں نے 15 کے قریب لفاظ دیئے ہیں جن کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ ضمنی بجٹ کو کس انداز میں دیکھا جاتا ہے کہ کیا یہ ہونا چاہئے یا نہیں ہونا چاہئے؟

جناب سپیکر! میں مختصراً ان لفظوں کی تشریح کروں گا کہ کہتے ہیں کہ bad estimation of finances of the provinces ضمنی کے طور پر finances کی پلاننگ کرنا یہ کہتے ہیں کہ bad estimation ہے۔ پھر کہا ہے کہ in Provident Administration پھر یہ لکھتے ہیں کہ objectionable in principle اصولاً یہ قابل اعتراض ہے، ضمنی بجٹ اصولاً قابل اعتراض ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ mismanagement of the finances پھر یہ کہتے ہیں کہ bad utility of the finances، پھر یہاں پر لکھتے ہیں کہ adequate idea of relative urgency کہ یہ بتایا جائے کہ relative urgency کیا ہے، پھر لکھتے ہیں کہ accidental needs کہ اس کی وضاحت کی جائے کہ یہ کیوں کرنے کی ضرورت پیش آ رہی ہے، پھر ہے unavoidable circumstances ایسے حالات جن میں اگر supplementary budget پیش نہ کیا جائے تو حالات ایسے ہیں کہ ان کو avoid نہیں کیا جا سکتا۔ پھر یہاں پر یہ لکھتے ہیں کہ expenditures by order of the court or any competent authority کہ کوئی عدالت کا آرڈر ہو یا کوئی competent authority کہے کہ ان کو آپ خرچ

کر لیں تو پھر کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میرے پاس یہ بجٹ رولز ہیں جس کی کاپی میں گھر بھول آیا تھا تو میں نے اس کی کاپی حاصل کرنے کی کوشش کی مجھے پورے فنانس ڈیپارٹمنٹ سے نہیں ملی اور مجھے فنانس منسٹر سے بھی نہیں ملی۔ پھر میں نے گھر سے منگوا لی۔ یہ بات ثابت کرتی ہے کہ پورے فنانس ڈیپارٹمنٹ نے بشمول فنانس منسٹر کے ان رولز کو نہیں پڑھا۔ اگر پڑھا ہوتا تو یہ کاپیاں آج ضرور لے کر آتے۔

یہاں لکھا ہوا ہے کہ in absence of such grants کہ یہ وہ گرانٹس ہیں کہ اگر ان کو نہ کیا جائے تو کیا ہو سکتا ہے serious inconvenience in the finances اگر کوئی اتنی سنجیدہ قسم کی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے تو وہاں سہولت نہیں مل پاتی۔ پھر کہا گیا کہ serious loss کہ اگر یہ نامنظور کی جائے تو بہت بڑا خسارہ پڑنے والا ہے۔ پھر کہا کہ serious damage کہ اس کو بہت بڑا نقصان ہونے والا ہے اگر یہ گرانٹس منظور نہ کی جائیں۔

جناب سپیکر! میری ان 15 لفظوں کی وضاحت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آج کا دن حکومتی وزراء، فنانس منسٹر اور ممبرز نے صرف ان لفظوں کی وضاحت کرنا تھیں کہ یہ یہ مجبوریاں تھیں جن کی بنیاد پر ہم نے ضمنی بجٹ پیش کیا ہے۔ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ آج بھی وہ بڑے دھڑلے سے کہہ رہے ہیں کیسا اچھا ضمنی بجٹ ہماری حکومت نے پیش کیا ہے۔ یہ ہمارے قائد ایوان چوہدری پرویز الٰہی صاحب کا ویژن ہے کہ انہوں نے اتنا خوبصورت ضمنی بجٹ پیش کیا۔

جناب سپیکر اس سے بڑا افسوس اور کیا ہو سکتا ہے کہ جو mismanagement of finances ہے اس کو بھی وزیر اعلیٰ کی خوبی کے طور پر بیان کیا جائے یہ لاعلمی کی بھی انتہا ہے، competency کی بھی اس سے بڑی اور embezzlement نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر! ہم نے ایک سال پہلے اعلان کیا تھا کہ ہم صوبے کو 225۔ارب روپے کے ساتھ چلائیں گے۔ انہوں نے 45۔ارب روپیہ زائد خرچ کیا جو ٹوٹل بجٹ کا 20 فیصد بنتا ہے۔ میں پورے یورپ کے بجٹ کے بارے میں ایک سٹیٹمنٹ دیتا ہوں کہ اگر وہاں ضمنی بجٹ 5 فیصد سے بڑھ جائے تو اس کو واپس بھیج دیا جاتا ہے کہ آپ نے یہ جو پیسے خرچ کئے ہیں، جب تک ان کے ایک ایک penny کی وضاحت نہیں کر دیتے اور اس پر پوری قوم سے معذرت نہیں کرتے اس وقت تک ہم یہ پیسے منظور نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر! اگر ضمنی بجٹ 5 فیصد سے بڑھ جائے تو ترقی یافتہ حکومتیں یہ کرتی ہیں اور تصور کریں کہ ہم 20 فیصد زائد خرچ کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ ہماری حکومت کی vision ہے، یہ خوبی ہے اور کتنا اچھا اور کتنا خوبصورت ضمنی بجٹ پیش کیا ہے۔ میں رولز کی concerned lines آپ کو پڑھ دیتا ہوں۔ یہاں وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ ریکوری زائد کر لیں۔ آپ نے کہا ہے کہ 224۔ارب روپے اکٹھا کریں گے اگر آپ اچھی ریکوری کر کے 300۔ارب روپے اکٹھا کر لیتے ہیں تو پھر بھی آپ ضمنی بجٹ پیش نہیں کر سکتے بلکہ opening budget جو کہ اگلے سال ہے اس میں ڈال سکتے ہیں۔ یہ concerned lines چیپٹر نمبر 15 کی سیکشن 6 ہے۔

Annual Budget Statement by the Provincial Assembly should eventually be realized any increase in receipts in the post-budget period should not in itself justify supplementary grant. The justification for applying for supplementary grant should rest only upon circumstances which are exceptional.

جناب سپیکر! یہ بتانا پڑے گا کہ یہ ہیں وہ exceptional circumstances جن کی وجہ سے ہم ضمنی بجٹ پیش کر رہے ہیں پھر اس کا سب سیکشن۔1 ہے۔

Why the need for increased provision could not be foreseen at the time when the original estimates were framed.

تو اس کی cause بتائیں کہ جب آپ نے بجٹ پیش کیا تھا تو یہ causes foreseen کی تھیں۔

جناب سپیکر! پھر یہاں پر فرمایا گیا کہ جب آپ کوئی ضمنی گرانٹ پیش کرتے ہیں تو اس کو پاس کرنے کے فوری بعد پہلے ہی اسمبلی کے اجلاس میں بتانا ضروری ہے۔ انہوں نے جو ضمنی جولائی یا اگست یا ستمبر میں دی ہے۔ یہ نو دس ماہ گزارنے کے بعد آج ہمارے سامنے رکھ رہے ہیں کہ ہم نے یہ کر دیا ہے آپ اس کو پاس کر دیں۔ یہ concerned پیراگراف ہے۔ میں چیپٹر 15 کا سیکشن 8 پڑھ دیتا ہوں۔

In cases where the head of department is certain before the preparation of the statement of the

excesses and surrenders, that supplementary grant is necessary; he should take action to move for the supplementary demand being laid before the Provincial Assembly in earliest session possible.

Constitutionاور رولز کیviolationہماری حکومت کا ایک ایسا وتیرہ بن چکا ہے کہ یہ وہ چیزیں ہیں جن کے ساتھ لفظshould آیا ہے۔آپ سب جانتے ہیں کہ جہاں should and shallکا کیاconceptہوتا ہے یہsubstantialہوتی ہے کہ جس کو ہم کبھی بھیavoid نہیں کر سکتے۔اس کے بعد میںChapter-15کا سیکشن10 پڑھ دیتا ہوں۔جس میں انہوں نے کہا ہے کہ:

The Administrative Departments should examine the proposals received by them; they forward them with the recommendations to the Finance Department with the application, the Administrative Department concerned should forward a memorandum explaining full justification for the supplementary grants...

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! میں اپنے دوست احسان الحق سے عرض کروں گا کہ وہ ماشاءاللہ پوری کتاب جو کہ بجٹ مینوئل ہے اس کا مطالعہ کر کے آئے ہیں۔بجٹ مینوئل انہوں نے اسمبلی میں پڑھنا شروع کر دیا ہے۔میں جناب کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ مینوئل کا سبق یہاں اسمبلی میں جو انہوں نے پڑھنا شروع کر دیا ہے یہ تو یہاں ازبر نہیں ہو گا۔ان کو چاہئے کہ جو ڈیمانڈز ہم نے کی ہیں ان پر ضمنی بجٹ جو آیا ہے اور جو ہماری ڈیمانڈز ہیں ان پر وہ اپنا اعتراض بتائیں کہ یہ اس پر بات کریں۔انہوں نے پورا بجٹ مینوئل پڑھنا شروع کر دیا ہے اور اجلاس کا وقت ختم ہونے والا ہے۔

جناب سپیکر: بجٹ مینوئل پر بھی تھوڑا اندازہ ہو جائے گا۔آپ بات کرنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! ہمیں پتا ہے اور بجٹ مینوئل ہم نے بھی پڑھا ہوا ہے۔ یہ جتنی ڈیمانڈز ہیں میں نے اپنی تقریر میں بھی کہا تھا کہ یہ وقت کی ضرورت تھیں اور یہ ساری ڈیمانڈز inevitable تھیں کیونکہ اس وقت جو کام شروع ہو چکے تھے ان کاموں کو اسی طرح ادھورا چھوڑ دیا جاتا تو شاید اس سے زیادہ نقصان ہوتا جس کی آج ہم بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، احسان الحق نولاٹیا صاحب!

جناب احسان الحق نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے سب سے زیادہ افسوس اس بات پر ہے کہ آج کا دن کم از کم پوری حکومت کا منہ لٹکا ہوا ہونا چاہئے تھا کہ ہم نے 20 فیصد زائد بجٹ استعمال کیا ہے اور اس دن بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم نے کتنا خوب صورت بجٹ پیش کیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ آج کا دن کم از کم یہ تسلیم کریں کہ پورے یورپ کا پانچ فیصد بجٹ بڑھ جائے تو انہیں کیا کیا وضاحتیں کرنا پڑتی ہیں اور ہم 20 فیصد بڑھانے کے بعد وزیر اعلیٰ کی اکنامک وژن کی بات کریں تو یہ عوام کو دھوکا دینے والی بات نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

جناب سپیکر! میں یہاں پر صرف دو چار باتوں کی وضاحت اور کرنا چاہوں گا کہ میں نے انہیں یہ کہا ہے کہ قائد اعظم نے جب پاکستان بنایا تو یہاں کی عوام کی خوشحالی کے لئے، غریبوں کے لئے تو آج میں روح قائد سے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہی کے نام سے بننے والی مسلم لیگ ان کے ساتھ یا ان کی قوم کے ساتھ کیا کر رہی ہے؟ وہ کسی شاعر نے بڑی خوبصورت بات کی ہے کہ:

اے قائد اعظم!
تیری عظمت کی قسم
تیری قیادت کی قسم
خطہ پاک کے جمہور کی غربت کی قسم
دختر جنت کشمیر کی عصمت کی قسم
اب تیرے شہر میں جینے کا مزہ کوئی نہیں
تیری بستی میں غریبوں کا خدا کوئی نہیں
تو نے جن پھولوں کو آئین وفا بخشا تھا
ذوق دل، ذوق نظر، ذوق صفا بخشا تھا

برق بن کے وہ گرے خرمن آزادی پر
زیست ویران ہوئی جاتی ہے آبادی پر
یہ تیرے نام پہ ملت کو لڑانے والے
بوٹیاں ملت مرحوم کی کھانے والے
ایک دن تیرا کفن بیچ کے کھا جائیں گے
اور اس پہ بھی یہ تیری ہی عظمت کی قسم کھائیں گے
اے قائداعظم!
اے قائداعظم!
بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، چودھری مشتاق صاحب!

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ایوان میں جہاں میں کھڑا ہوں یہ پنجاب کی سب سے بڑی پنچائت ہے۔ میں نے آج تک بزرگوں سے سنا تھا کہ پنچائت میں غلط بیانی نہیں کی جاتی تو میں بھی سمجھتا ہوں کہ یہاں غلط بیانی نہیں ہونی چاہئے لیکن جب بھی یہ کہا جاتا ہے کہ پنجاب میں امن وامان ہے "پنجاب لکھا پڑھا پنجاب" ہے اور یہاں پر دودھ کی نہریں بہہ رہی ہیں تو مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہاں غلط بیانی ہوتی ہے میں تو نہیں کہہ سکتا کہ پنجاب کے نمائندوں نے، پنجاب کے عوام نے ایسے نمائندے بھیجے ہیں جو ہاؤس میں غلط بیانی کرتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ کم از کم میرے حلقے مریدکے کو پنجاب سے اپنی اکثریت کی بناء پر نکال دیں تاکہ جو black spot بنا ہوا ہے اور جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہاں غلط بیانی ہوتی ہے تو اسے پنجاب سے ہی نکال ہی دیں کیونکہ وہاں کوئی امن ہے نہ تعلیم اور نہ ہی نہروں کا پانی زیادہ ہے کہ لوگ وہاں خوشحال ہو سکیں۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ پولیس کے لئے انہوں نے 3۔ارب 28 کروڑ 58 لاکھ روپے کا ضمنی بجٹ مانگا ہے تو میں کہتا ہوں کہ ضرور دیں بلکہ اس سے بھی زیادہ دیں۔ اگر اس خرچ کرنے کے بعد امن قائم ہو جائے، ڈکیتیاں ختم ہو جائیں، قتل وغارت بند ہو جائے تو بجٹ ضرور دیں لیکن 14 جون کے نوائے وقت اخبار کا اداریہ دیکھ لیں کہ "مریدکے میں وحشیانہ وارداتوں کو روکا جائے اور ساتھ ہی یہ بھی تھا کہ وزیراعلیٰ فوری مداخلت کریں۔" میرے شہر مریدکے میں پانچ مئی کو ایک غریب آدمی کی تین بھینسیں چوری ہو گئیں۔ میں نے ہر فورم ڈی آئی جی، ایس پی،

ڈی ایس پی، ایس ایچ او حتیٰ کہ راجہ صاحب سے بھی گزارش کی کہ اس کا پرچہ درج کروا دیں۔ راجہ صاحب نے اس کے آرڈر کئے لیکن آج دو ماہ ہو چکے ہیں اس کا پرچہ درج نہیں ہو سکا تو میں کیا کہوں کہ اگر اس کو فاضل بجٹ دے دیں تو کیا غریبوں کے پرچے درج ہو جائیں گے؟ یقیناً نہیں۔ پولیس صرف امیروں کی پروٹیکشن کے لئے ہے اور اگر یہ غریبوں کو پروٹیکٹ نہیں کر سکتی، ان کے چوری کے پرچے درج نہیں کر سکتی تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کا بجٹ بڑھانا چاہئے۔ آج کا روزنامہ ''ایکسپریس'' میرے پاس ہے جس کی ہیڈنگ گجرات ہے کہ وزیر اعلیٰ کے لیگل ایڈوائزر کے گھر ڈاکا، سوا کروڑ کی نقدی اور زیورات لوٹ لئے گئے۔ آخر یہی حال ہے، یہ وزیر اعلیٰ کا اپنا شہر ہے، یہ پنجاب کا حصہ ہے تو پھر کیا ایسے محکمے کو فاضل بجٹ کی ضرورت ہونی چاہئے؟ ہم تو پہلے ہی اگلے مالی سال کے لئے ان کے لئے 20۔ارب روپیہ منظور کر چکے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان حالات میں پولیس کا کوئی فاضل بجٹ منظور کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! آبپاشی زراعت کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ جب میں نیا نیا منتخب ہو کر آیا تھا تو میں نے وزیر آبپاشی چیمہ صاحب کو درخواست دی تھی کہ جناب اپر چناب مرالہ سے نکلتی ہے کسی ڈیم سے اس کا کوئی تعلق نہیں تو ہمارا واٹر الاؤنس بڑھایا جائے، نہروں کے لئے فنڈز زیادہ بڑھائے جائیں تاکہ نہر اپر چناب کم از کم بڑھائی جا سکے کیونکہ اس کا کسی ڈیم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ انڈیا سے ڈائریکٹ پانی مرالہ آتا ہے اور مرالہ سے تقسیم ہو جاتا ہے۔ میں سمجھ ہی نہیں سکا کہ اس بارے درخواست تو دے دی تھی لیکن آج تک اس کا کیا بنا؟ حالانکہ نہر اپر چناب کا پانی اگر بڑھا دیا جائے، واٹر الاؤنس بڑھا دیا جائے تو ہماری پیداوار کئی گنا بڑھ سکتی ہے۔

جناب سپیکر! زراعت کے لئے بھی فاضل بجٹ مانگا گیا ہے۔ ہمارا صوبہ زرعی صوبہ ہے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ حکومت کی غفلت کی وجہ سے دالیں تک امپورٹ کی جا رہی ہیں، گندم تو ہم پہلے ہی امپورٹ کرتے تھے، پیداوار انتہائی کم ہو گئی ہے۔ کھادوں کی قیمت کم نہیں ہو سکی، گورنمنٹ اگر کھادوں کی قیمت کم کر دے، پیداواری اخراجات کم کر دے، قیمت نہ بھی بڑھائے تو اس میں کافی زیادہ پیداوار ہو سکتی ہے اور آج تک کوئی تحقیقی کام نہیں ہو رہا۔ کالا شاہ کاکو رائس ریسرچ فارم ہے لیکن آج سے تقریباً 15 سال پہلے وہاں پر ڈاکٹر عبدالمجید صاحب نے سپر باسمتی کی ایک قسم نکالی تھی اور اس کے بعد چاول کی کوئی نئی قسم نہیں آ سکی۔ ان حالات میں جب باسمتی کی کوئی نئی قسم بھی نہیں آئے گی، گندم کی نئی قسمیں دریافت نہیں کی جائیں گی، کوئی تحقیقی کام نہیں

ہو گا تو ان حالات میں انہیں فاضل بجٹ دے کر کیا ہو گا۔ اگر وہی فاضل بجٹ انہوں نے محکموں کے سفید ہاتھیوں کو دینا ہے، جب ایگر یکلچر ہاؤس کے پاس سے گزرتے ہیں تو یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ سفید ہاتھی یہاں پالے ہوئے ہیں جو ملک اور صوبے کے لئے کوئی کام اور نہ کوئی خدمت انجام دے پا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! تعلیم کی بات کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ ہمارا ”پنجاب لکھا پڑھا پنجاب“ ہے لیکن جب اپنے شہر مرید کے میں جاتا ہوں جہاں سے میں نے میٹرک پاس کیا تھا، میں گزشتہ دنوں اس سکول میں تقسیم انعامات کی تقریب میں گیا تو میں نے کہا کہ مجھے یہاں آکر افسوس زیادہ اور خوشی کم ہوئی ہے۔ افسوس اس لئے کہ آج سے چالیس سال پہلے یہاں پر باڑیں تھیں، چار دیواری تھی، پلاٹ تھے لیکن آج سب چیزیں غائب ہو چکی ہیں حتیٰ کہ ڈسپلن بھی نہیں ہے تو مجھے افسوس کا اظہار کرنا پڑا اور میں نے بچوں کی صورتحال دیکھتے ہوئے، وہاں پانی کا انتظام بھی نہیں تھا۔ اپنی جیب سے دس ہزار روپے دیئے تاکہ کم از کم پانی کی ٹینکی تو بنائی جا سکے ہمارے تعلیمی سکولوں کی یہ صورتحال ہے۔ ہمارے وزیر تعلیم صاحب گجرات جاتے ہوئے تھانہ صدر مرید کے کے پاس چلے جائیں تو وہاں پر بھی سکول کی حالت زار دیکھ سکتے ہیں اور جب اس سے تھوڑا آگے گوجرانوالہ اور شیخوپورہ کی حد کے پاس چلے جائیں تو وہاں پر موضع راجپورہ کے تقریباً اڑھائی تین سو بچے صرف ایک درخت کے نیچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ کوئی ایک کمرہ بھی نہیں ہے حالانکہ گاؤں کے لوگوں نے ایک ایکڑ جگہ سکول کے لئے وقف کر رکھی ہے، اس سکول میں صرف تین ٹیچرز ہیں اور اڑھائی تین سو بچے صرف ایک درخت کے نیچے تعلیم حاصل کرتے ہیں اور سکول کی کوئی بلڈنگ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی موضع کھوڑی ہے اور آپ جانتے ہوں گے کہ وہاں پر بھی کوئی چھت نہیں ہے چھت کے بغیر سکول ہے۔ موضع لامبڑے کے متعلق اخبار میں آ چکا ہے shelter less سکول ہے۔

جناب والا! صحت کی بات کرتے ہیں ڈاکٹر صاحب موجود ہیں لیکن افسوس کا مقام ہے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہمارے لوگ سب کے سب ہی تندرست ہیں یہاں کوئی بیمار ہی نہیں ہے۔ پچھلے سال بجٹ چار فیصد تھا اب وہ تین فیصد کر دیا گیا۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے جس صوبے میں لوگ ہیپاٹائٹس سے مر رہے ہوں اور گیسٹو سے مر رہے ہوں وہاں اس کا بجٹ کم کر دینا چار سے گھٹا کر تین فیصد کر دینا شاید یہ قوموں کی اپنی تدبیر ہے تاکہ آبادی کو کنٹرول کیا جا سکے اسی لئے شاید قتلوں پر اور خودکشیوں پر کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔ شاید یہ اسی لئے ہے کہ آبادی کو کنٹرول کیا جا

سکے اگر یہ کنٹرول کرنے کا طریقہ ہے تو میں اس کے متعلق کوئی انتہائی لفظ استعمال نہیں کر سکوں گا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ صبا صادق صاحبہ!

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! تھوڑی سی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں نے تو آپ کو دس منٹ دے دیئے ہیں پانچ منٹ کی بجائے۔ اب میں نے اگلا نام پکار دیا ہے پلیز تشریف رکھیں۔

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صرف میں نے دو منٹ بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو ڈویلپمنٹ فنڈز ہیں مجھے ساڑھے تین سال گزرنے کے باوجود آج تک کوئی ڈویلپمنٹ فنڈ نہیں ملا۔ اب تک تو مجھے کہا جاتا رہا کہ پچاس لاکھ کے فنڈز کے لئے آپ اپنی سکیمیں دیں۔ سکیمیں دیتے رہے سب کچھ ہوتا رہا لیکن اس کے لئے کوئی رقم نہ ملی۔ اس سال راجہ صاحب کی طرف سے پیغام ملا ہے پچیس سکیمیں دیں میں نہیں سمجھتا کہ اس کے بھی فنڈز دیئے جائیں گے لیکن میں چاہوں گا کہ اگر یہی فنڈز ملنے ہیں تو راجہ صاحب آپ کسی لاڈلے پیارے کو دے دیں تاکہ شاید وہ اپنا الیکشن تو جیت سکے لیکن افسوس کہ ایسے الیکشن نہیں جیتے جاتے۔ اگر یہ فنڈز نہ دیئے گئے تو یہ انتہائی ناانصافی ہوگی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ صبا صادق صاحبہ!

محترمہ صبا صادق: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! ضمنی بجٹ پر آپ نے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں ساری چیزوں سے بالاتر ہو کر اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ یہ ایوان پنجاب کے عوام کے نمائندگان کا ایوان ہے اور اس ایوان کے توسط سے ہم نے اپنے پنجاب کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ان نمائندوں نے اپنی اپنی سفارشات یہاں رکھنی ہیں اور ان سفارشات کو رکھنے کے بعد کوشش یہ کرنی ہے خواہ وہ ٹریژری بنچز سے ہوں، خواہ وہ اپوزیشن بنچز سے ہوں کہ پنجاب کے جس مسئلے کو حل کرنا ہمارے بس میں ہے اس کے لئے ہم اپنی تگ ودو کریں۔ میں فنانس منسٹر صاحب کو مبارکباد پیش کروں گی کہ انہوں نے پنجاب کی عوام کے لئے بڑا balanced بجٹ دیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ آج ضمنی بجٹ جو پیش کیا۔۔۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس پر آپ رولنگ دیں کہ یہ جو فرما رہی ہیں کہ آج

ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! چلنے دیں، تشریف رکھیں دیکھیں آپ کو بھی سنا ہے انہوں نے، آپ بھی سنیں۔۔۔جی، محترمہ! آپ جاری رکھیں۔

محترمہ صبا صادق: میرے خیال میں جب آپ کو حوصلے کے ساتھ سنا جاتا ہے تو آپ بھی سننے کا حوصلہ پیدا کریں آپ کا شکریہ۔یہاں پر جو پنجاب کے عوام کے فلاح و بہبود کے منصوبے شروع کئے گئے اس کو میں اس نظر سے لینا چاہوں گی کہ پاکستان کو جب بنایا تو اس کا مقصد صرف یہی تھا کہ ایک اسلامی فلاحی مملکت کا قیام ہو جہاں پر اپوزیشن اور ٹریژری بنچز مل کر پاکستان کی عوام کی فلاح و بہبود کے لئے، پاکستان کی تعمیر کے لئے، پاکستان کی ترقی کے لئے مل جل کر آگے بڑھیں اور ایسی سفارشات پیش کریں جو ہمارے ملک کی سلامتی، ہمارے ملک کے اندر امن، ہماری عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہو۔ میں خراج تحسین پیش کروں گی حکومت پنجاب کو اور بالخصوص وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کو کہ انہوں نے وہ وعدہ جو ایک ایسے مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ نے دیا قرآن وسنت کے ذریعے ہمیں جو ملتا ہے اور اس کے بعد پاکستان کے آئین میں ہمیں جو ملتا ہے وہ ہے کہ عوام کے لئے جو basic fundamental rights کی فراہمی ہے اور عوام کی فلاح و بہبود کے منصوبے پیش کئے چاہے اس میں ایجوکیشن سنٹر ریفارمز پروگرام لے لیں، چاہے اس کو ایگریکلچرل سیکٹر ریفارمز پروگرام میں لے لیں، یا ہیلتھ سیکٹر ریفارمز پروگرام میں لے لیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ انہوں نے وہ وعدہ اپنے اللہ تعالیٰ سے پھر اس کے بعد آئین کی جو گارنٹی دی گئی اس کو پورا کرتے ہوئے پنجاب کی عوام کو ایک خوشحال دور دیا اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی ٹیم کے ذریعے ہمارے ملک کی اور ہمارے ملک کے ایک بڑے صوبے کی ترقی کا ایک نیا دور اور اہم راستہ شروع ہو گیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ 2020 تک ہمارے ملک کے اور ہمارے سب سے بڑے صوبے کے وزیر اعلیٰ نے جس طرح سے جو پروگرامز دیئے ہیں وہ انشاء اللہ ہمیں ایک درخشاں اور ہماری نئی نسل کو ایک روشن مستقبل کی طرف لے کر جائیں گے۔

جناب سپیکر! ایک بہت بڑا مسئلہ بے روزگاری کا تھا میں اس حوالے سے راجہ بشارت صاحب، فنانس منسٹر صاحب اور چیف منسٹر صاحب کا عوام کی طرف سے شکریہ ادا کرنا چاہوں گی کہ انہوں نے بے روزگار نوجوانوں کے لئے جو ban کو lift کرکے ان کو روزگار کے مواقع دیئے وہ یقیناً ایک بہت بڑا احسان عظیم ہے کیونکہ یہ ban عرصہ دراز سے بلکہ کتنی دہائیوں سے پنجاب کے عوام

کے سر پر ایک تلوار کی طرح لٹک رہا تھا جس کو چودھری پرویز الٰہی صاحب نے اٹھا کر پنجاب کی عوام کو نہ صرف ایک روزگار کا موقع فراہم کیا بلکہ اس عوام کے ساتھ وہ وعدہ پورا کیا جو کسی بھی جمہوری حکومت کا عوام کے ساتھ وعدہ ہوتا ہے۔ میں ساتھ ہی ساتھ ایک خاتون نمائندہ ہوں اور خواتین کی طرف سے بالخصوص پنجاب کی خواتین کی طرف سے میں شکریہ ادا کرنا چاہوں گی کہ نہ صرف اس بجٹ میں بلکہ پچھلے بجٹ میں بھی پنجاب میں بسنے والی خواتین کے مسائل کو حل کرنے کے لئے اور ہمارے آئین کے اندر جو آرٹیکلز دیئے ہمیں گارنٹی دیں کہ اسٹیٹ کی ذمہ داری ہے ان کا تحفظ، ان کی ترقی اور ان کو قومی سطح پر معاملات میں شامل کرنے کے لئے اس وعدے کو پورا کرتے ہوئے نہ صرف بجٹ کو بڑھایا بلکہ اس کو implement کرنے کے لئے بھی اپنی توجہ دی جیسے پنجاب کے ہر ڈسٹرکٹ میں دارالامان بنائے گئے اور G.R.A.P کا پروگرام شروع کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں خود بہت سارے ایسے پسماندہ اضلاع میں گئی اور میں نے دیکھا کہ وہاں تعمیر اور ترقی کا دور شروع ہو گیا ہے اور بالخصوص یہ کہ ہماری حکومت نے یہ کوشش کی ہے کہ وہ پسماندہ اضلاع جو بہت دور دراز ہیں اور جو ہماری باڈر لائن پر ہیں ان کی تعمیر، ان کی ترقی اور وہاں کے بسنے والی عوام کی فلاح و بہبود کے لئے نہ صرف وہاں سڑکوں کی تعمیر، سکول اور ہسپتالوں کی تعمیر بلکہ وہاں ہر شعبہ جات میں ترجیح اس لئے دی جا رہی ہے تاکہ ان لوگوں کے عرصہ دراز سے جو مسائل تھے اور جس complex میں وہ مبتلا تھے کہ ہم شاید پاکستان کا حصہ نہیں ہے ان کو وہ حصہ دے کر ان کو یہ حق دیا کہ وہ بھی ہمارے پنجاب میں اسی طرح سے تمام ضروریات زندگی کی چیزوں سے مستفید ہوں جس طرح سے پنجاب میں پنڈی، لاہور، ملتان اور بڑے شہروں کے لوگ مستفید ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! چونکہ بہت ساری باتیں بجٹ پر ہو چکی ہیں میں اپنی تقریر کو یہیں ختم کروں گی اور میں ایک نمائندہ ہونے کی حیثیت سے حکومت کا شکریہ ادا کروں گی کہ انہوں نے پنجاب کی عوام کی فلاح و بہبود کے لئے جو وعدے کئے تھے ان کو پورا کرتے ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال بھی اپنا بجٹ عوام کی فلاح و بہبود کو مدنظر رکھتے ہوئے پیش کریں گے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ!

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ اعجاز صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! محترمہ نے ضمنی بجٹ پر جو تقریر کی ہے انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس سے پہلے جو بجٹ تھے ان میں بھی بہت زیادہ رقوم کو بڑھایا گیا اور مختلف گاؤں اور پسماندہ علاقوں میں یہ خود گئی ہیں۔ میں صرف یہ چاہوں گا کہ یہ اتنی تصحیح کر لیں کہ پچھلے جتنے بجٹ تھے اس میں انہوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے خلاف تقریریں کی ہیں چونکہ یہ ہمیں داغ مفارقت دے چکی ہیں اور [****]اس لئے آج انہوں نے نیا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ پلیز! تشریف رکھیں۔ محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ!

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! اگر آپ مجھے تھوڑا سا وقت دیں تو میں آپ کی شکر گزار ہوں گی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! الحمد للہ میں اپنے آپ کو ان بنچز پر بیٹھ کر فخر محسوس کرتی ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں سب سے پہلے ایک مسلمان ہوں، پھر پاکستانی ہوں، پھر اس کے بعد میرا جو وجود ہے وہ پاکستان کے لئے خواہ وہ مرد کی صورت میں ہو یا عورت کی شیخ صاحب! آپ لوگوں سے میں اسی بات کی توقع رکھتی تھی، آپ لوگوں کے ساتھ بیس سال میرا واسطہ رہا اور الحمد للہ میں نے پاکستان کی خدمت کے لئے اپنا ہر قدم اٹھایا۔ آج سے ایک ماہ پہلے میرے والد صاحب کی فوتگی ہوئی، آپ لوگوں کے اندر یہ اخلاقی روایات موجود نہیں تھیں جس کے لئے مجھے آپ کو چھوڑنا پڑا کہ میرا باپ آپ لوگوں کی وجہ سے جیل میں دو دفعہ گیا، کیا آپ لوگوں کے اندر اتنی اخلاقی اقدار نہیں کہ آپ کسی کے ساتھ اظہار افسوس کر لیتے؟ (شیم، شیم)

میں سمجھتی ہوں کہ وہ فورم جہاں پر انسان کی قدر نہ ہو، وہ فورم جہاں پر پاکستان کی قدر نہ ہو، وہ فورم جہاں اخلاقی روایات کی قدر نہ ہو میں اس کی کوئی اہمیت نہیں سمجھتی، میں ان لوگوں کو سلام پیش کرتی ہوں جو اپنے ورکرز کی قدر کرتے ہیں، جو پنجاب کی قدر کرتے ہیں، جو پاکستان کی قدر کرتے ہیں اور جو اسلام کی قدر کرتے ہیں۔ میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں۔ میں اس چیز کے لئے اپنے آپ کے اندر کوئی شرمندگی محسوس نہیں کرتی، الحمد للہ سر بلند کر کے چلتی ہوں۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ !

SHEIKH EJAZ AHMED: Point of personal explanation...

جناب سپیکر: شیخ صاحب! چلنے دیں۔ عباسی صاحب تشریف رکھیں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! انہیں تنبیہ کریں۔

جناب سپیکر: نون صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان کے والد صاحب کی فاتحہ خوانی کرالیں۔

آوازیں: وہ ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! تعلیم کسی بھی قوم کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ صوبہ بھر میں تعلیمی فروغ کے لئے پنجاب حکومت نے کچھ اچھے کام کئے ہیں۔ بوسیدہ عمارتیں نئی عمارتوں میں تبدیل کی گئی ہیں لیکن جو قومیں اقوام عالم میں سر اٹھا کر زندہ رہنا چاہتی ہیں وہ اپنے قومی مقاصد کے مطابق نظام تعلیم کو تشکیل دیتی ہیں۔ نظام تعلیم میں نصاب سازی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ایسا نظام تعلیم ہی جاندار اور تعمیری ہو گا جس میں نصاب معاشرے کی نظریاتی ضرورت کے مطابق ہو لیکن اسلامی جمہوریہ پاکستان کے طلباء و طالبات سے ان کا اسلامی نظریاتی تشخص چھینا جا رہا ہے۔ مطالعہ پاکستان کے نصاب سے حالیہ تاریخ کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ نجی اداروں نے تاریخ اسلام کو تبدیل کر دیا ہے۔ مسلسل تسلسل سے اسلامی واقعات اور قرآنی آیات کو نکالا جا رہا ہے۔ عربی کے مضمون کو ختم کیا جا رہا ہے۔ نصاب تعلیم کو سیکولر بنیادوں پر استوار کرنے کی ایک مثال 'O' level کے کورس میں اردو کی کتاب پاکستان کی کہانیاں ہیں۔ کارواں پبلیشرز لاہور کی شائع کردہ یہ کتاب گیریژن اور دیگر نجی اداروں میں پڑھائی جاتی ہے۔ اس نصابی کتاب میں فحاشی اور بے حیائی پر مبنی مضامین کی بھرمار ہے۔ نوجوان طلباء و طالبات کو اسلام سے لاتعلق کرنے اور ہندوؤں کے پیروکار بنانے کی گہری سازش ہے۔ اس میں جگہ جگہ بازاری جملے ہیں، انتہائی گھٹیا انداز میں عاشقی و معشوقی اور مرد و عورت کے تعلقات کے بارے میں باتیں درج ہیں۔ یہ کتاب کیمبرج یونیورسٹی کی تصدیق شدہ ہے۔ کتاب میں کئی کہانیوں اور کریکٹرز کے نام ہندوانہ رکھے گئے ہیں۔ اس کتاب میں

جو O' level کے نئے نصاب میں شامل ہے گالیاں، سالی سے عشق اور بے حیائی پر مبنی ایسے فقرے ہیں جو میں یہاں بیان نہیں کر سکتی۔ اگر آج اس نوخیز نسل کو ہندو اور مسلم تہذیبوں کے فرق سے روشناس نہیں کرائیں گے تو کل وہ ہم سے ضرور سوال کریں گے کہ پاکستان اور بھارت دو الگ الگ ملک کیوں ہیں؟ یہ نجی ادارے وہ ہیں جہاں سیکنڈری کی سطح پر کتابوں کی قیمت -/18855 روپے ہے جبکہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی سیکنڈری کی ایک سال کی کتابوں کی قیمت صرف -/720 روپے ہے۔ ان پر ماہانہ اتنا خرچ بھی کر رہے ہیں اور پھر ان کو یہ کچھ دیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح یونیورسٹیوں کو جو خود مختاری دی گئی ہے، ان کے حالات سے بھی حکومت کو باخبر رہنا چاہئے۔ 28۔ دسمبر بروز بدھ 2005 کو لاہور کالج یونیورسٹی میں کیٹ واک شو کا انعقاد کیا گیا۔ طالبات نے پاکستانی، بھارتی اور یورپین نیم عریاں کپڑے پہن کر ماڈلنگ کی، اس شو میں مردوں نے بھی شرکت کی۔ ایک ٹکٹ -/200 روپے میں فروخت کی گئی۔ حکومت وائس چانسلر لاہور کالج یونیورسٹی کو یہ باور کرائے کہ وہ قوم کی بیٹیوں کی اسلامی نظریات کے مطابق تعلیم و تربیت کرے۔ پاکستان اور اپنے دین سے محبت کرنے والی طالبات کی اکثریت بے حیائی اور مغربی تہذیب کو ناپسند کرتی ہے اور وہ کبھی بھی اس کو اپنانے کے لئے تیار نہ ہو گی۔

جناب سپیکر! میں اب کچھ باتیں زراعت کے سلسلے میں کہنا چاہوں گی۔ پنجاب تمام بڑی اور نقد آور فصلوں میں بہت پیچھے ہے۔ بجٹ میں اس سلسلے میں کوئی پیشرفت نہیں کی گئی۔ سبسڈی کی بات کی گئی ہے یا باہر سے درآمد کی بات کی گئی ہے، زرعی اجناس کی درآمد کی بجائے اگر ان اشیاء کی یہی رقم کاشتکاروں کو ریلیف دے کر مطلوبہ اجناس میں پیداوار میں اضافہ کی ترغیب دی جاتی، یعنی بجلی سستی کر دی جاتی یا تیل کی قیمت میں کمی کر دی جاتی۔ کھاد کی ہر بوری پر -/600 روپے سبسڈی دینے کی بجائے ملک میں کھاد کے کارخانے لگانے پر بڑی چھوٹ دے کر اس سلسلے کو ختم کیا جا سکتا تھا۔ اسی طرح pesticides پر لگنے والی رقم بھی اگر یہاں پر کارخانے قائم کر دیئے جاتے تو اس سے کسانوں کو بھی سہولت مل جاتی۔

جناب سپیکر! یوٹیلٹی سٹورز کی بات کی جا رہی ہے تو صرف پانچ سے دس فیصد لوگوں کی رسائی حکومت کے ان یوٹیلٹی سٹورز تک ہے۔ حکومت کے اس اقدام سے منافع خور مافیا کے حوصلے بڑھ جائیں گے اور پھر جس طرح چینی اور سیمنٹ کے بحران کا سامنا کرنا پڑا ہے، اسی طرح اس بحران کا بھی سامنا کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! ایک منٹ میں wind up کریں۔

محترمہ طاہرہ منیر: 3-ارب 30 کروڑ روپے کا جو اضافی بجٹ ہے وہ لاء اینڈ آرڈر کو دیا گیا ہے۔ پاکستان میں اوسطاً چھبیس افراد روزانہ قتل ہوتے ہیں، پنجاب میں چودہ قتل ہوتے ہیں۔ پنجاب میں ہر روز چار خواتین کی عصمت لوٹ لی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم مزید پانچ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ طاہرہ منیر: اغواء برائے تاوان کی روز بروز وارداتیں بیس ہیں۔ اگر عوام رات کو سکھ کی نیند نہ سو سکیں، چوریاں اور ڈاکے روز کا معمول بن جائیں، راہ چلتے مسافروں کے مال واسباب چھینے جائیں اور ان کی جانوں کی حفاظت کی کوئی گارنٹی نہ ہو وہاں پولیس پر 20-ارب روپیہ خرچ کر کے کیا حاصل ہو گا؟ اب تو اجتماعی آبروریزی، چوریوں اور ڈاکوؤں کی تعداد اتنی بڑھ گئی ہے کہ سمجھ نہیں آتی کہ آخر وہ لوگ کیا کر رہے ہیں جو اس بات کے ذمہ دار ہیں؟ اس میں ایک تجویز یہ ہے کہ اگر اسلامی سزائیں نافذ کر دی جائیں تو جرائم میں کمی واقع ہو سکتی ہے مثلاً اگر چوروں کے ہاتھ کاٹے جائیں تو یہ بہت حد تک لوگ ایسا کام نہیں کریں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم رشوت دے کر چھوٹ جائیں گے۔ اگر انہیں پتا ہو کہ ہمارا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا تو وہ یہ حرکت نہیں کریں گے۔ جب تک یہ اسلامی سزائیں نافذ نہیں کی جاتیں یہ چور، ڈاکو اور شیر ہوتے رہیں گے۔ واخر عوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ! شکریہ۔ میرے پاس جتنی بھی چٹیں معزز اراکین اسمبلی کی طرف سے آئی تھیں سب معزز اراکین اسمبلی بات کر چکے ہیں۔ صبح آتے ہی وزیر خزانہ wind up کریں گے۔ اس کے بعد ضمنی مطالبات زر پر بحث ہو گی اور رائے شماری ہو گی۔ آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! wind up تو وزیر خزانہ نے آج کرنا تھا۔ اگر آپ wind up کو کل پر لے کر جائیں گے تو پھر اس کے لئے cut motions کا آپ کو ٹائم بڑھانا پڑے گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کوproper timeدے دیا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اجلاس کی کارروائی کل بروز منگل صبح 10.00 بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔